خواب کے رنگ

صائمہ قریشی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

خواب کے رنگ

صائمہ قریشی

صرف اشک و تبسم میں الجھے رہے
ہم نے دیکھا نہیں زندگی کی طرف
رات ڈھلتے جب اُن کا خیال آ گیا
ٹکٹکی بندھ گئی چاندنی کی طرف

"بی جی...... بی جی...... بی جی...... مائی سویٹ بی جی! پلیز اب ریموٹ دے دو ناں پلیز بی جی۔" کشش عالمگیر تیزی سے سیڑھیاں اترتی فریحہ سکندر حیات کے پاس آ کھڑی ہوئی جو اس وقت "بی فور یو میوزک" پر "آواز دے کہاں ہے" نہایت انہماک سے ملاحظہ فرما رہی تھی۔ کشش کے خوشامدانہ انداز پر بھی وہ نہ چونکیں لیکن سٹنگ روم کی ڈسٹنگ کرتی آنسہ نے خشمگیں نظروں سے پہلے کشش اور پھر فریحہ سکندر حیات کو دیکھا جو پرانے ہندی گانوں سے یوں محظوظ ہو رہی تھیں جیسے نہ جانے کون سی روحانی راحت میسر آ رہی ہے۔

"یک نہ شد دو شد...... کشش کیا کم تھی جو یہ بھی آ گئی میرا خون جلانے کو۔" آنسہ عالمگیر بڑبڑائی۔

"بی جی پلیز ریموٹ دیں نا آج تو سرس نے اقرار کرنا ہے کہ وہ بھی کو مند سے پیار کرتا ہے۔ مجھے دیکھنے دیں ناں یہ تو وہی پرانے گانے ہیں ناں کتنی بار آپ سن چکی ہیں۔" کشش ریموٹ کی تلاش میں نظریں دوڑا رہی تھی جو فریحہ سکندر حیات نے اپنی گود میں چھپا رکھا تھا۔

"ہاں سن چکی ہوں لیکن پرانے گانے جتنی بار بھی سنو من بھرتا ہی نہیں ان سے۔" وہ اس کی طرف دیکھے بنا نظریں اسکرین پر جمائے بولیں۔

"بی جی ابھی مجھے ریموٹ دو نہیں تو میں ٹی وی آف کر دوں گی ان گانوں میں کیا خاص ہے۔ سوائے رونے دھونے کے۔" وہ ان کے اور ٹی وی کے درمیان آ کھڑی ہوئی۔

"صرف رونا دھونا ہی نہیں ایک معیار ہے حیا ہے اور اوچھا پن نہیں جیسے آج کل کے گانوں میں دکھایا جاتا ہے۔" فریحہ سکندر صوفے کے دوسرے کونے کی طرف ہو کر ٹی وی پر نگاہیں دوڑاتے ہوئے بولیں۔

"مائی سویٹ بی جی! یہ کلرز نے ناں سارا بھانڈا پھوڑا ہے ورنہ جو کچھ آج ہے ناں تب بھی ہوا کرتا تھا۔" کشش کی نظر جونہی ریموٹ پر پڑی لپک کر اچک لیا اور ہنستے ہوئے فریحہ سکندر کا دل جلایا۔

"کشش ابھی نہ چینج کرنا بس یہ گانا ختم ہونے دو اور فرق صاف ظاہر ہے تب میں اور آج میں۔ آج کل تو نہ کوئی اسٹوری نہ کوئی معیار سوائے اچھل کود کے اور کیا ہے؟"

"بی جی آپ نے مغلِ اعظم دیکھی ہے ناں؟" کشش نے ابرو اچکا کر ان کو دیکھا۔

"ہاں دیکھی ہے کیوں؟" فریحہ سکندر نے حیرت سے اسے کو دیکھا۔

"بلیک اینڈ وائٹ! کتنی اچھی ہے ناں؟" کشش کی آنکھوں میں جھانکتی شرارت نے فریحہ کو چونکا دیا۔

"ہاں۔"

"اور جو کلرفل ہے وہ دیکھی؟" اس میں بھی جو خیا ہے ناں نظر آ جاتی ہے۔" کشش چینل چینج کرتے ہوئے تمسخرانہ لہجے میں بولی۔

"ہیں کیا مطلب؟" فریحہ سکندر اس کے چینل چینج کرنے پر بدمزہ ہو کر بولی۔

"مطلب یہ مان لیں کہ اس وقت بھی یہی کچھ تھا بس رنگ نہیں تھے اس لیے آپ لوگوں کو نظر نہیں آتا تھا لیکن مغلِ اعظم کو کلرڈ میں دوبارہ ریلیز کیا تو ان کا بھی بھانڈا پھوٹ گیا۔" کشش قہقہہ لگاتے ہوئے ان کو بتا رہی تھی۔

"کشش...... یہ کیا بدتمیزی ہے؟ اس طرح بات کی جاتی ہے دادی سے؟" آنسہ جو کافی دیر سے اس کا لوفرانہ انداز نوٹ کر رہی تھی بالآخر بول پڑی۔

"اور خالہ آپ بجائے نماز روزہ کے اس کو یہ سکھا رہی ہیں؟ جب بلال نے کہا کہ وہ آپ کو یہاں بلانا چاہ رہے ہیں تو میں بہت خوش ہوئی تھی کہ گھر میں ایک بزرگ کا ہونا ضروری ہے آپ کی موجودگی میں یہ کچھ اچھا سیکھے گی لیکن آپ تو اس سے بھی زیادہ بالی وڈ کی شیدائی نکلیں۔" آنسہ فریحہ سکندر کے پاس بیٹھتے ہوئے انتہائی تاسف' بے زارگی اور مایوسی سے بولی۔

"ارے آنسہ! بچوں کی ایکٹیوٹیز میں ان کا ساتھ دینا چاہیے نہ کہ ان پر پابندی لگا دی جائے' سیکھ جائے گی سب کچھ فکر نہ کرو۔" فریحہ سکندر مدھم مسکراہٹ کے ساتھ نرم لہجے میں اس کو سمجھنے لگیں۔

"کیسے فکر نہ کروں خالہ! نجانے کہاں سے اس کو اس منحوس اسٹار پلس کی لت لگ گئی مجال ہے جو کوئی ڈرامہ چھوڑتی ہو نہ کھانے کا ہوش نہ گھر کی صفائی ستھرائی کا اور ہر وقت بھی سرس' کبھی ویرا' کبھی کون تو کبھی کون...... حد ہوتی ہے ناں ہر چیز کی۔" آنسہ کی فکر بجا تھی لیکن یہاں کوئی سمجھنے کو تیار ہی نا تھا۔

"دیکھو بیٹا جب سر پر پڑتی ہے ناں تو خود بخود آ جاتا ہے سب کچھ۔" فریحہ سکندر آنسہ کی پریشانی سمجھ رہی تھیں لیکن ان کا طریقہ کار الگ طرح کا تھا۔

"خالہ سر پر ہی تو نہیں پڑتی ناں اس کے ورنہ ایسی عادتیں نہ بگڑی ہوتیں۔" آنسہ خاصے تپے ہوئے انداز میں بولی۔

"بلال کیا کم تھے اس کی طرف داری کے لیے جو آپ بھی......" آنسہ نہایت بددلی سے فریحہ سکندر کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"تو تم میرے یہاں آنے سے خوش نہیں ہو؟" فریحہ سکندر آنسہ کے انداز پر آزردہ لہجے میں بولی۔

"نہیں خالہ! ایسی بات نہیں' مجھے بھلا کیا پرابلم ہے لیکن میں کشش کی وجہ سے پریشان ہو جاتی ہوں۔ آپ بھی تو اس کو نہیں ٹوکتی الٹا اس کو ہی شہ دیتی ہیں۔ لڑکی ہے کل کلاں کو کسی مشکل میں پڑ گئی تو......" آنسہ حقیقتاً فکر مند تھی۔

"نہیں بیٹا! فکر نہ کرو' ماشاء اللہ سمجھ دار ہے جب ذمہ داری پڑے گی تو کر لے گی اور عمر کے ساتھ ساتھ یہ عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں۔" فریحہ سکندر اس کو سمجھا رہی تھی۔

"ہاہ...... آپ کی بھی تو چھوٹ گئی ناں۔" آنسہ ان کی طرف دیکھتی استہزائیہ انداز میں بولی تو فریحہ سکندر کے فلک شگاف قہقہے پر آنسہ ماتھے پر تیوریاں چڑھائے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پوتڑوں کے بگڑے کب سدھرتے ہیں خالہ! اللہ ہی ہے بس جو رحم کرے اور آپ کو اور میری بچی کو اس لعنت سے دور کرے۔" آنسہ فکرمندی سے گویا ہوئی اور سٹنگ روم سے باہر نکل گئی۔

❁......❁......❁

"نہیں کرنی' نہیں کرنی...... بالکل نہیں کرنی۔ مجھے اس لُچو سے شادی بالکل نہیں کرنی۔"

"کیا ہوا ہے کیوں اتنا چلا رہی ہو؟" کشش کی تیز آواز پر فریحہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو آنسہ کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ کر کچھ کچھ اندازہ تو ہو گیا کہ ضرور اب پھر کسی بات پر کشش کو لیکچر دیا جا رہا ہے لیکن معاملے کی نوعیت سے وہ ناواقف تھیں۔

"بی جی! یار پلیز مدد کریں۔" فریحہ کو دیکھتے ہی کشش ان کی طرف بڑھی تو آنسہ اس کے انداز پر ماتھے پر ہاتھ رکھے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ہائے اللہ اس لڑکی کو کب تمیز آئے گی؟" آنسہ نے

سر اٹھا کر چھت کی طرف دیکھتے ہوئے دہائی دی۔

''اب میں نے کیا کیا؟'' کشش نے پلٹ کر آنسہ کو دیکھا اور معصومیت سے گویا ہوئی۔

''فریحہ! خالہ دگنی چوگنی بڑی ہیں تم سے پھر یہ لوفروں والا انداز' دیکھنے والا تو ماں پر لعنت بھیجے گا ناں کہ اکلوتی اولاد کو بگاڑ کر رکھا ہوا ہے اتنی بھی تمیز نہیں سکھائی کہ بڑوں سے عزت سے بات کر سکے۔'' آنسہ انتہائی افسوس اور رنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

''اور خالہ آپ! اتنا نہیں اس کو سمجھا سکتی کہ آپ کو اس طرح کے القاب سے نہ بلایا کرے؟'' کشش کی بے پروا اور لا اُبالی طبیعت نے آنسہ کو پہلے ہی ناکوں چنے چبوا رکھے تھے اس پر فریحہ سکندر کی آمد نے ان کو مزید بوکھلا دیا۔

''دیکھو آنسہ! ہر وقت کی روک ٹوک اچھی بات نہیں ہوتی یہ بُرا اثر ڈالتی ہے۔'' فریحہ' آنسہ کے پاس آتے ہوئے رسانیت سے بولی۔

''خالہ میں اس کے بھلے کے لیے ہی تو کہتی ہوں ناں میں کون سا اس کی دشمن ہوں اور اس کا بُرا چاہوں گی۔'' آنسہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بےزاریت سے بولی۔

''بی جی! مما کو تو میرا ہر کام ہی بُرا لگتا ہے کبھی تعریف نہیں کی۔ آپ ہی بتاؤ بی جی! میں اکیلی ہوں نہ کوئی بات کرنے والا نہ کوئی اور ایکٹیویٹی۔ تو کیا ٹی وی بھی نہ دیکھوں؟'' کشش کی بات بھی اپنی جگہ صحیح تھی لیکن غلط آنسہ بھی نہیں تھی۔

''دیکھو.....ضرور دیکھو ٹی وی پر کوئی پابندی نہیں لیکن ایک حد ہوتی ہے ناں اور دیکھ کر کوئی اچھی بات تو سیکھی نہیں یہ خناس پتا نہیں کیسے اپنایا۔'' آنسہ آج صحیح معنوں میں تپی ہوئی تھی۔ ان کا اشارہ کشش کے بے باک انداز پر تھا۔

''کیوں کیا ہوا اب؟'' فریحہ نے مداخلت کرنا ضروری سمجھا' کشش کو چپ رہنے کا اشارہ کیا اور آنسہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

''ہونا کیا ہے خالہ! سعید بھائی نے رشتے کی بات کی ہے وہ صفی اور کشش کی شادی کے خواہش مند ہیں۔ بلال نے کہا ہے کہ کشش سے پوچھو لیکن اس مہارانی کے تو مزاج ہی نہیں ملتے۔ نام سنتے ہی یوں اچھل گئی جیسے خدانخواستہ ہم کوئی ظلم کرنے جارہے ہیں۔''

''بی جی! میں آرام سے بیٹھی ہوں کوئی نہیں اچھی وچھلی۔ بس اتنا ہی کہا ہے کہ مجھے صفی سے شادی نہیں کرنی۔'' کشش منہ بسورتے ہوئے اپنی صفائی دینے لگی۔

''کیوں نہیں کرنی وجہ بھی تو پتا چلے ناں؟'' آنسہ تیزی سے بولی۔

''آنسہ آرام سے' تم جاؤ میں سنبھال لوں گی۔'' فریحہ آنسہ کو وہاں سے جانے کا کہنے لگی کیونکہ اس وقت وہ انتہائی غصے میں تھی اور کشش صرف لاڈ پیار کی زبان سمجھتی تھی لیکن آنسہ ماں تھی اور منٹوں میں کشش کی بُری عادتیں ختم کردینا چاہتی تھی۔ فریحہ سکندر' بلال کی خالہ تھی جو عمر میں بلال اور آنسہ کے تقریباً برابر ہی تھیں یوں رشتے میں وہ کشش کی دادی لگتی تھی لیکن دادی والا ایک کام بھی نہیں تھا ان کا' شوخ وشنگ' بالی وڈ کی شیدائی' نئی اور پرانی فلموں کی دیوانی ہر طرح کے موضوع پر بحث کرنے والی' برادری میں ینگ جنریشن میں خاصی مقبول تھی۔ ہر مسئلے کا حل ان کے پاس ہوتا تھا اور ینگ پارٹی ان کی کمپنی خوب دل کھول کر انجوائے کرتی تھی لیکن مزے کی بات یہ کہ فریحہ کی ان کوالٹیز کے بارے میں کم لوگ ہی واقف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بلال اور آنسہ نے جب دیکھا کہ کشش اسٹار پلس کے ڈراموں میں گھستی جارہی ہے تو انہوں نے فریحہ خالہ کو اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا کہ وہ شاید اس کا رجحان مذہب کی طرف کرسکیں یوں تو بلال اور آنسہ نماز روزے کے پابند تھے کشش بھی ٹھیک تھی لیکن پھر بھی ایک بزرگ کا جو رعب اور دبدبا ہوتا ہے وہ کشش کو میسر نہیں تھا تو تھوڑی سی تگ ودو کے بعد فریحہ لندن آ گئی۔ ان کو آئے ہفتہ بھر ہی ہوا تھا اور کشش اس قدر اٹیچڈ ہوگئی کہ ہر بات شیئر کرنے لگی' ہنسی مذاق' کشش جو بھی ڈرامہ دیکھتی' فلم یا کوئی بھی

پروگرام بلاجھجک کھلے ڈھلے انداز میں فریحہ سے ڈسکس کرلیتی یوں مہینے بھر میں ہی فریحہ کا پول آنسہ اور بلال کے سامنے بھی کھل گیا' جس کو بلال نے تو کھلے دل سے قبول کیا لیکن آنسہ فریحہ کی ان عادتوں کی وجہ سے مزید چڑچڑی ہوگئی اور ہر وقت کشش کو ٹوکتی رہتی۔

''بی جی! یار یہ مما کو پتا نہیں کیا پرابلم ہے ہر وقت ہٹلر بنی رہتی ہیں۔'' آنسہ کے جاتے ہی کشش اچھل کر بیڈ پر چڑھی اور فریحہ سے یوں مخاطب ہوئی جیسے وہ اس سے سال بھر چھوٹی ہوں' فریحہ نے خاموش نظروں سے اس کو دیکھا۔

''کیا ہوا؟'' فریحہ کی خاموشی پر کشش نے متعجب نظروں سے ان کی طرف دیکھ کر استفسار کیا۔

''کشش! آنسہ ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹا! تمہیں اپنے اندر تھوڑی سی سنجیدگی لانی چاہیے یوں ہر بات کو مذاق میں اڑا دینا اور چھچھورا پن ہماری ریپوٹیشن خراب کرکے ہماری صلاحیت کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔'' فریحہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی گویا ہوئی۔

''اونو بی جی! اب آپ بھی مما کی طرح......اُف!'' کشش نے سر پکڑ کر دہائی دی۔

''نہیں کشش چندا! میں تمہارے ساتھ ہوں میں بھی لائف کو انجوائے کرنے کے حق میں ہوں' بے جا روک ٹوک مجھے بھی پسند نہیں لیکن بیٹا! یہ بھی تو سوچو ناں آنسہ تمہارے بُرا کیوں چاہے گی؟ وہ ماں ہے اور ماں سے زیادہ اولاد کے لیے بہتری کوئی نہیں چاہ سکتا۔ تم اپنی روٹین چینج کرو' گھر کے کام سیکھو اور ساتھ ساتھ اپنی ایکٹیویٹیز بھی جاری رکھو۔'' فریحہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے رسانیت سے بولی۔

''اُف! او کے باس اور کوئی حکم؟'' کشش سرد آہ بھر کر اکتاہٹ سے بولی تو فریحہ خاموشی سے اس کو دیکھے گئی۔

''ویسے ہوا کیا ہے......آج کیوں آنسہ غصے میں تھی؟'' فریحہ نے سرسری انداز میں کشش سے پوچھا۔

''ہونا کیا ہے بی جی! میں نے بس اتنا ہی کہا کہ مجھے صفی سے شادی نہیں کرنی بس اس بات پر مما کو غصہ آ گیا پھر میں نے اتنا کہا کہ اگر غصہ ہی کرنا تھا تو مجھ سے کیوں پوچھا؟'' کشش اپنی ازلی لا اُبالی پن سے بولی تو فریحہ اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔

''لیکن کیوں؟ صفی تو ماشاء اللہ نہایت اچھا لڑکا ہے شوخ شریر سا' تمہاری نیچر کے ساتھ بالکل میچ کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے؟'' فریحہ لمحہ بھر کو ٹھٹکی اور پھر ٹٹولنے کے سے انداز میں اس سے مخاطب ہوئی پل بھر میں ان کا دل دھڑک اٹھا تھا کہ کہیں کشش کسی اور میں تو انٹرسٹڈ نہیں۔

''اُف او بی جی! اب پلیز آپ بھی وہی نہ سمجھنا جو مما نے سمجھ کر مجھ پر غصہ کیا۔'' کشش منہ بسورتی ہوئی بولی تو فریحہ چونکی۔

''ارے نہیں......نہیں میں نے تو کچھ بھی غلط نہیں سوچا میں تو بس یہ پوچھ رہی ہوں کہ صفی کو ریجیکٹ کرنے کی کیا وجہ ہے؟'' فریحہ محتاط لہجے میں اس سے مخاطب تھیں۔

''نہیں بی بی! میں نے صفی کو ریجیکٹ نہیں کیا' میں نے صرف یہ کہا ہے کہ مجھے اس سے شادی نہیں کرنی۔ میں جانتی ہوں بی جی اس کی فطرت میری جیسی ہے لیکن بی جی میں تو خود اپنی فیورٹ نہیں ہوں اور لڑکے تو مجھے میری طرح کے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے۔'' کشش اپنی دھن میں بولے جارہی تھی اور فریحہ اس کی طرف دیکھے جارہی تھیں۔

''تو تمہیں کیسے لڑکے پسند ہیں؟''

''مجھے یہ لٹو ٹائپ کے لڑکے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے جو ہر وقت لڑکیوں کے پیچھے گھومتے رہتے ہیں' ہر وقت پیار محبت کے راگ الاپتے رہتے ہیں۔ مجھے سیریس اور سوبر سے لڑکے متاثر کرتے ہیں بی جی!'' کشش پُرجوش انداز میں بول رہی تھی اور فریحہ ہونقوں کی طرح آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''بی جی! مجھے ناں وہ سڑیل سے لڑکے اچھے لگتے ہیں جو کسی کو لفٹ نہیں کراتے' جن کی زبردستی شادی کرادی

جاتی ہے اور گھونگھٹ اٹھاتے ہی دلہن سے کہتے ہیں ''تم صرف میری ماں کی پسند ہو میرے دل میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں مجھ سے کوئی امید مت رکھنا یہ لو تمہارا گفٹ اور تم یہاں آرام سے رہو میں صوفہ پر سوجاتا ہوں۔'' کہہ کر اٹھے اور واش روم کے دروازے کی آواز سے دلہن چونکے اور پھر آہستہ آہستہ لڑکی کی گھنیری زلف کا اسیر ہو چکے چپکے من ہی من میں اس سڑیل کو اپنی دلہن سے پیار ہوجائے اور پھر......''

''بس بس حد ہوگئی آنسہ ٹھیک ہی فکر کررہی ہے تمہاری اب تو مجھے بھی فکر ہورہی ہے۔ نورانی یہ کس طرح کے خواب دیکھ رہی ہو زندگی کوئی اسٹار پلس کا ڈرامہ نہیں ہوتا جس میں اس طرح کے سین ہوں۔'' فریحہ اس کو ٹوکتے ہوئے متفکرانہ انداز میں اس کی بات کاٹ کے بولی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''لیکن کیوں بی جی! ہماری لائف کو ہم ایک ڈرامہ کی طرح ہنسی خوشی کیوں نہیں گزار سکتے؟'' کشش روہانسی لہجے میں بولی۔

''میری گڑیا! ڈرامے ہماری زندگی سے بنتے ہیں لیکن ہم اپنی زندگی کو ڈرامہ سمجھ کر نہیں گزار سکتے۔ ہماری زندگی میں ہمیں کوئی اسکرپٹ نہیں دیا جاتا جس کو یاد کرکے ہم اپنا رول نبھاتے ہیں ہماری زندگی کو بھی ہم ہنسی خوشی گزار سکتے ہیں چندا لیکن اس کے لیے ہمیں محنت کرنی ہوتی ہے اور اس کے بعد جو ہمیں خوشی ملتی ہے ناں وہ سچی خوشی ہوتی ہے۔ کوئی ڈرامہ نہیں ہوتا نہ ہی وہ جھوٹی خوشی ہوتی ہے۔'' فریحہ اس کے بال سہلاتے ہوئے آہستگی سے بول رہی تھیں۔

''آہ بی جی! آپ بھی نہیں سمجھ رہی میری بات میں یہ کہہ رہی ہوں کہ......'' کشش نے فریحہ کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر نا سمجھی کے واضح تاثرات تھے۔

''اچھا رہنے دیں کچھ نہیں۔'' کشش بےزارگی سے بولی تو فریحہ نے اب خاموش رہنا ہی ضروری سمجھا۔ چند پل وہاں کھڑی رہی اور جب کشش کے موبائل پر میسج آنا شروع ہوئے تو وہ چونکی اور سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھنے لگی لیکن وہ سر جھکائے مدھم مسکان ہونٹوں پر سجائے اسی انداز میں بیٹھی رہی تو فریحہ نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

''بی جی رکیں اجیہ اور ندا آن لائن ہیں بیٹھیں آپ بھی گپ شپ لگائیں۔''

''ہائے بی جی! کیسی ہو سویٹ ہارٹ؟'' اجیہ اور ندا کی شوخ شریر آواز پر فریحہ کشش کی طرف لپکی تو کشش نے موبائل ان کے سامنے کیا جہاں اجیہ اور ندا سر جوڑے بیٹھی نظر آرہی تھیں۔

''ہائے کشش! تم نے ہماری بی جی کا کیا حال کردیا ہے کچھ کھانے کو نہیں دیتیں ان کو کیا؟'' اجیہ کی شرارت بھری آواز پر وہ مسکرائی۔

''نہیں اجیہ! ایسی بات نہیں بی جی ڈائٹ کررہی ہیں نجانے کن چکروں میں ہیں۔'' کشش داہنی آنکھ دبا کر بولی تو اجیہ اور ندا کی کھلکھلاہٹ پر فریحہ شپٹا گئی۔

''کس قدر بدتمیز ہوگئی ہو لڑکیو!'' فریحہ کشش کے سر پر چپت رسید کرتے ہوئے مصنوعی غصے سے بولی۔

''بی جی! واپس کب آرہی ہیں ہم آپ کو بہت مس کررہے ہیں۔'' اجیہ منہ بسورتے ہوئے بولی اور ندا نے مصنوعی آنسو اپنی پورے اڑایا تو فریحہ مسکرانے لگی۔

''تم لوگوں کا یہ بازمائی لو سویٹ ہارٹ مجھے بھی بدنام کررہا ہے اب ذرا ہوش کے ناخن لو اور سدھر جاؤ تم لوگ۔'' فریحہ ان کو ڈانٹنے لگی تو اجیہ اور ندا نے کشش کو دیکھا جو ازلی بےپروائی کا مظاہرہ کرتی دلکش مسکان کے ساتھ بیٹھی تھی۔

''اچھا تم لوگ باتیں کرو میں جارہی ہوں۔'' کچھ دیر ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد فریحہ وہاں سے اٹھ گئی لیکن نجانے کیوں آج ان کے دل پر اک بوجھ سا آپڑا تھا۔ دھیمے بھاری قدموں کے ساتھ وہ باہر کی جانب بڑھی اور کشش کے نظروں نے ان کا پیچھا کیا تھا دوسرے لمحے سرد آہ بھر کر وہ پھر سے اجیہ اور ندا کی طرف متوجہ ہوچکی تھی۔

❀......❀......❀
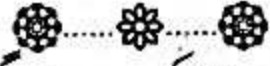
''کیا بات ہے خالہ کن سوچوں میں گم ہیں؟'' صبح کا وقت تھا بلال آفس جانے کے لیے تیار ہوکر ڈائننگ ٹیبل پر ناشتے کے منتظر تھے کہ ان کی نظر فریحہ پر پڑی جو دوسری چیئر پر بیٹھی بھاپ اڑاتی کافی کے مگ کو دونوں ہاتھوں میں دبائے سوچوں میں گم تھیں۔

''کچھ نہیں بس یونہی۔'' وہ رنجیدگی سے بولی تو ہاتھ میں پکڑے ٹوسٹس کو پلیٹ میں رکھتے ہوئے آنسہ نے چونک کر ان کو دیکھا۔

''کیا بات ہے خالہ! طبیعت تو ٹھیک ہے ناں آج آپ جلدی اٹھ گئیں اور بہت خاموش بھی ہیں۔'' آنسہ ان کے پاس آتے ہوئے متفکرانہ لہجے میں بولی۔

''بولیں ناں خالہ! کیا بات ہے؟'' آنسہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولی اور بلال بھی چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے نظریں ان پر گاڑھے ان کے اتنی صبح جاگ جانے کی وجہ کے منتظر تھے۔

''بیٹھو آنسہ!'' فریحہ آنسہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کو ساتھ والی چیئر پر بٹھانے لگی تو آنسہ نے یک لخت بلال کی طرف دیکھا۔

''کیا بات ہے خالہ! آپ خوش تو ہیں نا یہاں...... کوئی پریشانی ہے کیا؟'' وہ مسلسل خاموش تھیں تو بلال نے پھر استفسار کیا۔

''دیکھو بلال! آنسہ تم دونوں میرے بچوں کی طرح ہو اس لیے میرا فرض بنتا ہے کہ تم لوگوں کو صحیح مشورہ دوں۔ میری عادت اور طرح کی ہے تم لوگ شاید نہیں جانتے تھے میں بچوں کے ساتھ بچی ہی بن کر ان کو ہینڈل کرتی ہوں اور یقین جانو میں نے کبھی کسی بچے کو غلط راستہ اپنانے کا مشورہ نہیں دیا نہ ہی کسی غلط اور غیر اخلاقی کام کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے۔''

''خالہ آپ نے میری باتوں کو دل پر لے لیا ہے مجھے معاف کردیں میرا مقصد آپ کا دل دکھانا نہیں تھا میں صرف کشش کی وجہ سے جب پریشان ہوجاتی ہوں تو اول فول بک جاتی ہوں۔'' آنسہ ان کا ہاتھ پکڑے بےبسی سے بولی۔

''نہیں آنسہ! تمہاری کسی بات کو میں نے دل پر نہیں لیا میں کچھ اور کہنا چاہتی ہوں۔'' فریحہ تسلی آمیز اور دوستانہ لہجے میں بولتی آنسہ اور بلال کو دیکھنے لگی۔

''ہاں ہاں بولیں! کیا بات کرنی ہے آپ نے؟'' آنسہ کے بجائے بلال نے فریحہ کو بلاجھجک اپنی مدعا بیان کرنے کے لیے کہا۔

''میرے خیال میں کشش کو پاکستان بھیج دو یہ اس کے لیے ٹھیک رہے گا۔ آنسہ کی فکریں بجا ہیں لیکن غلط کشش بھی نہیں ہے وہ یہاں اکیلی ہے اس کی عمر کا کوئی نہیں یہاں جس سے وہ اپنی باتیں اپنی ایکٹیوٹیز شیئر کرسکے میں نے دیکھا ہے اجیہ اور ندا کے ساتھ اس کی کافی دوستی ہے اور یہ تم دونوں نے بہت اچھا کیا جو کشش کا پاکستان سے رابطہ بحال رکھا وہ ان لوگوں کے ساتھ انجوائے کرتی ہے تو میرے خیال میں کشش کا اب اس عمر میں پاکستان جانا بہتر ہے باقی تم لوگ اس کے ماں باپ ہو اس کے بارے میں بہتر سوچ سکتے ہو بہتر فیصلہ کرسکتے ہو۔ مجھے جو ٹھیک لگا وہ میں نے کہہ دیا ضروری نہیں کہ تم لوگوں کو بھی یہ ٹھیک لگے۔ اچھی طرح سوچ لو اگر تم لوگ یہ بھی سوچ رہے ہو کہ کشش کی شادی فیملی میں کرنی ہے تو کشش کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کو جانے ان کے بیچ میں رہے اور ان سب کی عادتوں کو پہچانے۔'' فریحہ بلال اور آنسہ کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بول رہی تھی اور وہ دونوں ہی دل ہی دل میں ان کی بات کی تائید کررہے تھے۔

''ہاں خالہ ہم نے بھی یہ سوچا تھا بس پھر بلال کے کام کی وجہ سے اس سوچ پر عمل نہ کرسکے اور آپ کو بلالیا۔'' آنسہ نظریں جھکائے بولی۔

''میں سمجھ سکتی ہوں لیکن ضروری نہیں کہ تم دونوں بھی جاؤ پہلے کشش کو بھیجو دیکھو کہ وہ وہاں کے ماحول میں

ایڈجسٹ کرسکتی ہے یانہیں اگر وہ وہاں خوش ہوتو تم لوگ بھی آ جانا۔" فریحہ نے ایک اور مشورہ دیا تو آنسہ نے بلال کو دیکھا جو سوچوں میں گم بیٹھے تھے۔

"بلال! تمہارا کیا خیال ہے؟" فریحہ نے اسے گم صم بیٹھے دیکھا تو اس سے مخاطب ہوئیں۔

"ہاں خالہ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں' میرے خیال میں بھی کشش کا پاکستان جانا ہمارے اور خود کشش کے لیے بھی اچھا ہوگا۔ ٹھیک ہے خالہ جب آپ جائیں گی ناں تو کشش بھی آپ کے ساتھ پاکستان چلی جائے گی پھر کچھ عرصہ تک ہم بھی کوشش کریں گے کہ پاکستان جائیں۔" بلال نے پروگرام ترتیب دیا تو فریحہ کے چہرے پر پُرسکون مسکراہٹ ابھری جب کہ آنسہ خاموشی سے ان کو دیکھے گئی۔

"ٹھیک ہے آنسہ تم کشش سے بات کرلینا' میں ابھی نکل رہا ہوں جاب کے لیے لیٹ نہ ہوجاؤں۔" بلال نے چائے کا آخری سپ لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے تو آنسہ بھی اٹھی کہ بلال کو دروازے تک چھوڑنا اس کا معمول تھا۔

"آنسہ ایسے ٹھیک ہے؟" آنسہ بلال کو چھوڑ کر واپس کچن میں آئی اور ٹیبل پر سے برتن اٹھا کر سینک میں رکھنے لگی تو اس کے گم صم انداز پر فریحہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی گویا ہوئی۔

"ہاں خالہ! وہ تو ٹھیک ہے لیکن کشش کبھی اکیلی رہی نہیں اور پھر اتنی دور......!" آنسہ ممتا بھرے انداز میں فکرمندی سے بولی تو فریحہ کے ہونٹوں پر مدھم مسکان در آئی۔

"میں ساتھ ہوں گی' کشش میرے پاس رہے گی اور پھر وہاں سب اس کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے پھر بھی اگر تمہیں تسلی نہیں ہوتی تو تم بھی ساتھ چلی چلو۔" فریحہ آنسہ کی پریشانی سمجھ رہی تھیں اس لیے ان کو بھی ساتھ چلنے کا کہہ دیا۔

"نہیں خالہ میں کیسے جاسکتی ہوں' یہاں سو بکھیڑے ہیں اور پھر بلال کو دیکھا ہے ناں یہ تو خود چائے بھی نہیں بنا کر پیتے' ایسے میں' میں بھی چلی گئی تو یہاں سب کچھ بکھر جائے گا۔ ٹھیک ہے کشش کی بہتری کے لیے میں یہ سب کرنے کو تیار ہوں۔" آنسہ بھرائی آواز میں دل پر پتھر رکھ کر حامی بھرتے ہوئے بولی تو فریحہ کا دل جو کل رات سے انجانے بوجھ تلے دبا ہوا تھا یک دم ہی ہلکا پھلکا ہوگیا۔

❁......❁......❁

"میں ناراض ہوں تم لوگوں سے۔" اسکائپ کی ونڈو پر کشش کا نروٹھا چہرہ ابھرا تو اجیہ اور ندا مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"کشش! ایک بات کہوں؟" اجیہ رازدارانہ لہجے میں بولی تو کشش نے سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھا۔

"اگر میں لڑکا ہوتی ناں تو یہ وہ لمحہ ہوتا جو مجھے تمہارا اسیر کرتا' بائی گاڈ سادگی میں بھی کیا حسن ہے۔" اجیہ شرارتی انداز میں دائیں آنکھ کا کونا دبا کر بولی تو ندا کے فلک شگاف قہقہے پر کشش ٹپٹا کر خشمگیں نظروں سے ان دونوں کو گھورنے لگی۔

"تم لڑکا ہوتی تو کیا میں اس وقت تمہارے ساتھ گپیں لگا رہی ہوتی؟" کشش دانت پیستے ہوئے بولی۔

"کتنی لوفر ہو ناں تم دونوں' لڑکیاں ہوکر ایک معصوم لڑکی کو چھیڑتی ہو۔" کشش نے ان کو شرم دلانے کی کوشش کی۔

"ہاہاہاہا......" اجیہ اور ندا کی جلترنگ ہنسی میں کشش کا قہقہہ بھی شامل ہوا۔

"کشش ایک راز کی بات سنو۔" ندا اسکرین کے بالکل سامنے آکر بولی تو اجیہ بھی چونکی۔

"ندا کیا بتانے لگی ہو؟" اجیہ نے ندا کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔

"کشش کو بتانے لگی ہوں تو سن لو ناں تم بھی۔" ندا اس کو دیکھتے ہوئے تیزی سے بولی۔

"نہیں' پہلے مجھے بتاؤ۔ یہ کون سی راز کی بات ہے جو میں نہیں جانتی' تم نے مجھے نہیں بتائی اور کشش کو بتا رہی ہو؟" اجیہ' ندا اور کشش کی رازدارانہ گفتگو سے عاجز بھی اور ندا اور کشش کی دوستی کبھی کبھی اسے چڑا بھی دیتی تھی۔ اس

کے خیال میں ندا کشش سے زیادہ باتیں شیئر کرتی تھی اس کو غلط فہمی تھی ندا اس کی نسبت کشش پر زیادہ اعتبار کرتی ہے جب کہ وہ اس کے ساتھ رہتے ہوئے بہت سی باتوں سے بے خبر ہوتی تھی لیکن یہ ندا کی دوستی کا نہیں اجیہ کی پھرتیلی طبیعت کا قصور تھا جو ہر وقت کبھی یہاں تو کبھی وہاں بھاگتی رہتی تھی پوری بات سنے بنا ہی "ابھی آئی" کہہ کر غائب ہوجاتی تھی اور پھر بعد میں گلے بھی کرتی تھی کہ اس کو لاعلم رکھا جارہا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کشش جتنی بے پروا نظر آتی تھی اتنی ہی دھیان والی تھی ہر بات کو پوری توجہ سے سنتی تھی اور ری ایکٹ بھی کرتی تھی اسی لیے ندا کو کشش سے بات کرکے جو لطف آتا تھا وہ اجیہ کے ساتھ رہنے کے باوجود اس سے بات کرکے نہیں آتا تھا اور یہی بات اجیہ کو ناگوار گزرتی تھی۔

"ایسا کرو پہلے تم لوگ لڑلو پھر مجھے بتا دینا میں کون سا کہیں بھاگی جارہی ہوں۔" اجیہ اور ندا کی بحث طویل ہوتی جارہی تھی تو خاموش بیٹھی کشش نے بالآخر ان کو ٹوک دیا۔

"تم ہی بتاؤ کس کی غلطی ہے؟" اجیہ' کشش کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"ندا کی غلطی ہے جس نے پہلے تمہیں نہیں بتایا لیکن اس لیے نہیں بتایا کہ یہ ہم دونوں کو ایک ساتھ بتانا چاہتی تھی۔" کشش نے اجیہ کو سریس ہوتے دیکھا تو بات کو سمیٹ لیا جس پر ندا کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"سنو گی اب بات کہ نہیں؟" اس سے پہلے کہ اجیہ' کشش کی بات پر غور کرتی ندا بول پڑی۔

"ہاں ہاں بتاؤ۔" کشش اور ندا پاس پاس ہوتی ہوئی بولیں۔

"میرسب بھائی اور عالیہ بھابی میں طلاق ہوگئی لیکن ابھی صرف بڑوں کو پتا ہے۔"

"کیا......؟"

"کشش...... چپ...... چپ...... اب تم کیا ساری دنیا کو بتاؤ گی۔" کشش نے اتنا اونچا "کیا" کہا کہ وہ دونوں چونک گئیں۔

"تمہیں کس نے بتایا؟" ندا تاسف آمیز لہجے میں اس کی طرف دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

"میں نے تو ابھی تک ان کی شادی کے فوٹوز بھی نہیں دیکھے۔" کشش کے اپنے ہی ایشوز تھے۔

"تمہیں یہ افسوس نہیں ہوا کہ ان کی علیحدگی ہوگئی؟" اجیہ نے حیرت سے کشش کی طرف دیکھا۔

"نن...... نہیں ایسی بات نہیں' میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ میں نے ابھی تک فوٹوز بھی نہیں دیکھے اور ان میں علیحدگی بھی ہوگئی۔" کشش منہ بسورتے ہوئے بولی تو ندا اور اجیہ اس کے ایکسکیوز پر مسکرانے لگیں۔

"لیکن یار ہوا کیا تھا؟ عالیہ بھابی تو اتنی نائس لگ رہی تھیں میری ایک دو بار ہی بات ہوئی۔" کشش ان دونوں سے مخاطب تھی۔

"یہ نہیں پتا' میرے خیال میں عالیہ بھابی نے کہا کہ وہ علیحدہ گھر میں رہنا چاہتی ہیں اور میرسب بھائی کو یہ منظور نہیں تھا' اصلی بات کا تو پتا نہیں لیکن بظاہر یہی ایشو تھا۔" ندا مدھم آواز میں اجیہ اور کشش کو بتا رہی تھی۔

"یہ تو بہت بُرا ہوا ناں یار!" اجیہ کو صحیح معنوں میں فیملی کی پہلی طلاق کا افسوس ہو رہا تھا۔

"میرسب بھائی پریشان ہیں کیا؟" کشش کی آنکھوں کے سامنے ہینڈسم اور ڈیسنٹ سے میرسب کا عکس لہرایا۔

"پتا نہیں' میں نے تو کل سے ان کو دیکھا ہی نہیں۔" ندا شانے اچکاتے ہوئے بولی۔

"اچھا اس سے پہلے کہ یہ بات آؤٹ ہوجائے مجھے فوٹوز تو دکھا دو۔" کشش التجائیہ لہجے میں بولی تو اجیہ اور ندا اس کو گھور کر رہ گئیں۔

"ایسے نہیں گھورو پلیز...... دکھا دو ناں میں بھی تو دیکھوں کہ تم دونوں شادی پر کیسی لگ رہی تھیں۔" کشش منت بھرے لہجے میں بولی۔

"کیا مطلب تم دونوں کیسی لگ رہی تھیں؟ تمہیں کیا

ہماری خوب صورتی پر شک ہے؟" اجیہ حیرت سے کشش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"شک تو نہیں لیکن......"

"ایک منٹ......ایک منٹ تم بھی تو تھیں ناں شادی پر پھر ہم کیسی لگ رہی تھیں یہ کیوں نہیں پتا تمہیں؟" کشش کی بات کاٹ کر ندا بولی تو اجیہ سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھنے لگی۔

"ہاں تھی تو لیکن میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ کیمرے کی آنکھ میں بھی خوب صورتی تھی یا یہ صرف میری آنکھیں ہیں جن کو تم دونوں بھی خوب صورت لگی تھیں۔" کشش نے ہنستے ہوئے ان دونوں کو چھیڑا تو اس کی چالاکی پر اجیہ اس کو گھورنے لگی جب کہ ندا مسکراتے ہوئے دراز میں رکھی البم نکالنے کو جھک گئی تھی۔

"کشش...... کشش کیا ہوا؟" ندا میرب کی شادی کی البم نکال کر سیدھی ہوئی اور کشش کو فوٹو دکھانے کے لیے البم ویب کیم کے سامنے رکھنے لگی تھی کہ کشش کو دیکھا جو زرد چہرہ لیے پھٹی پھٹی نظروں سے اسکرین پر دیکھے جارہی تھی۔ پیشانی پر پسینے کی بوندیں اجیہ اور ندا کو بھی دکھائی دے رہی تھیں۔

"کشش کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے ناں...... بولو ناں کیا ہوا؟" ندا نے البم سائیڈ پر رکھی اور پوری طرح کشش کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"کشش بولو ناں یار کیا ہوا؟" اجیہ کی ٹینشن بھی عروج پر تھی۔

"وہ...... وہ...... اج...... اج...... جیہ...... وہ...... تم......"

"کشش کیا ہوا؟" ندا اور اجیہ کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔

"اجیہ تم ذرا جلدی سے بی جی کا نمبر ڈائل کرو کہ وہ کشش کے کمرے میں آئیں۔" ندا نے سائیڈ پر رکھا موبائل اجیہ کو تھماتے ہوئے کہا ادھر کشش حالت غیر ہورہی تھی۔

"کشش پانی ہے پاس؟" اجیہ نمبر ڈائل کرنے لگی اور ندا کی نظریں کشش پر جمی تھیں۔

"اجیہ...... تم لوگوں کے...... پی...... پی...... پیچھے...... کک...... کیا ہے؟" کشش تھوک نگلتے ہوئے اٹک اٹک کے بمشکل بول پائی تھی تو اجیہ اور ندا نے یک دم پلٹ کر دیکھا چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ان دونوں کی فلک شگاف چیخیں رات کے آخری پہر میں پھیلے سناٹے کو چیرتی ہوئیں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

کمرے میں صرف کمپیوٹر کی روشنی تھی اور وہ تینوں باتوں میں مگن تھیں کہ کشش نے دیکھا کہ اجیہ اور ندا کے پیچھے اچانک ایک سایہ سا لہرانے لگا ہے چند پل غور کیا تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا۔ کالے سیاہ لمبے بال بڑے ہوئے ناخن آنکھوں میں اترا خون ٹپکتی رال، پہلے اس ہیولا کو کشش نے اپنا وہم جانا مگر جب اس نے ایک ہاتھ اجیہ کے سر اور دوسرا ندا کے سر پر رکھنے کے آگے بڑھائے تو کشش نے ساری ہمتیں جمع کرکے ان کو بتایا یک لخت وہ دونوں پیچھے مڑی اور اس سے پہلے کہ ان کی گونجتی چیخیں اس کمرے سے باہر نکل کر ہر ایک کمرے میں گونجتی ان ہاتھوں نے اجیہ اور ندا کو ایک ساتھ دبوچ لیا اور ایک ساتھ دونوں کے منہ پر ہاتھ رکھے اور ان کی بلند ہوتی آواز کو بند کیا۔ اُدھر کشش چلانے لگی، بوکھلاہٹ ڈر اور گھبراہٹ اس قدر تھی کہ سوچنے اور سمجھنے کی ساری صلاحیتیں دم توڑ چکی تھیں۔ اجیہ اور ندا کو موت سامنے نظر آنے لگی تھی اور کشش اس قدر ہراساں تھی کہ نظریں اسکرین پر جمائے بیٹھی رہ گئی۔ کوئی لائحہ عمل ذہن میں نہ آیا تو اونچی آواز میں آیت الکرسی اور کلمہ پڑھنے لگی۔

"چپ...... چپ بالکل چپ......" مانوس بھاری آواز سماعت سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی اجیہ اور ندا کے منہ پر سے ہاتھ ہٹا دیئے گئے تو وہ اندھیرے میں پھٹی پھٹی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"میں اسرافیل نہیں جو تم لوگوں کی روح قابض کرنے آیا جو یوں کلمہ پڑھے جارہی ہو۔" اجیہ اور ندا کھانسے

ہوئے اپنے سانس بحال کررہی تھیں کہ یک دم کمرہ تیز روشنی میں ڈوب گیا۔

"صفی تم......" اجیہ زور سے چیخی تھی، ماسک اتارتے ہوئے وہ ان کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

"صفی کے بچے......دل کررہا ہے ابھی کے ابھی تمہارا گلا دبا دوں۔" کمپیوٹر اسکرین سے کشش کی آواز ابھری تو وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"صفی قسم سے مجھے تو لگ رہا تھا کہ بس اب جان نکل جائے گی۔ یہ کوئی طریقہ ہے کبھی تو کوئی انسانوں والی حرکت کرلیا کرو۔" اب وہ اس کو ڈانٹ رہی تھیں اور صفی اس کچوئشن پر ہنسے جارہا تھا۔

"میں نے خود کو اتنا بے بس کبھی نہیں محسوس کیا، میں تو یہ سوچ سوچ کر ڈر رہی تھی کہ تم دونوں کا میرے سامنے قتل ہورہا ہے تو میں کیسے یہ سب بھول پاؤں گی۔"

"کشش تمہیں ہمیشہ اپنی ہی پڑی رہتی ہے اتنا نہیں سوچا کہ پاپا کا نمبر ڈائل کرکے ان کا ہی انفارم کردو۔" اجیہ کشش کو ڈانٹنے لگی جب کہ اس کی بات پر صفی کا قہقہہ بلند ہوا لیکن ندا ابھی تک اس خوف ناک واقعہ کے زیر اثر تھی۔

"ندا......" صفی نے اس کو پکارا جو خاموش بیٹھی تھی۔

"اجیہ پانی لاؤ ندا کے لیے۔" کشش نے اجیہ کو کہا جو ماتھے پر تیوری چڑھائے صفی کو گھورے جارہی تھی۔

"ندا! آئی ایم سوری۔" صفی نے اس کندھے پر ہاتھ رکھے تو وہ چونکی اور دوسرے پل سوچے سمجھے بغیر صفی سے لپٹ کر رونا شروع کیا کہ صفی بوکھلا گیا۔ اجیہ بھی سہمی ہوئی تھی لیکن ندا بہت ڈرپوک قسم کی تھی اس لیے اس پر زیادہ اثر ہوا تھا اور انہونی کو سوچ سوچ گھبرا رہی تھی اگر یہ صفی نہیں کوئی اور ہوتا تو؟ اس سے آگے وہ سوچ نہیں پارہی تھی۔

"ندا یہ لو پانی پیو۔" صفی اس کو الگ کرتے ہوئے مدھم آواز میں بولتا پانی کا گلاس اس کو تھماتے ہوئے بولا تو ندا نے بھیگی پلکوں کو اٹھا کر اس کو دیکھا اور پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے لے کر ہونٹوں سے لگالیا اور صفی نے یک دم اس سے نظریں چرائی اور دوسرے پل اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہوگیا۔

"غلطی تم دونوں کی ہے، تم لوگوں کو نہیں پتا حالات کیسے ہیں، دروازہ لاک کرکے نہیں رکھ سکتی تھیں؟" دوسرے لمحے وہ ان کو ڈانٹ رہا تھا۔

"میں واش روم جارہا تھا تم تینوں کی باتوں کی آواز آئی تو یہاں چلا آیا اور سوچا تنگ کیا جائے مجھے کیا پتا تھا تم لوگ اتنا ہنگامہ کروگی۔" وہ اپنی صفائی دے رہا تھا وہ تینوں بھی اب قدرے سے نارمل ہوچکی تھیں لیکن صفی، ندا کی طرف دیکھنے سے گریزاں تھا۔

"کیسی ہو کزن؟" اب وہ کشش کی طرف متوجہ تھا۔

"بات ہی نہ کرو تم تو......اُف حد ہوتی ہے شرارت کی بھی یہ کیسا مذاق ہے؟" کشش روٹھے لہجے میں بولی۔

"اچھا بابا سوری ناں۔" صفی نجانے کیوں گم صم سا ہوا جارہا تھا۔

"یہ ماسک کہاں سے لائے تھے۔" اب اجیہ اس کے سر پر کھڑی استفسار کررہی تھی۔

"یہ تو پتا نہیں کب کا پڑا ہوا تھا، کل ہی نظر آیا تھا لیکن یہ نہیں پتا تھا کہ اتنی جلدی استعمال بھی ہوجائے گا۔" صفی انہیں بتا رہا تھا۔

"ندا تم ٹھیک ہو ناں؟" کشش نے ندا کو آواز دی جو ان سب سے ہٹ کر سائیڈ پر بچھے بیڈ پر بیٹھی حد درجہ خفت کا شکار ہورہی تھی۔ اپنی بے اختیارانہ حرکت پر اب وہ صفی سے نظریں نہیں ملا پارہی تھی۔

ندا مسلسل خود کو ملامت کررہی تھی، کشش کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا تو نظریں صفی پر جا ٹھہری جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر اس کے ہونٹوں پر مچلتی دلکش مسکان پر اس نے ٹپٹا کر یک لخت نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

"ہاں کشش میں ٹھیک ہوں۔" اب وہ مکمل طور پر کشش کی طرف متوجہ ہوچکی تھی۔

"کزن سنا ہے تم یہاں تشریف لارہی ہو؟" صفی شرارت سے کشش کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا۔

"کیا......؟" اجیہ اور ندا کی آواز ایک ساتھ ابھری تھی۔

"کب...... کب آرہی ہو...... اور اتنی دیر سے ابھی تک ہمیں کیوں نہیں بتایا؟" اجیہ اچھے خاصے تپے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگی۔

"ندا تمہیں تو پتا ہوگا ناں؟" اجیہ ندا کی طرف پلٹی۔

"نہیں نہیں' مجھے نہیں پتا۔" ندا یک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تمہیں کس نے بتایا صفی! کشش نے؟" اجیہ صفی کی طرف دیکھتی گویا ہوئی۔

"نہیں مجھے تو بی جی نے بتایا تھا۔" صفی کشش کی طرف دیکھتا مسکراتے ہوئے بول رہا تھا اور کشش مسلسل اس کو گھورے جارہی تھی۔ صفی نے اس کا سرپرائز خراب کردیا تھا۔ کشش نے ندا اور اجیہ کو پاکستان جانے کا نہیں بتایا تھا کیونکہ اس کا پروگرام تھا کہ اچانک وہاں پہنچ کر ان کو حیران کردے گی لیکن صفی نے اس کے پلان کا حشر نشر کردیا تھا اور اب وہ مسلسل کشش کی خشمگیں نگاہوں کی زد میں تھا اور اجیہ اور ندا کی مسلسل کب کب کی تکرار سے تنگ آکر صفی ان کو اسی بحث میں مبتلا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کشش! اجیہ اور ندا کو ڈیٹ اور فلائٹ ٹائم کنفرم بتا دینا میں جارہا ہوں سونے کے لیے۔" صفی شرارت سے کشش کو چھیڑتا اٹھا تھا' ایک گہری نظر ندا پر ڈالی جو مسلسل اس سے کترا رہی تھی۔ مدھم مسکراہٹ سجائے' دلفریب گنگناہٹ کے ساتھ وہ ان کے روم سے نکلتا چلا گیا۔ قدموں کی چاپ دور ہوئی تو ندا نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا تھا پل کی پل بدلتی اپنی کیفیت پر حیران وہ دوبارہ کشش اور اجیہ کی طرف متوجہ ہوچکی تھی۔

❀......❀......❀

وہ دیوانہ وار آگے بڑھتی ہوا کے پُرکیف جھونکوں کو پیچھے چھوڑتی' ٹھاٹیں مارتے سمندر کی اور قدم بڑھاتی چلی جارہی تھی ایک عجیب سا سرور' مستی اس پر چھائی تھی' گہرے بادل' ٹھنڈی ہوا' شام کا وقت' ڈوبتا سورج۔ سامنے اس کی کمزوریاں تھیں اور لمحہ بہ لمحہ وہ ان کی آغوش میں سمائی جارہی تھی اس منظر میں' سمندر کی اچھلتی کودتی لہروں میں اس قدر محو تھی کہ یہ بھی نہ محسوس کرپائی کہ دو گہری آنکھیں اس کو اپنے حصار میں لیے اس کی اس دیوانگی پر لمحہ بہ لمحہ حیرت کے سمندر میں ہچکولے کھا رہی تھیں۔ شریر ہوا کے جھونکے جب اس کی کھلی زلفوں کو چھوتے ہوئے گزرتے تو جس ادا سے وہ ان کو سمیٹتی ان آنکھوں کا شوق دیدار بھی بڑھ جاتا' دل اس لمحے اس کو چھونے' اس کی بھیگی زلفوں کو سمیٹنے کے لیے مچل مچل جاتا تو درمیان فاصلے پر وہ سرد آہ بھر کر رہ جاتا۔ کہیں پلکیں تک جھپکنا گوارا نہ کرتا' ٹھنڈا پانی جب اس کے پاؤں کے نیچے گدگدی کرتا تو وہ اپنے آپ سے ہی شرما جاتی' بے اختیار اپنے ہاتھ سے اپنے دل کو تھام لیتی اور پھر اپنی اس حرکت پر خود ہی خود کو سرزنش کرتی اب وہ دونوں ہاتھ پھیلائے اس لمحے کے ہر اک پل کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کررہی تھی گھٹنوں تک پانی میں ڈوبی کھڑی کبھی وہ جھک کر پانی کو ہتھیلیوں میں بھر کر ہوا میں پھینکتی تو کبھی اپنے چہرے پر۔

سمندر کی وسعتوں سے بے خبر وہ آگے بڑھتی جارہی تھی اس بات سے انجان کہ کسی بھی پل کوئی سرکش موج اس کے قدم اکھاڑ کر اس کو ان گہرائیوں میں دھکیل سکتی ہے۔ دوسرے پل گلے میں لپٹے بھیگے دوپٹے کو پھیلا کر وہ گول گول گھومنے لگی تھی۔ وہ گہری آنکھیں جو اس پر مرکوز تھیں حیرت سے اس کو بیچ سمندر میں مورنی کا ناچ ناچتے اور مسکراتے دیکھتی چلی گئی۔ جب وہ پھر آگے بڑھنے لگی تو اس کے قدم بھی خود بخود اس پاگل لڑکی کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ اس سے کوئی گز بھر کے فاصلے تک پہنچا تھا کہ انتہائی زور آور لہر نے اس کو اپنی آغوش میں سمالیا۔ اس کی فلک شگاف چیخوں نے ان کے درمیانی فاصلے کو پل بھر میں سمیٹا تھا اس سے پہلے کہ وہ لہر اس کو نگلتی اس کی مضبوط بانہوں نے اس کو وہاں سے گھسیٹ لیا۔ زوردار جھٹکے کے ساتھ ہی وہ اپنی بے وقوفی سے آگاہ ہوگئی تھی۔

"تمہارا دماغ تو درست ہے ناں؟" اس کو کلائی سے پکڑتے گھسیٹتے ہوئے وہ دہاڑا تھا۔ اس نے ایک سہمی سی نظر اس پر ڈالی۔

"بڑا شوق ہے ناں ایڈونچر کا؟ جانتی ہو ابھی یہ ایک لہر تمہیں کہاں لے جاتی؟ کب سے دیکھ رہا ہوں کہ اب واپس آؤ گی اب آؤ گی لیکن تم......" وہ دونوں کنارے پر قدرے کم پانی میں آرکے تھے اس نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تھا وہ بمشکل بیلنس برقرار رکھ پائی تھی ورنہ ذرا سی بے دھیانی ایک بار پھر اس کو نیچے پٹخ دیتی' الٹے ہاتھ سے اپنی کلائی تھامے وہ پانی پانی ہوتی آنکھوں سے اس کی آہنی گرفت کے نشان دیکھ رہی تھی۔

"آئی...... آئی ایم سوری......" مضطرب و بے بس دونوں ہاتھوں سے اپنے گیلے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے وہ مدھم لہجے میں بولی تو اس نے چونک دیکھا۔

"ایک بات یاد رکھنا کشش بلال عالمگیر تم...... تم اپنے لیے نہ سہی لیکن میرے لیے اتنی ہی ضروری ہو جتنی کے میری یہ سانسیں......" دو قدم اس کے پاس ہوتے اس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ فسوں خیز لہجے میں بولتا اس کو حیرتوں میں ڈال رہا تھا۔

"ایک پل کو مجھے لگا یہ زندگی ختم ہورہی ہے۔ کشش تم......" بے پناہ محبت' پروا' سمندر کی وسعتوں جتنی فکر' کیا کچھ نہ تھا اس کے گمبھیر لہجے میں۔ وہ ڈری' سہمی' تحیر آمیز نظروں سے اس کو دیکھے جارہی تھی۔ ٹھنڈا یخ پانی اس کے پیروں کو چھوتا ساحل سے ٹکرا ٹکرا کر واپس پلٹ رہا تھا' ہوا میں پھیلی خنکی اب اس کو خود میں سمٹنے پر مجبور کررہی تھی۔

"کشش......!" اس کے کانوں میں ایک آواز گونجی۔

"کشش! اٹھو...... کیا ہوا؟" فکر میں ڈوبی آواز پر اس نے کسلمندی سے آنکھوں کو کھولا۔

"بی جی آپ......" وہ یقیناً حواس میں نہیں تھی۔

"کیا ہوا؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟" وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھ رہی تھی۔

"کک...... کچھ نہیں...... میں...... میں کہاں ہوں۔" وہ اجنبی سی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب کہاں ہوں؟" فریحہ سکندر کو اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہونے لگا۔

"تم نے کہا تھا سر درد ہے اور کچھ دیر سوگی' اپنے کمرے میں ہی ہوتا۔" بی جی کی اطلاع پر اس نے سر تھام لیا۔

"او مائی گاڈ! کیا میں خواب دیکھ رہی تھی؟" وہ زیر لب بڑبڑائی اب وہ مکمل بیدار ہوچکی تھی لیکن اس عجیب و غریب خواب کے زیر اثر تھی اپنے آپ کو ابھی تک سمندر کی لہروں میں بھیگتے ہوئے محسوس کررہی تھی۔ بازو ابھی تک اس کی پُرزور گرفت میں قید لگ رہا تھا' بے ساختہ اس نے اپنی کلائی کو چھوا۔

"خواب...... کیا دیکھا؟" فریحہ سکندر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے تجسس بھرے لہجے میں استفسار کررہی تھی۔

"کچھ نہیں' پتا نہیں کیا سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی تھی تو اتنا اسٹرینج خواب دیکھا۔" وہ اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹتی اٹھ گئی تھی۔

"پر دیکھا کیا؟ یہ تو بتاؤ۔"

"کچھ خاص نہیں بی جی! چھوڑیں اسے آپ بتاؤ شاپنگ کا پروگرام ہے کہ نہیں؟" کشش مسلسل ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی۔

"ہاں ہے تو تم فریش ہوجاؤ پھر چلتے ہیں۔" فریحہ سکندر متعجب نظروں سے اس کو دیکھتے گویا ہوئی۔

"اوکے ٹھیک ہے' آپ چلیں میں فریش ہوکر آتی ہوں۔" عجلت میں بولتی کشش فریحہ کو وہیں چھوڑ کر واش روم میں گھس گئی۔

واش روم میں گرم پانی کا ٹاب کھولے وہ مسلسل خود کو ان لہروں میں بھیگتے ہوئے دیکھ رہی تھی' کلائی ابھی تک اس کی پُرزور گرفت میں مقید تھی۔ کتنے ہی پل اسی منظر میں بیت گئے وہ پلکیں جھپکے بنا غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے مسلسل اس خواب کے زیر اثر تھی۔ واش روم کا دروازہ ناک ہوا تو وہ واپس پلٹی بے ساختہ دائیں بائیں دیکھا اور بے دھیانی میں گرم پانی دونوں ہتھیلیوں میں بھر

کر پانی کی تپش کو محسوس کیے بنا منہ پر چھینٹا مارا تو دوسرے پل ہی کی آواز کے ساتھ ہی یک لخت ٹھنڈا پانی کا ناب کھول کر پانی کی جلن کو کم کرنا چاہا۔ سامنے لگے آئینے پر گرتے پانی پر نظریں جمائے بھیگی پلکوں سے گرم پانی سے اٹھتی بھاپ کی بدولت دھندلے پڑتے اپنے عکس کو دیکھا۔

''خواب...... اتنا عجیب خواب؟'' اس نے ہاتھ سے آئینے پر چھائی بھاپ کو صاف کیا۔ اس کی وجہ کیا ہے محض فکر؟ صرف اس بحث کا نتیجہ یا کوئی انجانی انسیت؟ وہ سمجھ نہ پا رہی تھی اسی کشش و پنج میں وہ واش روم سے نکل کر فریحہ سکندر کے ساتھ شاپنگ پر جانے کے لیے تیار ہونے لگی۔

❁......❁......❁
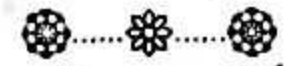
عالمگیر پیلس کی خوب صورت بلڈنگ جو چار بھائیوں کی محبت کا منہ بولت ثبوت تھی' بلال' سعید' خیام اور اقبال۔ آنسہ بلال کی بیگم اور کشش ان کی اکلوتی اولاد تھی۔ یہ تینوں پچھلے بیس سالوں سے لندن میں مقیم تھے' پاکستان میں بڑھتی مہنگائی اور آمدنی کا خاص ذریعہ نہ ہونے کی وجہ سے تھوڑی بہت تگ و دو کے بعد بلال لندن شفٹ ہو گئے تھے۔ کشش دو' تین سال کی ہی تھی اس لیے سیٹلمنٹ کے معاملے میں بلال اور آنسہ کو کوئی پریشانی نہ ہوئی اور وہ دونوں عالمگیر پیلس کی محبتوں کو الوداع کہہ کر لندن کی گہما گہمی میں اپنی چھوٹی سی جنت بنانے کے لیے دن رات محنت کرنے لگے۔ بلال اور آنسہ کا مسلسل پاکستان سے رابطہ تھا جس کی مین وجہ کشش تھی کیونکہ وہ بڑی ہو رہی تھی اور بلال سے زیادہ آنسہ چاہتی تھی کہ کشش کا اپنے کزنز سے رابطہ ہو' گھر میں ہی اس کے پاس اتنی ایکٹوٹیز ہوں کہ وہ باہر کی چک و چوند روشنی میں جا کر اپنی آنکھیں نہ خراب کرے۔ اسی وجہ سے پچھلے پانچ چھ سال سے وہ ہر سال گرمی کی چھوٹیاں پاکستان میں گزارتے تھے۔ کشش اب عمر کے اس حصے میں تھی جہاں ہر لڑکی خواب بننے شروع کر دیتی ہے۔ یہ اس کی عمر کا تقاضہ ہوتا ہے اسی لیے شاید کشش بھی اب الگ دنیا کے خوابوں کو آنکھوں میں سجانے لگی تھی لیکن اس کا یہ بدلاؤ الگ ہی رنگ ڈھنگ لیے ہوئے وارد ہوا تھا۔ ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ سفید گھوڑی پر بیٹھا اس کے سپنوں کا راج کمار آئے اور اس کو اپنے ساتھ اس دنیا میں لے جائے جہاں ہر طرف پیار اور محبت' اپنائیت کے دیپ روشن ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ سفید گھوڑی والے راج کمار اب صرف قصے کہانیوں تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں لیکن آنکھوں کو خواب دیکھنے سے کون روک سکتا ہے؟ لیکن کشش کی اپنی ہی لاجک تھی' مست ملنگ کشش کے خوابوں میں کوئی سفید گھوڑی والا راج کمار نہیں جلاد صیاد تھا جو اس کی محبت میں نہیں بے گانگی' لاتعلقی اور شاید نفرت میں پاگل ہو۔ ان کے بندھن میں انسیت' لگاؤ اور محبت نہیں' زبردستی' بے صبری اور اک سرد جنگ ہو اور پھر جب کشش اس اکھڑ کی اسیر ہو کر اس کا دم بھرنے لگے دل اس کے نام پر دھڑکنے لگے ہر آہٹ پر اس کا گمان ہونے لگے اس کے ساتھ کے لیے دل مچلے تو پھر کشش اپنی محبت کی شدت سے اس جانور کو سفید گھوڑی والے راج کمار میں ڈھال دے۔ وہ اپنی محبت کو آزمانا چاہتی تھی' زندگی کو ایک ایڈونچر کی طرح ہینڈل کرنا چاہتی تھی اور اس کے اپنے انوکھے خوابوں اور لاابالی طبیعت نے آنسہ کی نیندیں اڑا رکھی تھی اس کو پریشان کر رکھا تھا۔

آمنہ اور سعید کے دو بچے تھے' صفی اور اجیہ۔ شوخ و شریر اور چلبلی فطرت کا صفی دل جیتنے اور دوستیاں کرنے میں ماہر تھا۔ دنیا جہاں کی باتیں' گانے اور نجانے کون کون سے ٹاپکس پر یوں فراٹے سے بولتا جیسے چیمپئن ہو۔ ہر وقت گانے گانا اور شوخی اکثر اس کی عزت افزائی کا بھی باعث بنتے تھے لیکن سدھر جانا اور سنجیدگی کو اپنا لینا صفی کی گھٹی میں ہی نہ تھا اس معاملے میں کشش اور صفی کی خوب بنتی تھی اور پھر اجیہ تھی کہنے کو میڈیکل کی اسٹوڈنٹ لیکن تھی تو صفی کی ہی بہن ناں انتہائی بے پروا' غیر سنجیدہ اور الھڑپن میں اپنی مثال آپ ہی تھی۔ کوئی بھی یہ یقین نہ کرتا تھا کہ اجیہ میڈیکل کی اسٹوڈنٹ ہے' بھی کسی نے خواب میں بھی اس کو ڈاکٹر بنے نہ دیکھا تھا۔ ندا' خیام اور صفورا کی اکلوتی اولاد تھی جو فطرتاً خاموش طبع تھی' چھوٹی چھوٹی باتوں کی ٹینشن لینا اور پھر کئی دنوں تک انہی کو لے کر کڑتے رہنا اس کی فطرت تھی۔ کچھ ڈرپوک بھی تھی لیکن ذہانت اور حاضر جوابی میں اس کا کوئی ثانی نا تھا تو اسی وجہ سے وہ بھی صفی اور کشش کے گروپ کا حصہ تھی۔

اقبال اور سیما' باقی تینوں فیملیز بہ نسبت کم گو اور الگ تھلگ رہنے کے عادی تھے' شاید اس کی وجہ ان کے درمیان مالی حالات تھے۔ پیسہ کی فروانی تو نہ تھی لیکن خود داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ میرسب اور سحرش ان کی کل کائنات تھے' میرسب بھی اقبال کی جیسی نیچر کا مالک تھا خاموش طبع' الگ تھلگ رہنے کے باوجود فیملی گیدرنگ کا شیدائی تھا لیکن انجوائے اپنے طریقے سے کرتا تھا۔ بھی کسی مزاح میں شرکت نہ کی لیکن کبھی منہ بھی نہ چڑایا تھا۔ اس کے باوجود اس کی شخصیت ایسی تھی کہ صفی' ندا' اجیہ یا کشش کوئی بھی اس سے دوستی نہ کر سکا۔ دوستی تو دور ان کے درمیان ہنسی مذاق تک کا بھی رشتہ نہ بن سکا تھا۔ سحرش چھوٹی تھی لیکن انتہائی حساس تھی ہر بات کو پرسنل لے کر اس پر کڑتی رہتی تھی۔ اس کو اگر سمجھا سکتا تھا تو وہ صرف کشش تھی' اس کو گم صم' من موہنی سی سحرش سے حد درجہ انسیت تھی۔ جس کا وہ وقتاً فوقتاً اظہار بھی کرتی تھی اور اس کو اس کی اہمیت کا احساس بھی دلاتی رہتی تھی۔

کوئی سال' ڈیڑھ سال پہلے کمپیوٹر انجینئرنگ کے بعد میرسب نے ایک فارن کمپنی کے ساتھ کنٹریکٹ سائن کیا اور اسی ڈیلنگ کے دوران اس کی ملاقات عالیہ سے ہوئی۔ ماڈرن تیز طرار عالیہ نے نجانے کیسے میرسب جیسے انسان کو امپریس کر لیا۔ سرسری علیک سلیک کے بعد دوستی اور محبت کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ عالیہ کی جلترنگ ہنسی' شوخ گفتگو میرسب کی زندگی جیسے بدلنے لگی تھی۔ وہ میرسب جو لمحوں گزر جاتے لیکن ہنستا نہ تھا اب مسلسل مسکرانے لگا تھا۔ عالیہ کا انٹرسٹ دن بہ دن بڑھتا جا رہا تھا پھر چھ مہینے میں ہی عالیہ دلہن بن کر عالمگیر پیلس میں آ گئی تو سب نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ندا' اجیہ' سحرش' بڑے چھوٹے سب زیادہ سے زیادہ ٹائم اس کے ساتھ گزارتے تاکہ سب ایک دوسرے کو جان سکیں۔ عالیہ کی سب سے دوستی ہو جائے لیکن یہ عالیہ مہینہ بھر میں ہی اس لاڈ اور اونچے درجے سے عاجز آ گئی۔ وہ عالمگیر پیلس میں تو رہ رہی تھی لیکن اس کا حصہ نہ بن سکی اور دیکھتے ہی دیکھتے اختلافات شروع ہو گئے' دن بہ دن عالیہ نے کسی نہ کسی بات کو طول دیا ہوتا اور میرسب کے کان بھر رہی ہوتی۔ میرسب جو پہلے ہی لیے دیئے کی سی عادت کا مالک تھا' خاموش اور لڑائی جھگڑے سے کوسوں دور رہتا تھا وہ بھی اس سب سے اکتانے لگا۔ عالیہ نے ڈیمانڈ کرنا شروع کیں تو بات علیحدگی تک پہنچ گئی۔

اب عالیہ چاہتی تھی کہ میرسب عالمگیر پیلس چھوڑ کر اس کے ساتھ الگ گھر میں شفٹ ہو جائے لیکن میرسب نے فیملی گیدرنگ کو کبھی فراموش نہ کیا تھا بے شک اس کی انجوائے کرنے کا طریقہ کار الگ تھا۔ صفی' ندا اور اجیہ کی شوخیوں میں حصہ نہ لیتا تھا لیکن یہ سب اس کا قیمتی اثاثہ تھے ان کو چھوڑ کر وہ کیسے دور چلا جاتا اور سب سے بڑھ کر اقبال اور سیما وہ ان کو کیسے اکیلا کر دیتا؟ لیکن عالیہ یہ بات سمجھنے کو قطعی تیار نہ تھی وہ عالیہ جو ہر وقت میرسب کا دم بھرتے نہ تھکتی تھی دس مہینے میں اس کا دل بھر گیا اور پھر وہی ہوا جو خود غرضی کا انجام ہوتا ہے۔ جس طرح جٹ منگنی اور پٹ بیاہ ہوا تھا اسی طرح چٹ پٹ طلاق بھی ہو گئی اور اب طرح طرح کی باتیں' بدنامی' شرمندگی اور دھوکے نے میرسب کو ایک بار پھر وہیں پہنچا دیا جہاں وہ پہلے تھا۔ آج کل بس یہی چرچا تھا ہر زبان پر اقبال اور سیما مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی سب سے نظریں چرانے پر مجبور تھے۔ سب اپنی زندگیوں میں خوش تھے لیکن وہ چار نفوس ایسے تھے جو مسکرا تک نہ پا رہے تھے۔

❁......❁......❁
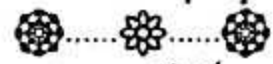
''ہاں مما! میں بالکل ٹھیک ہوں' یہاں بہت مزا آ رہا

ہے سب میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔" کشش کو پاکستان آئے ہفتہ ہوگیا تھا اور وہ یہاں خوش تھی اس کی چہکتی آواز نے آنسہ کو مطمئن کردیا تھا کہ وہ واقعی خوش ہے اور آنسہ کو زیادہ خوشی اس بات سے ہورہی تھی کہ کشش کا اسٹار پلس سے پیچھا چھوٹ رہا ہے اب شاید اس کی عقل بھی ٹھکانے آجائے۔

"ہاں مما! بی جی تو دوسرے دن ہی اپنے گھر چلی گئی تھیں۔" آنسہ فریحہ کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

"اچھا کشش تم اپنا خیال رکھنا اور کوئی بھی ایسی حرکت نہ کرنا جس کی وجہ سے ہمیں سب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے اور......"

"مما...... مما! پلیز میں نے کب ایسی کوئی حرکت کی جو آپ کو شرمندہ ہونا پڑے؟" کشش آنسہ کی بات کاٹ کر بُرا مناتے ہوئے بولی۔

"نہیں کی میں جانتی ہوں لیکن پھر بھی محتاط رہنا۔" آنسہ کا اشارہ اس کے خوابوں اور اسٹار پلس کے ڈراموں کی طرف تھا کہ کہیں کشش وہاں جاکر بھی یہاں والی روش نہ اپنائے رکھے۔ وہ ماں تھیں ساتھ نہیں تھی اس لیے زیادہ فکرمند تھی۔

"نہیں مما! وعدہ کرتی ہوں میں کبھی بھی آپ لوگوں کو شرمندہ نہیں کروں گی۔ آپ فکر نہ کریں بس اپنا اور پاپا کا خیال رکھنا اور جلدی یہاں آجائیں یہاں زیادہ مزا ہے۔" کشش خوش تھی تو آنسہ نے اطمینان بھرا سانس خارج کیا کہ یقیناً فریحہ خالہ نے مخلصانہ مشورہ دے کر ان کا بھلا سوچا تھا اور ان کا یہ فیصلہ کہ کشش کو پاکستان بھیج دیا جائے بالکل غلط نہ ہوگا۔

"مما آپ کو ایک بات بتاؤں؟" کشش رازدارانہ لہجے میں بولی۔

"ہاں ہاں بتاؤ۔"

"مما آپ کو پتا ہے میر سب بھائی کے منع کرنے کے باوجود بھابی نے گھر چھوڑ دیا' طلاق ہوگئی ہے وہ سب بہت پریشان ہیں مما۔" کشش اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہ کوئی سن نہ لے آنسہ کو بتارہی تھی۔

"ہاں بیٹا! پتا ہے سیما بھابی نے ذکر کیا تھا لیکن تمہیں کوئی ضرورت نہیں اس معاملے میں کسی سے کچھ کہنے کی۔" آنسہ اس کو پھر سے سمجھارہی تھیں۔

"نہیں مما! میں تو نہیں بول رہی یہ تو میں صرف آپ کو بتارہی ہوں تاکہ ایسے ہوگیا ہے یہاں۔"

"ہمیں تو نہیں پتا ناں بیٹا کہ کس کی غلطی ہے تو بغیر جانے ہم کسی ایک کو تو الزام بھی نہیں دے سکتے ناں؟" آنسہ' کشش کی باتوں سے فکرمند ہورہی تھی کہ اگر کسی اور کے سامنے کشش نے میر سب یا اقبال فیملی کے کسی اور فرد کو الزام دے دیا تو خوامخواہ بات کا بتنگڑ بن جائے گا۔ اس لیے وہ کوشش کررہی تھیں کہ کشش کے دل میں ان کے خلاف کوئی کدورت نہ ہو۔

"ہاں مما! یہ تو صحیح کہہ رہی ہیں آپ' میری تو میر سب بھائی سے ابھی تک ملاقات ہی نہیں ہوئی وہ کسی فرینڈ کی شادی اٹینڈ کرنے کراچی گئے ہوئے ہیں۔ سیما چچی اور سحرش بہت اچھی ہیں' اقبال چچا تو بہت ہی اچھے ہیں۔" اب کشش آنسہ کو باقی افراد کے بارے میں بتارہی تھی اور آنسہ مسکرا مسکرا کر اس کی باتیں سن رہی تھیں۔

❀......❀......❀
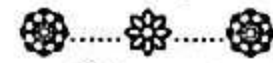
"پیار ہوا' اقرار ہوا' پیار سے پھر کیوں ڈرتا ہے دل......
کہتا ہے دل رستہ مشکل معلوم نہیں ہے کہاں منزل......
او...... و...... تیرے گھر کے سامنے اک گھر بناؤں گا'
تیرے گھر کے سامنے دنیا بساؤں گا...... او...... او......
تیرے گھر کے سامنے......
آوارہ' پاگل' دیوانہ...... دنیا سے اوب گیا' تیری گہری گہری آنکھوں میں تیرا عاشق ڈوب گیا۔

"صفی بھائی...... صفی بھائی......" سحرش بھاگتی ہوئی اس کو پکارتی اس کی طرف آئی۔ "صفی بھائی! آپ یہ پھٹے ہوئے ڈھول پر بے سرا راگ الاپنا بند کرو' ندا آپی کا پارہ ساتویں آسمان کو چھو رہا ہے اور ان کے ارادے نیک نہیں ہیں مسلسل دانت پیستے ہوئے کانوں میں انگلیاں ٹھونسے بیٹھی ہیں ان کی برداشت جواب دے گئی اور آپ کی شکایت تایا جان تک پہنچ گئی ناں تو وہ آپ کو باہر والے تالاب میں ڈبو دیں گے۔ اس لیے پلیز بھائی اپنے حال پر رحم کھاؤ۔" سائیڈ والے برآمدے کی دیوار کا پلستر اکھڑ گیا تھا تو سعید نے صفی کو یہ کام سونپ دیا تھا جو اس کے لیے کسی بلائے جان سے کم نہ تھا۔ ہفتوں کی ٹال مٹول کے بعد آج صبح سعید کے گھنٹہ بھر کے لیکچر کے بعد صفی مستری بن گیا تھا۔ ایک تو اتنا بورنگ بقول صفی ان رومانٹک کام اس پر چھائی خاموشی...... صفی کی جھنجلاہٹ' کوفت جائز تھی۔ لکڑی کی سیڑھی پر چڑھا شیڈ پر پانی اور سیمنٹ کی ریتی رکھے وہ کام شروع کرنے کے لیے ہاتھ بڑھا بڑھا کر پیچھے کررہا تھا لیکن اس کام کے لیے دل کسی طور آمادہ نہ ہورہا تھا۔ کوئی دیکھے تو کیا کہے کیا سوچے صفی ایسا ہے؟ مسلسل ایک ہی سوچ اس کے ذہن میں ابھر رہی تھی۔ ایسے میں صفی نے اپنا ٹیپ ریکارڈر آن کیا اور کام میں جت گیا۔ اپنے آپ کو کشور کمار سمجھنے والا دوسروں کے لیے ریڑھی والے سے کم نہ تھا۔

سحرش اس کے پاس آکر رکی سر اٹھا کر سیڑھی پر چڑھے صفی کو دیکھتے ہوئے اس کو ندا کے خطرناک ارادوں سے آگاہ کیا تو صفی جو ابھی ابھی کام ختم کرنے کی ٹھانے ہوئے تھا یک دم ہاتھ روک کر سحرش کو دیکھنے لگا۔ ندا کا نام سنتے ہی یک لخت ذہن کے دریچوں میں اس رات کا منظر لہرانے لگا۔ اس کے بعد ندا سے اس کا صحیح طرح سے سامنا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس کا کترایا' لجایا انداز' ایک بار پھر ذہن میں ابھرا اس کا نام سنتے ہی یک دم اس کے دل میں ہلچل سی ہوئی پل بھر میں ہی اس کا لمس تازہ ہوگیا تھا۔ وہ پل جو وہ بھولے بیٹھا تھا آناً فاناً نظروں کے سامنے آٹھہرے تھے دوسرے لمحے اس کے ہونٹوں پر نہایت دلکش مسکراہٹ اور دل میں مدھر جلترنگ بج رہے تھے۔

"جیت جائیں گے ہم' جیت جائیں گے تو اگر سنگ ہے' زندگی ہر قدم اک نئی جنگ ہے۔" ایک بار پھر وہ لہک لہک کر گانے لگا۔

"صفی بھائی...... آپی!" سحرش دانت پیستی ہوئی مدھم آواز میں اس کو ندا کی آمد سے باخبر کررہی تھی۔

"ایک لڑکی کو دیکھا تو ایسا لگا جیسے' کھلتا گلاب' جیسے شاعر کا خواب' جیسے اجلی کرن' جیسے بن میں ہرن' جیسے چاندنی رات' جیسے نرمی کی بات' جیسے مندر میں ہو اک جلتا دیا آ...... آ...... آ...... آ......" وہ بھی ایک نمبر کا ڈھیٹ تھا اس کو دیکھا تھا تبھی تو اس شرارت پر دل مچلا تھا۔

"سحرش...... میں نے تمہیں کیوں بھیجا تھا؟" سیڑھی کے نیچے کھڑی اس کو مکمل نظرانداز کرتی وہ سحرش سے مخاطب تھی۔

"آ...... آپی! میں نے صفی بھائی سے کہا تھا کہ گانا بند کریں۔ لل...... لیکن...... یہ......"

"تیرے در پر صنم ہم چلے آئے' تو نہ آیا تو ہم چلے آئے......" صفی کی آواز اُبھری تو ندا نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا جو آخری سیڑھی پر کھڑا چہرے پر وہی چڑانے والی مسکراہٹ سجائے' آنکھوں میں شرارت لیے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"اس کو کیا کہتی ہو' مجھ سے بات کرو۔" اب صفی نیچے آتا اس سے بول رہا تھا۔

"سحرش! اس سے بولو چپ کرکے اپنا کام کرے ورنہ......"

"ورنہ...... ورنہ کیا؟ ذرا رُخ روشن اِدھر کرکے بات کرو۔" وہ اس کو نظرانداز کرتی ابھی تک سحرش کو ہی بیچ میں گھسیٹ رہی تھی تو صفی پھر شرارت سے بولا تو وہ صرف اس کو گھور کر واپس پلٹنے لگی تھی تو سحرش بھی اس کے ساتھ ہولی تھی۔

"سحرش وہ کیا کہاوت ہے جس میں گلی اور شیر کا ذکر آتا ہے۔" صفی اس کو پلٹتا دیکھ کر سحرش سے مخاطب ہوا تو وہ یک دم پلٹی جب کہ سحرش وہاں سے نکل گئی تھی۔

"لڑکی پلٹ کر دیکھے تو سمجھ جانا چاہیے کہ بیٹا اس کے دل میں کچھ ہے۔" اس کے پلٹ کر دیکھنے پر صفی بڑبڑایا تو وہ چلتی اس کے پاس آکھڑی ہوئی۔

”تم اپنی ان چھچھوری حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے ناں؟“ وہ اس کی طرف دیکھتی سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔

”ایسی کون سی نازیبا حرکت کردی جو آپ اتنی برہم ہوئی جارہی ہیں؟“ سنجیدہ چہرے مگر شرارت بھری آنکھوں سے اس سے پوچھا۔

”دیکھو صفی!“ وہ جھنجلا اٹھی کچھ کہتے کہتے رک کر اس کو دیکھا جو نظریں اس پر جمائے سیڑھی کے آخری اسٹیپ پر پاؤں رکھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا تو پل بھر میں وہ جھینپ گئی پھر ناگواری سے رخ پھیرلیا۔

”تم نے خود ہی تو کہا نا دیکھو صفی!“ وہ بے پروائی سے اپنی جمی نظروں کی وضاحت دینے لگا تھا۔

”شٹ اپ صفی! میں نے مجھے دیکھنے کو نہیں کہا تھا نہ ہی مجھے شوق ہے کہ تم مجھے دیکھو۔“ وہ تیز لہجے میں بولی۔

”میں نے بھی ایسے کوئی شوق نہیں پالے ہوئے تم خود ہی یہاں آئی ہو۔“ اس کی تلخ کلامی پر وہ بھی تُو تڑاق والی جون میں آ گیا تھا۔

”اب یہ نہ کہنا کہ دل کے ہاتھوں مجبور ہوگئی تھی۔“ صفی قہقہہ لگاتا ہوا سیڑھی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر واپس اس پر چڑھنے لگا۔

”مجھے سر درد ہو رہا ہے صفی! میں نے سونا تھا پلیز تم یہ ریاض کہیں اور جا کر کرو میں سو نہیں سکتی ڈراؤنی آوازیں آتی رہیں تو......“ وہ زچ ہوتے ہوئے بولی۔

”تمہارا دھیان میری طرف آجاتا ہے اور تم سو نہیں پاتی۔“ وہ واپس نیچے ہوا اور اس کے مقابل کھڑا اس پر نظریں گاڑے پوچھا۔

”میرا بس چلے ناں تو وہ اینٹ اٹھا کر تمہارے سر پر دے ماروں۔“ وہ نیچے پڑی اینٹ کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ ”تمہاری یہ بے سُری آواز مجھے ڈسٹرب کرتی ہے تو میں سو نہیں پاتی۔“ وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

”یہ لو اینٹ اور شوق پورا کرلو۔“ صفی نے نیچے جھک کر اینٹ کو اٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے ہاتھ میں رکھی تو وہ سٹپٹا گئی یک دم اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا تو صفی نے گہری نظروں سے اس کو دیکھا۔

”مجھے سونا ہے جیل میں چکی نہیں پیسنی۔“ ندا اینٹ نیچے رکھتے ہوئے بھنا کر بولی۔

”ہر وقت مرچیں کیوں چباتی رہتی ہو؟ اسی لیے تمہارا سر درد نہیں جاتا‘ کبھی نرم لہجے میں بات کر کے دیکھو درد دو منٹ میں اڑن چھو ہو جائے گا۔“ وہ حسرت بھرے لہجے میں بولا تو وہ اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔

”یہ جو تم ہر وقت بندر کی طرح اچھلتے کودتے رہتے ہو اور بے سرے راگ الاپتے رہتے ہو ناں اسی وجہ سے تمہاری پرسنلٹی ڈاؤن رہتی ہے اور اسی لیے میں......“

”تو تم چاہتی ہو کہ میں بدل جاؤں؟“ اس کی بات کاٹ کر پُرسوچ انداز میں بولتا وہ اس کو مزید زچ کر گیا۔

”لو بھلا میں کیوں چاہوں گی کہ تم بدل جاؤ‘ میری بلا سے جو مرضی کرو لیکن پلیز یہ بے سُری آواز کا جادو بند کمرے میں چلایا کرو۔“ وہ بے پروائی سے استہزائیہ ہنسی کے ساتھ بولی۔

”بند کمرے میں چلانے کا کیا فائدہ؟ اچھا چلو تم وعدہ کرو کہ وہاں بھی روکنے کے لیے آیا کرو گی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“ وہ مسکراہٹ دبائے اس کو چھیڑتے اس کے مد مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

”کتنی بار منع کر چکی ہوں کہ میرے ساتھ یہ چیپ فلرٹنگ مت کیا کرو‘ تایا جان سے شکایت کردوں گی۔“ وہ ابرو اُچکا کر اس کی طرف دیکھتی دھمکی آمیز انداز میں بولی۔

”ہاہاہا...... میں تو ڈر گیا۔“ وہ ڈھٹائی سے ہنسا۔

”اچھا چلو آج سے تمہارے ساتھ ہائی اسٹینڈرڈ کی فلرٹنگ کرتے ہیں۔“ وہ واپس جارہی تھی کہ وہ شرارت سے بولا۔

”بے شرمی کی بھی حد ہوتی ہے صفی!“ وہ حقیقتاً بُرا مناتے ہوئے تاسف سے بولی تو وہ متبسم چہرے کے ساتھ ہاتھ باندھے کھڑا اس کو دیکھے گیا۔

”تایا جان جیسے نفیس انسان کی تم جیسی اولاد کی توقع نہیں تھی ذرا سوچو ان کو پتا چلے کہ تم اپنی ہی کزن کے ساتھ اس طرح گفتگو فرما رہے ہو تو کتنا دکھ ہوگا انہیں؟“ وہ رکے بولتی اس کو شرم دلانے کی بھرپور کوشش کرنے لگی لیکن اس کا بلند ہوتا قہقہہ اس کو شرمندہ کر گیا۔

”ڈوب مرو تم تو۔“ دانت پیستے ہوئے وہ بولی۔

”سنو......“ صفی دوبارہ سیڑھی پر چڑھ کر پلٹا اور گمبھیر لہجے میں بولا تو وہ اس کے لہجے کے خاص تاثر اور بھگڈر مچاتی دھڑکنوں کو نظر انداز کرتی سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھنے لگی۔

”سر درد کیسا ہے اب؟“ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا تو اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو ملامت کرتی ندا نے سٹپٹا کر یک لخت رخ موڑا تھا۔

”اب تو اور زیادہ ہو رہا ہے۔“ وہ بے جان لہجے میں بولی۔

”ہاہا...... کیوں؟ اثر الٹا کیسے ہوگیا؟“ وہ معنی خیزی سے بولا۔

”کس چیز کا اثر؟“

”میری آواز کا۔“ وہ پھر ہنسا تھا۔

”صفی اب خاموش رہنا پلیز مجھے سونا ہے؟“ وہ ملتجی لہجے میں بولی۔

”ایک شرط پر؟“ وہ مسکراتی نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہ رک گئی۔ ”خواب میں مجھے دیکھو گی تو۔“ اپنی شرط پر وہ خود بھی ہنسا تھا۔

”خواب تو خود بخود آنکھوں میں آ بستے ہیں۔ اب اگر کوئی بکواس کی تو یہ سیڑھی ہلادوں گی۔“ وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی۔

”ارے کوشش تو کرسکتا ہے ناں بندہ۔“ وہ ابھی تک شرارت پر آمادہ تھا۔

”دفع ہو جاؤ لوفر جاہل انسان۔“ وہ دانت پیستی اس کو مختلف القابات سے نوازتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تو صفی کے قہقہے نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ من پسند لڑکی کے بعد صفی بھی دوبارہ کام میں جت گیا تھا۔ لبوں کی گنگناہٹ کا رنگ بھی بدل چکا تھا اور مسکان بھی گہری ہو چکی تھی۔

❀......❀......❀
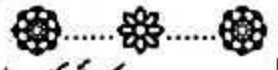
پچھلے پینتالیس منٹ سے کوئی بھی پل ایسا نہ گزرا تھا جب اس کے منہ سے نکلتا سگریٹ کا کالا دھواں اس کی آنکھوں کے سامنے اڑتا شکلیں بنا بنا کر اس کو چڑا نہ رہا ہو۔ وہ کوفت‘ نفرت‘ بےزاری اور ناگواری کے ملے جلے تاثرات اور سرخ پانی پانی ہوتی آنکھوں کے ساتھ اس کڑوے کالے کسیلے دھوئیں کو برداشت کرتا نجانے ضبط کی کون سی منزلوں کو چھو لینے کے لیے کوشاں تھا اور ایسا آج نہیں پچھلے پانچ مہینوں اور اٹھارہ دنوں میں کئی بار ہو چکا تھا۔ اب تو مایوسی اور اضطرابیت کے بادل اس قدر گہرے ہو چکے تھے کہ بے چینی اور بے کلی خون کے ساتھ ساتھ رگوں میں یوں دندناتی پھر رہی تھی جیسے اس کے پاس اور کوئی جائے پناہ ہی نہیں۔ در بدر بھٹکنے کے بعد بے قراری نے اس کے اندر گھر کیا تو اس مشغلے کو ایک جنون کی طرح اپنا لینے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔

ہماری زندگی مکمل طور پر ہماری ملکیت نہ کبھی ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ ہم سے جڑے بہت سے لوگ بھی اس زندگی پر اتنا ہی حق رکھتے ہیں جتنا کہ ہم خود۔ جب ہمارے اپنوں کی پُرخلوص محبتیں ہمیں زیر کردیتی ہیں تو ہم خود بخود ان کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں بعض دفعہ ہم اپنی خوشی اور خواہش کو پس پشت ڈال کر ان کی مرضی کو اپنا کر جہاں ان کو خوشی دیتے ہیں وہاں اپنے آپ کو بھی ایک انجانے اَن دیکھے سرور کے حصار میں مقید پاتے ہیں۔

اسی طرح کبھی کبھی ہمارا ایک غلط فیصلہ جب ہماری ذات کے لیے رسوائی‘ شرمندگی اور ذلت کا باعث بنتا ہے تب وہ ہم سے جڑے لوگوں کے لیے بھی سزا بن جاتا ہے ان کی محبتوں کی بھی آزمائش شروع ہو جاتی ہے کہ آیا وہ ہماری محبت میں کیے گئے دعوؤں میں کھرے اور ثابت قدم ہیں یا بیچ منجدھار میں ہمیں ڈوبنے کے لیے چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے؟ ہم نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی نظروں میں مجرم بن جاتے ہیں جب ان کے پاس

ہمارے لیے تسلی کے کوئی الفاظ نہیں ہوتے تب وہ نظریں چرانے لگتے ہیں وہ ہمارے درد میں برابر کے شریک تو ہوتے ہیں' ہمارے درد کو محسوس بھی کرتے ہیں لیکن جب وہ پُرخلوص محبتوں کے مارے لوگ ہمارے دل پر گرتے آنسوؤں تک رسائی نہیں پاسکتے اپنے دامن میں ان آنسوؤں کو جذب نہیں کرسکتے۔ چہرے کو ڈھانپ کر تب وہ خود بھی زار و قطار رو دیتے ہیں یا پھر یاسیت و ناامیدی کا لبادہ اوڑھ کر ہمارے برابر آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اندر ہی اندر آنسو بہاتے رہتے ہیں اپنی بے بسی پر یا شاید ہماری محبت میں ہار کر۔ غلط فیصلوں کا تاوان بھرنا آسان نہیں ہوتا نہ ہی اتنی جلدی ممکن کبھی تو عمریں گزر جاتی ہیں لیکن غلط فیصلے کی چبھن ختم نہیں ہوتی ہے نہ زخم مندمل تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ میرسب اقبال عالمگیر اتنی جلدی سنبھل کر نارمل روٹین کی طرف لوٹ آتا' نیندیں نہ اڑتیں' درد رنہ بھٹکتا' رسوائیاں مقدر نہ ہوتی' انگلیاں فگار نہ ہوتیں؟ یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ تلخی جو پچھلے چار مہینوں سے پل پل اس کی رگ و پے میں سرایت کرچکی ہے وہ لمحوں میں ہی سگریٹ کے دھوئیں کے ساتھ ہوا میں بکھر کر اڑ جاتی یا غائب ہوجاتی یہ کیسے ممکن تھا؟ بظاہر صبر و تحمل سے بیٹھا سگریٹ پھونکتا میرسب اقبال عالمگیر کا دل کن اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا جارہا ہے' یہ وہی جانتا تھا یا اس کا اللہ۔

"پکا کر ہی چکھا جاتا ہے" اس بات کو جانتے تو سب ہیں لیکن کوئی مانتا ہی نہیں' اب نہ وہ اپنے ماں باپ کو شرمندہ دیکھ سکتا تھا نہ اپنی بہن کو مایوس۔ ان کی خاموشی اداسی چھپ چھپ کے بہائے گئے آنسو اور ملگجے پن سے گھبرا کر وہ وہاں سے نکل تو آیا تھا لیکن بے چینی ابھی تک حد سے سوا ہی تھی۔ اپنے آپ سے لڑتے لڑتے اپنی برداشت کو آزماتے آزماتے اب تھکنے لگا تھا۔ اس نے ایک نظر کھلے آسمان کو دیکھا۔ شفق کی لالی ہر طرف پھیل رہی تھی سورج اپنی ذمہ داری پوری کرکے اپنی منزل کی جانب جارہا تھا۔ پرندے بھی چہچہاتے ہوئے اب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے اس نے بھی اب مزید بھاگنا اور پھر تھکن سے تار تار ہوتے وجود کے ساتھ کہیں اور پناہ ڈھونڈنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے گھر کی جانب بڑھنے کا عزم کیا اور بے جان' تھکے تھکے وجود کو گھسیٹتے آگے بڑھتا چلا گیا اس سوچ کے ساتھ کہ اب وہ اپنوں کو مزید کسی دکھ سے دوچار نہیں کرے گا کم از کم اس کی اپنی ذات کے حوالے سے تو بالکل بھی نہیں۔

❁......✿......❁

جب ضرورتیں بڑھتی ہیں تو محبتوں کی شدت میں بھی کمی آجاتی ہے جہاں سب کچھ ہمارا ہوتا ہے' وہاں تیرا میرا ہونے لگتا ہے۔ عالمگیر پیلس میں بھی اب ضرورتوں نے جنم لے لیا تھا' وقت گزر رہا تھا اور بچے بڑے ہورہے تھے تو مجبوراً یا مصلحتاً عالمگیر پیلس کو چار پورشنز میں تبدیل کردیا گیا جس میں دو دو کمرے' ایک ایک اسٹور روم' کچن اور باتھ روم شامل تھے۔ وقت گزرنے لگا اور جب ضرورتیں دو دو کمروں کی حدود تجاوز کرنے لگیں تو آہستہ آہستہ وہاں کمروں کے بھی اضافے ہونے لگے۔

میرسب کی ناکام ازدواجی زندگی کے بعد اقبال اور سیما نے دیوار کھڑی کرکے اپنے پورشن کو الگ کرلیا تھا جب کہ خیام' سعید اور بلال ابھی تک ایک ہی چار دیواری میں الگ الگ پورشن میں رہ رہے تھے بلال چونکہ لندن میں تھے اس لیے ان کے حصے کے کمرے آمنہ اور صفورہ کے استعمال میں رہتے تھے۔ تینوں فیملیز کا آنا جانا تو تھا ہی لیکن پھر بھی اقبال کی فیملی کچھ الگ تھلگ رہنے کی عادی تھی۔ سحرش' ندا اور راجیہ کے گروپ میں شامل ہونے کی کوشش کرتی تھی لیکن میرسب کے بدلتے حالات نے ان کے درمیان ایک کھچاؤ سا پیدا کردیا تھا۔ کشش جب سے پاکستان آئی تھی سحرش اور سیما چچی کا رویہ مسلسل نوٹ کررہی تھی ایک آدھ بار ہی وہ لوگ سعید کے گھر آئے تھے۔ وہ دیوار جس نے ان لوگوں کو الگ کر رکھا تھا اس کے لیے مزید الجھن کا باعث تھی۔

"السلام علیکم! کیسی ہیں چچی آپ؟ میں آپ سے ناراض ہوں۔"

"وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو اور ناراض کیوں ہو؟" کشش' سیما چچی کے پورشن میں داخل ہوئی تو وہ ٹیبل پر بیٹھی واز میں تازہ گلاب کے پھول سیٹ کررہی تھی تو مدھم' پُر شفقت ہنسی کے ساتھ اس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"دو ہفتے ہوگئے مجھے پاکستان آئے ہوئے اور آپ صرف ایک بار مجھ سے ملنے کے لیے آئیں۔ نہ ہی مجھے یہاں آنے کی دعوت دی' نہ ہی میری دعوت کی۔" وہ گلاب کا پھول اٹھاتے ہوئے روٹھے لہجے میں ان سے شکایت کررہی تھی۔

"اپنے گھر میں تو کسی کو دعوت کی ضرورت نہیں ہوتی ناں؟ یہ تمہارا گھر ہے تم جب چاہو یہاں آؤ۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنائیت سے بولی۔

"وہ تو ٹھیک ہے چچی جان! پر آپ بھی تو نہیں آئیں ناں بڑے چچا کی طرف۔" وہ ابھی تک منہ بسورے ہوئے تھی۔

"ہاں بس میں کچھ مصروف ہوگئی تھی اور پھر طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی تو نہیں آسکی۔" ان کا نظریں چرانا کشش نے صاف محسوس کیا تھا۔

"کیا ہوا آپ کی طبیعت کو؟ کسی نے ذکر بھی نہیں کیا آپ کی طبیعت خراب کا؟" وہ ان کو دیکھتے ہوئے فکر مندانہ لہجے میں بولی۔

"کچھ نہیں ہوا میری طبیعت کو چھوڑو تم بتاؤ تم کیسی ہو؟ پاکستان آ کر کیسا لگا' آنسہ بھابی اور بلال بھائی سے بات ہوئی کیسے ہیں وہ؟ تمہارے بغیر تو بور ہوگئے ہوں گے ناں؟" سیما واز کو اٹھا کر سائیڈ ٹیبل کی طرف رکھتے ہوئے کشش سے پوچھنے لگی تھیں۔

"اُف چچی جان! ایک ساتھ اتنے سارے سوال؟" ہنس دی۔

"تم ایک ایک کرکے جواب دیتی جاؤ۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"مجھے پاکستان آ کر بہت اچھا لگ رہا ہے اور سب سے اچھی تو آپ ہیں۔" کشش ان کے پاس آتی ہوئی پُرخلوص لہجے میں بولی۔

"اچھا وہ کیسے؟"

"آپ مجھے ہمیشہ سے ہی اچھی لگتی ہیں' آپ کو میں نے کبھی کسی کے معاملات میں دخل اندازی کرتے نہیں دیکھا۔ تائی جی اور آمنہ چچی سے بہت مختلف ہیں آپ۔" وہ بولتی ہوئی صفورا' آمنہ اور سیما کا موازنہ کررہی تھی اور یہ واقعی ہی صحیح تھی۔ سیما ان دونوں سے مختلف تھی شاید اس کی بڑی وجہ ان کی مالی ضروریات بھی تھیں۔ صفورا اور آمنہ پیسے کی فراوانی کے باعث اپنے آپ کو سیما سے اونچا سمجھتی تھیں اور ان کو اتنی زیادہ لفٹ نہیں کراتی تھیں وہ آ گئی تو ٹھیک ورنہ ان کو باقاعدہ بلایا صرف خاص موقعوں پر ہی جاتا تھا اور پھر اب میرسب کی شادی اور پھر طلاق کے بعد تو جیسے وہ سب سے کٹ کر ہی رہ گئی تھیں اور یہ بات کشش نے خاص طور پر نوٹ کی تھی' کچھ آنسہ کے سمجھانے کا بھی اثر تھا اس لیے آج وہ وہاں ان کے پاس آ گئی۔

"واہ جی آج تو بڑے بڑے لوگ ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے ہیں۔" سحرش ابھی کالج سے لوٹی تھی تو کشش کو وہاں دیکھ کر اس کی طرف بڑھتی خوشگوار حیرت کے ساتھ بولی اور اس کو گلے لگالیا۔

"کیا کریں جب چھوٹے لوگوں کے پاس ٹائم نہ ہو تو بڑے بڑے لوگوں کو پیش قدمی کرنی پڑتی ہے ناں۔" کشش نے ہنستے ہوئے اس کے طنز کا جواب دیا تھا۔

"ویسے کشش آپی! آپ کو کیسے فرصت مل گئی اِدھر کا راستہ بھولنے کی؟" سحرش بیگ رکھ کر شوز اتارتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"اتنے دنوں سے تم نہیں آئی اور پھر چچی جان بھی صرف ایک بار ہی آئی تھیں' چچا جان بھی شاید مصروف ہیں تو میں نے سوچا میں ہی چلی جاؤں تم نے تو کہنا نہیں کہ آؤ۔" کشش شکوہ کناں لہجے میں وضاحت دینے لگی۔

"ویسے ہم نے آپ کو دعوت دی تھی جسے آپ نے ریجیکٹ کردیا تھا۔" سحرش گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے تلخی سے بولی۔

"سحرش! کتنی بار منع کیا ہے بدتمیزی نہیں برداشت کروں گی۔" سیما اس کو ڈپٹتے ہوئے بولی جب کہ کشش حیرت سے سحرش کو دیکھے جارہی تھی جس کا انداز انتہائی تلخ تھا۔

"کیا بات ہے سحرش! چچی جان کیا ہوا؟ کس نے منع کیا کہ میں یہاں نہیں آسکتی؟" کشش ان سے استفسار کررہی تھی۔

"کچھ نہیں بیٹا! ایسی کوئی بات نہیں' ہم نے ابھی تک تمہیں انوائٹ کیا ہی نہیں۔" سیما صلح جو لہجے میں بولی تو سحرش پیر پٹختی وہاں سے نکل گئی۔ کشش نے متعجب نظروں سے سیما کو دیکھا لیکن ان کی نظریں ملتے پردے پر جمی تھیں جہاں سحرش گئی تھی۔

"چچی جان؟" کشش نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکی۔

"تم چائے پیوگی یا کھانا کھاؤ گی؟" ان کا انداز کافی اجنبی اور لیے دیے والا تھا جس کو کشش نے نوٹ کیا تھا لیکن اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹک دیا' اب سحرش کی تلخ باتوں نے اس کو باور کرادیا کہ ضرور کوئی بات ہے' بھی اقبال چچا' چچی اور سحرش کترا رہے ہیں اور میرسب کو تو اس نے دیکھا ہی نہیں' پتا نہیں وہ کہاں غائب تھا۔

"چچی جان! کس نے منع کیا کہ میں یہاں نہیں آسکتی؟" کشش الجھن آمیز نظروں سے ان کو دیکھتی پھر سے استفسار کررہی تھی لیکن وہ مسلسل خاموش تھیں وہ مصلحتاً خاموش تھیں یا مجبوراً کشش اندازہ نہ لگا پارہی تھی۔

"چھوڑو بیٹا! ایسی باتوں پر دھیان نہیں دیتے' سحرش ابھی بچی ہے اس لیے ناسمجھ بھی ہے۔ تم اس کی باتوں کا بُرا نہ منانا۔ تم جاؤ سحرش کے پاس وہ اپنے کمرے میں ہی ہوگی اس کو لے کر آؤ میں تب تک کھانا لگاتی ہوں۔ آج میں نے سحرش کے من پسند کریلے گوشت بنائے ہیں اور ساتھ گاجر کا حلوہ' تم کو بھی اچھا لگے گا۔" سیما مصروف انداز میں کہتی چلی گئی جب کہ کشش متذبذب سی وہاں سے پلٹی اور سحرش کو بلانے اس کے کمرے کی طرف قدم بڑھا رہی تھی مگر ذہن میں اُدھم مچاتے' مچلتے ہزاروں سوالوں کو چاہنے کے باوجود بھی نہ جھٹک پارہی تھی۔ ڈھیر ساری متذبذب سوچوں' الجھنوں کے لامتناہی سلسلوں کے ساتھ وہ سحرش کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

"کیا وجہ ہوسکتی ہے؟" وہ زیرلب بڑبڑائی۔

"کیا ان سب کے درمیان کوئی ناراضگی چل رہی ہے؟" ایک اور سوال نے ذہن پر دستک دی۔ "مجھے مما اور ڈیڈ سے بات کرنی چاہیے ان کو انفارم کرنا چاہیے کہ اقبال چچا کی سب سے ناراضگی ہے۔" وہ مسلسل خود سے الجھ رہی تھی۔

"لیکن مما اور ڈیڈ کو تو یہاں کے سارے حالات پتا ہوتے ہیں ناں' ہاں میرے خیال میں ان کو پتا ہے تبھی مما مجھے بار بار سمجھا رہی ہیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔" وہ مسلسل خودکلامی میں مصروف تھی۔

"میں مما سے پوچھوں گی کہ یہاں سب کیا ہورہا ہے اور مجھے کیوں نہ بتایا مما نے۔" سحرش کے کمرے کے باہر کھڑی کشش الجھتی ہی جارہی تھی۔

"سحرش......؟" بلآخر وہ اندر داخل ہوئی تو چینج کیے بنا بیڈ پر بیٹھی سحرش کو دیکھ کر ٹھٹک گئی' سوچوں کی وادیوں میں گم نجانے وہ کون سی گتھیاں سلجھانے کی کوشش میں مصروف تھی کہ اس کے آنے کا کوئی نوٹس نہ لیا تو کشش اس کے پاس آکر ٹھہری۔

"سحرش کیا بات ہے؟" وہ اس کے پاس بیٹھتی اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے دوستانہ لہجے میں اس سے استفسار کررہی تھی۔

"کوئی بات نہیں آپی! آئی ایم سوری ایسے ہی کالج میں ہی موڈ آف تھا اس لیے۔" سحرش اس کی طرف دیکھتی انگلیاں مروڑتی ہوئی بولی۔

"ارے پاگل' کیا ہوا ہے؟ سوری کس بات کے لیے میں تو یہ پوچھ رہی ہوں کہ موڈ کیوں آف ہے؟" وہ اس کی طرف دیکھتی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں آپی! کبھی کبھی ایسے ہی فرسٹریشن ہوجاتی ہے چھوڑیں چلیں آپ میں فریش ہوکر آتی ہوں پھر کھانا کھائیں گے۔" سحرش مسلسل ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی۔

"نہیں پہلے تم مجھے بتاؤ کہ کس بات کی فرسٹریشن ہے؟ کیا وجہ ہے جو اتنے دنوں سے نہ تم مجھ سے ملنے آئیں نہ ہی چچی آئیں اور نہ ہی چچا جی نے میری خبر لی۔" کشش بضد لہجے میں بولی۔

"آپی! ایسی کوئی بات نہیں' میں کالج میں بزی ہوگئی ہوں' پاپا جاب پر ہوتے ہیں اور بہت سے دنوں سے امی کی طبیعت بھی خراب ہے تو بس چکر نہیں لگ سکا۔" سحرش اس سے نظریں چرائی اس کے سامنے سے ہٹی اور تیز تیز چلتی وارڈروب کی طرف بڑھ گئی۔

"کالج میں کیا چوبیس گھنٹے ہی بزی رہتی ہو؟ پندرہ منٹ بھی نہیں تمہارے پاس کہ ایک بار آکر میرا حال ہی پوچھ لیتیں؟" کشش اس کی پشت پر نظریں جمائے بولی تو پل بھر میں اس کے ہاتھ رکے' خالی خالی نظروں سے دائیں بائیں دیکھا اور دوسرے پل پھر مصروف ہوگئی۔

"بولو سحرش! کیا بات ہے؟" سحرش نے کوئی جواب نہ دیا تو کشش اس کے پاس آ کھڑی ہوئی اور اس کے کندھوں کو تھام کر رخ اپنی طرف کیا تو وہ سر جھکائے چپ چاپ آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

"سحرش...... یہ کیا......؟" کشش متعجب سی اس کی بھیگی آنکھوں کو دیکھتی ہوئی پریشان ہوئی۔

"کچھ نہیں آپی! بس ایسے ہی۔" سحرش ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے بھرآئی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم میرسب بھائی کی وجہ سے پریشان ہو؟" کشش اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کو دیکھتے ہوئے بولی تو وہ محض ایک نظر کشش کی طرف دیکھ کر سر جھکا گئی۔

"آہم...... اچھا اب سمجھی۔ چلو یہاں آؤ۔" کشش نے اس کو روم میں رکھی روکنگ چیئر پر بٹھایا اور خود ڈریسنگ ٹیبل کے اسٹول کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"دیکھو سحرش! زندگی میں کبھی دھوپ تو کبھی چھاؤں آتی رہتی ہے اس سب کے بغیر زندگی میں چارم نہیں رہتا اور زندگی کے چارم کو برقرار رکھنے کے لیے ہمیں محبت اور حوصلے کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے ہمارا ضمیر مطمئن ہو ناں سحرش تو پھر ایسے حالات ہماری آزمائش ہوتے ہیں سزا نہیں۔ ہمارے حوصلے پست تب ہی پڑتے ہیں جب ہم آزمائشوں کو سزا سمجھنا شروع کردیتے ہیں اور پھر جب ہم کمزور پڑ کر اللہ کی رحمتوں اور کرامتوں سے منکر ہونے لگتے ہیں ناں تب تکلیفوں کے حوصلے بھی بلند ہونا شروع ہوجاتے ہیں تم سمجھ رہی ہو ناں میری بات!" کشش اس کی بھیگی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دوستانہ لہجے میں بولی۔

"میں سمجھتی ہوں آپی! لیکن سب لوگ ہمیں غلط سمجھتے ہیں' ہمیں شک بھری نظروں سے دیکھتے ہیں' بھابی اور بھائی کے درمیان اور کوئی بات نہیں تھی بس سوائے اس کے کہ بھابی اپنے میکے میں رہنا چاہتی تھی لیکن آپ کو پتا ہے میں نے خود سنا ہے ندا آپی' اجیا آپی اور صفی بھائی کو کہتے کہ اصل بات کیا پتا کیا ہے' اچھی بھلی تو تھی عالیہ بھابی پھر اتنی سی بات کے لیے اتنا بڑا فیصلہ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ ہم جانتے ہیں آپی! بھائی نے بہت کوشش کی تھی کہ ان کا رشتہ نہ ٹوٹے' وہ جانتے تھے کہ کیسی کیسی باتیں سننے کو ملیں گی اور وہی ہوا ایسی باتیں تکلیف دیتی ہیں ناں آپی! جب اپنے ہی منہ موڑ لیں تو کتنی تکلیف ہوتی ہے آپ کو اندازہ نہیں۔" سحرش اب کھل کر بول رہی تھی۔

"نن...... نہیں سحرش! ایسی بات نہیں ہے۔" اس کی سچی قیاس آرائی پر لمحہ بھر کو کشش بھی بوکھلا گئی۔ ندا نے اس دن اس سے بھی تو اسی طرح کی باتیں کی تھیں۔

"سحرش! کبھی کبھی ہم جو سنتے ہیں وہ سچ نہیں ہوتا' ہم اپنی الجھنوں میں اس قدر کھوئے ہوئے ہوتے ہیں کہ نہ تو

لفظوں کا مفہوم سمجھ پاتے ہیں اور نہ ہی لہجے کے اتار چڑھاؤ کو اگر ہم تھوڑی سی سمجھ داری سے کام لیں ناں تو بہت بڑے نقصان سے خود کو اور دوسروں کو بھی بچا سکتے ہیں نفرت کے بیج کو پنپنے سے روک سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہی سحرش کہ تم جھوٹ بول رہی ہو لیکن ہوسکتا ہے تم ان کے لہجے کو نہ سمجھی ہو؟" کشش نے اس کے متذبذب چہرے کو دیکا اور متانت سے سحرش کو مثبت پہلو سے روشناس کروا کر اس کے دل میں ابھرنے والی نفرت و کدورت کے بیج کو تناور درخت بننے سے روک دیا تھا۔

"آپ بھی تو ہمارے گھر نہیں آئی ناں۔" سحرش منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"میڈم میں اس وقت کہاں ہوں؟" کشش نے اس کو گھورتے ہوئے استفسار کیا۔

"میں جانتی ہوں آپ ہمارے گھر ہی ہو، رہنے کے لیے تو نہیں آئی ناں۔" سحرش اپنی بات پر قائم رہی کہ وہ اس کے گھر نہیں آئی۔

"میں تو اس انتظار میں تھی کہ تم مجھے لینے کے لیے آؤ گی۔" اب کے کشش بھی نروٹھے لہجے میں بولی۔

"اوکے ہم کل ہی آپ کو لینے کے لیے آئیں گے۔" سحرش مسکراتے ہوئے بولی۔

"آج کیوں نہیں؟" کشش اس کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

"آج اس لیے نہیں کہ ابھی ابھی بھائی کا میسج آیا تھا کہ شام تک وہ گھر پہنچ جائیں گے تو تھکے ہوئے ہوں گے ناں آج وہ ریسٹ کریں گے تو کل ہم آجائیں گے۔ آپ تو ابھی تک بھائی سے ملی بھی نہیں ناں۔" سحرش تیز تیز بولتی اس کو بتانے لگی تو نجانے کیوں کشش کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہونے لگیں۔ بے ساختہ ہی اس نے اپنی کلائی پر ہاتھ رکھا۔

"اوکے ٹھیک ہے، کل آجانا، پھر میں ادھر ہی رہوں گی تم سب کو تنگ کروں گی لیکن جاؤں گی نہیں۔" کشش کھلکھلا کر ہنس دی تو سحرش نے بھی اس کی محبت سے سرشار ہو کر موڈ فریش کرلیا۔

"سحرش چلو اب تم جلدی سے چینج کرو مجھے تو بھوک لگ رہی ہے اور چچی جان بھی انتظار کررہی ہوں گی۔" اپنے نہ سمجھ میں آنے والے خیالات کو جھٹکتے ہوئے کشش نے موضوع بدلا۔

"اوکے ٹھیک ہے آپ چلیں آپی! میں پانچ منٹ میں آتی ہوں۔" کشش نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیے۔

"آپی!" وہ دروازے تک پہنچی تھی کہ سحرش کی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔

"ارے یہ...... یہ کیا؟ یہ اتنا پیار کس خوشی میں؟" کشش نے پلٹ کر دیکھا تو سحرش بھاگتی ہوئی اس اس سے لپٹ گئی۔

"تھینک یو سو مچ آپی! آپ بہت اچھی ہو۔ سچ میں آپ کی پوزیٹو باتوں نے میرا موڈ ٹھیک کردیا اور مجھے لگتا ہے کہ شاید میں ہی اپنی ٹینشن کی وجہ سے باقی سب کو غلط سمجھ رہی تھی۔"

"ارے میں اتنی بھی اچھی نہیں ہوں یہ تو بس کبھی کبھی ڈائیلاگ خود بخود پھولوں کی طرح جھڑنے لگتے ہیں۔" کشش اس کو الگ کرتی ہوئی واپس اسی بے پروا اور لاابالی پن میں لوٹتے ہوئے شاہانہ انداز میں بولی۔

"آپ چلو آپی میں چینج کرکے آتی ہوں، لگتا ہے آپ کو واقعی بہت بھوک لگ رہی ہے۔" سحرش ہنستے ہوئے بولی تو کشش نے مصنوعی غصے سے اس کو گھورا اور باہر نکل گئی۔

"آپی واقعی ہی بہت نائس ہیں اب میں ان سے پکی دوستی کروں گی۔" سحرش خود کلامی کرتی دوبارہ وارڈ روب کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اب اس کی سوچیں کسی اور ہی نہج پر بہنے لگی تھیں۔

❀......❀......❀

"ہاں بتاؤ اب ایسی کون سی راز کی بات ہے، جس کے لیے تم سے صبر نہ ہوسکا اور مجھے گہری نیند سے اٹھا دیا۔" ندا

...فیورٹ ڈیپ ریڈ ٹاول سے منہ صاف کرتی واپس کمرے میں آئی تو اجیہ اسی پوزیشن میں بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔

"اجیہ......؟" ندا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی لیکن اجیہ نے اس کے واپس آنے کا کوئی نوٹس نہ لیا تو اس نے اسے مخاطب کیا۔

"ہا...... ہاں ہاں۔" اجیہ جیسے گہری نیند سے جاگی تھی، ندا نے ابرو اچکا کر اس کی بوکھلاہٹ کو دیکھا تھا۔

"کیا ہوا اتنی گم صم کیوں ہو...... سب خیریت تو ہے ناں؟" ندا نے پوچھا۔

"ندا ہم سوچ رہے ہیں صفی کی شادی کی جائے، گھر میں کچھ ہلا گلا ہو۔" اجیہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کو بتایا۔

"ہاں تو کرو ناں اس میں راز کی کیا بات ہے؟" ندا اس سے نظریں چراتی دھڑکتے دل کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور بلاضرورت دراز کھول کر اس میں جھانکنے لگی۔

"راز یہ ہے کہ جو لڑکی ہم نے صفی کے لیے پسند کی ہے اس کو بھی بھائی پسند ہیں، یہ کیسے پتا چلے؟" اپنی دھن میں بولتی اجیہ اس سے مشورہ لے رہی تھی۔

"اس سے پوچھ لو سمپل۔" ندا بے پروائی سے بولی۔

"ویسے کس کو پسند کیا ہے؟" دراز میں سے کاجل پنسل نکالتے ہوئے ندا اس سے پوچھ رہی تھی۔

"تم مدد کرو گی؟" اجیہ اٹھ کر اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"میں کیسے مدد کروں؟" ندا لہجے کو سرسری رکھنے کی حتی الامکان کوشش کررہی تھی لیکن پھر بھی دل کا چور تھا یا کیا خود بخود ہی اس کا لہجہ ڈھیلا پڑنے لگا تھا۔

"جیسے بھی کرو بتاؤ ناں کرو گی؟" اجیہ بضد لہجے میں اس کو مدد کے لیے راضی کرنے لگی۔

"ہا...... ہاں، کیوں نہیں۔" ندا قدرے بوکھلاہٹ کا شکار ہورہی تھی، تتر بتر ہوتی دھڑکنوں میں پھیلے اضطراب کو کوئی نام نہ دے پا رہی تھی۔

"ویسے کس کو پسند کیا ہے؟" ڈریسنگ ٹیبل کی سیٹنگ کو پھر سے سیٹ کرتی ہوئی وہ مصروف انداز میں اجیہ سے پوچھ رہی تھی۔

"کشش کو......"

"ک...... کشش کو؟ لیکن......" اس کا ہاتھ لمحہ بھر کو کانپا تھا۔

"لیکن...... کیا؟" اجیہ نے چونک کر اس کو دیکھا۔

"صفی سے پوچھا؟" اس نے گہرا سانس لیا۔

"نہیں ناں، نہیں پوچھا مما کہہ رہی ہیں کہ پہلے کشش سے پوچھیں اگر وہ راضی ہو تو پھر تایا جی اور تائی جی سے بات کریں گے، بھائی تو کچھ نہیں کہیں گے ناں۔"

"اچھا...... میرا نہیں خیال کے کشش راضی ہوگی۔" ندا کن انکھیوں سے اجیہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں...... کیا خرابی ہے میرے بھائی میں؟" اجیہ ابرو اچکا کر تیکھے لہجے میں بولی۔

"خرابی تمہارے بھائی میں نہیں، کشش کے آئیڈیل میں ہے، تمہیں نہیں پتا کیا کہ اس کو کوئی راج کمار نہیں اک صیاد چاہیے۔ وہ اپنی محبت کو آزمانا چاہتی ہے اور تمہارا بھائی تو......"

"تمہارا بھائی تو کیا......؟" بھاری آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا۔

"ہے ہی لوفر......" ندا نے بات پوری کی تو صفی کے فلک شگاف قہقہے پر وہ اس کو گھور کر رہ گئی۔

"ندا کی بچی! خبردار جو میرے بھائی کو لوفر کہا۔" اجیہ اس کو گھورتے ہوئے دانت پیس کر بولی۔

"اونہہ......"

"ویسے کیا بات ہورہی تھی میرے بارے میں؟" وہ اندر داخل ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں بھائی ہم بس آپ کی شادی کی پلاننگ کررہی تھیں۔"

"ہائے اللہ سچی......" صفی نے شرماتے ہوئے پوچھا

اور مصروف سی ندا کو دیکھا تو اس کی نظریں ندا کی کلائی کی سرخ چوڑیوں میں الجھنے لگی۔

"ہاں سچی! بھائی آپ کو کوئی پسند ہے تو بتائیں ورنہ ہم اپنی پسند کی لڑکی لے آئیں گے۔" اب اجیہ اس کو چھیڑ رہی تھی جب کہ ندا مکمل لاتعلق بنی آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔

"ہاں پسند ہے ایک......" آئینے میں جھانکتے اس کے عکس کو دیکھتے ہوئے صفی بولا تو یک لخت ندا نے نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا اس کی نظریں صفی کی نظروں سے ٹکرائی اور پہلے بار ایسے ہوا تب اس سے پلکیں نہ جھپکائی گئیں وہ متحیر نظروں سے اس کو دیکھے گئی۔

کون......کون ہے وہ بھائی جلدی بتاؤ۔" اجیہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بے قراری سے بولی۔

"بتاؤں گا' بتاؤں گا اتنی بھی کیا جلدی ہے؟" صفی ندا کو نظروں کے حصار میں لیے بولا دوسرے پل اس کے چہرے کے تغیر و تبدل پر اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"تم لوگ باتیں کرو میں آتی ہوں کچھ دیر میں۔" اس سے پہلے کہ اجیہ یا صفی میں سے کوئی او کے کہتا وہ باہر نکل گئی۔

"اس کو کیا ہوا؟" صفی نے متعجب نظروں سے اجیہ کو دیکھا۔

"پتا نہیں ابھی تو اچھی بھلی تھی۔" اجیہ نے شانے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔

"آہم...... اچھا۔" صفی کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھری۔

"پتا نہیں کیا ہوا ہو گیا ندا کو؟" اجیہ کو فکر سے زیادہ تجسس ہو رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا ہو گا تم فکر نہ کرو' مما کہاں ہیں؟"

"پتا نہیں شاید سیما چچی کے پاس گئی ہیں ان کی طبیعت خراب تھی تو عیادت کو گئی ہیں۔"

"اچھا میں باہر جا رہا ہوں مما کو بتا دینا۔" ندا کے رویے کے بارے میں سوچتا صفی' اجیہ کو اپنے باہر جانے کا بتا کر وہاں سے نکل گیا۔

گم صم سی ندا نے اس کو پریشان سا کر دیا تھا' سوچیں مسلسل اس کے گرد گھوم رہی تھیں۔

❀......❀......❀

"میں اُڑی اُڑی جاواں ہوا دے نال' میں اڑی اڑی جاواں......"

"ہائے میرا سر...... اُف مر گئی...... مما......! مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔" ڈارک گرین بھاری سی شلوار کے ساتھ ڈارک بلو شارٹ قمیص پہنے' شولڈرز پر بکھرے بال' بڑے سے دوپٹے کا ایک کونا ہاتھ میں دبائے اسے لہراتی' گنگناتی وہ سحرش کے گھر سے نکل کر واپس سعید عالمگیر کے پورشن کی طرف بڑھتی جا رہی تھی اپنی دھن میں مگن' اپنے خیالوں میں گم وہ اپنی ازلی لا ابالی اور بے پروا جون میں مٹک مٹک کر چلی جا رہی تھی کہ اچانک اس کا سر دیوار سے جا ٹکرایا۔ کم از کم اس کو تو ایسا ہی لگا تھا اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا' زبردست قسم کے چکر نے اس کے اوسان خطا کر دیئے تھے اور اس سے پہلے کہ وہ چکرا کر نیچے گرتی اس کے لڑکھڑاتے وجود کو کسی نے اپنے آہنی شکنجہ میں دبوچ کر اس کو گرنے سے بچایا۔ نیم وا آنکھوں سے اس نے جھانکا تو ایک ہیولا سا اس کی آنکھوں کے آگے لہرایا۔ چکراتے سر کو بمشکل تھامتے ہوئے بالآخر اس نے اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا تھا۔

(جاری ہے)

نشاں منزل کا ان آنکھوں کو ہم بتلا بھی سکتے تھے
جو دل رشتہ بدل لیتا اُسے سمجھا بھی سکتے ہیں
نہ جانے کس لیے اقرار کرنے میں لگیں صدیاں
ذرا سا کام تھا پل بھر میں وہ کروا بھی سکتے تھے

"دیکھ کر نہیں چل سکتی ہو کیا؟" کرخت بے لچک اور انتہائی جھنجلائی ہوئی آواز پر اس نے نیم وا آنکھوں کو پوری طرح کھولا۔ بمشکل حواس میں آتے ہوئے اس نے اس کو بغور دیکھا تھا۔ سن گلاسز لگائے بلیک فیٹنگ والی شرٹ اور بلیک ہی جینز' سوٹ کیس کو ہاتھ میں پکڑے وہ غصیلی نظروں سے اس کو گھور رہا تھا اور وہ آنکھیں سکیڑے اس کو دیکھے جارہی تھی۔ جس کو وہ دیوار سمجھ رہی تھی درحقیقت وہ ایک بہت ہینڈسم انسان تھا کڑے تیوروں' غصیلی نظروں اور تلخ کلامی کے باوجود اس لمحے وہ اس کی لک سے ایمپریس ہورہی تھی۔

"اف تم مٹی کے بنے انسان ہو یا آئرن مین؟ حد ہوتی ہے مضبوطی کی بھی' تھوڑی سی نزاکت تو ہونی چاہیے ناں بندے میں کہ جب کوئی ٹکرائے تو وہ ہوش میں رہے اور یہ نہ سمجھے کہ اس کا سر دیوار سے جاٹکرایا ہے۔" دوسرے پل وہ اس کی خشمگیں نظروں سے جھانکتی ناگواری کو محسوس کرتے ہوئے جھنجلا کر قدرے سوفٹ لہجے میں بولی۔

"واہ بھئی یہ بھی خوب رہی' الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ غلطی خود کرو اور الزام دوسروں کو......" وہ بغور اس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"ایکسکیوزمی مسٹر' غلطی تو آپ کی بھی ہے ناں' شام کے وقت کالا چشمہ کون پہنتا ہے؟ اگر نہ پہنا ہوتا تو آپ کو بھی نظر آتا ناں کہ میں آرہی ہوں؟ اف میرا سر......" دوسرے لمحے وہ واپس اسی جھنجلاہٹ میں لوٹ آئی تھی۔ ماتھے پر رکھے ہاتھ کو ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

"یعنی کہ چت بھی میری' پٹ بھی میری۔ کیا کہنے بھئی۔" وہ اس کی پیشانی پر نظریں جمائے ہوئے بولا۔

"تو کوئی اپنی آنکھیں کھول کر کیوں نہ چلے کہ کسی سے ٹکرائے ہی نہ اور یہ کون سا طریقہ ہے یوں سر راہ گانے گا گا کر چلنا' لاپروائی اور پھوہڑپن کی بھی حد ہوتی ہے' دنیا بھی کیسے کیسے لوگوں سے بھری پڑی ہے' نہ بات کرنے کا ڈھنگ' نہ چلنے کا سلیقہ......؟" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اس کو مزید القاب سے نوازا گیا۔ جس نے اس کی تیوریوں میں اضافہ کیا۔

"واٹ؟ بات کرنے کا ڈھنگ خود سیکھو پہلے مسٹر پھر یہ لیکچر دینا۔" اس نے اس کے طرز تخاطب پر چوٹ کی تو وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"ایکسکیوزمی' میں ذرا جلدی میں ہوں۔ ٹاٹا بائے...... اور ہاں نیکسٹ ٹائم آنکھیں کھول کر چلنا۔" متبسم چہرے کے ساتھ کہتا وہ اس کو زچ کرتا آگے بڑھنے لگا۔

"ایکسکیوزمی۔" وہ ایک بار پھر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی' نجانے کیوں وہ لہجہ اس کو جانا پہچانا لگ رہا تھا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھا۔

"جس ڈھنگ اور سلیقہ کی آپ بات کررہے ہیں کیا وہ آپ کے پاس بھی ہے؟" سپاٹ لہجے میں اس کی آنکھوں میں دیکھتی وہ اعتماد سے بولی۔

"نہیں مجھ میں بھی نہیں ہے یہ سلیقہ اور ڈھنگ۔" کڑواہٹ بھرے لہجے میں بولتا دائیں ہاتھ سے اس کو سائیڈ پر کیا۔ تو اس لمس پر لمحہ بھر کو وہ چونک اٹھی۔

"اور ہاں...... ویلکم ٹو پاکستان۔" وہ یک دم واپس پلٹا۔ کشش ہونقوں کی طرح اس کو دیکھے جارہی تھی۔

"میر سب اقبال عالمگیر۔" اس کے چہرے پر پہچان کی کوئی رمق نہ ابھری تو تب کہ وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور بولا۔

"تم اپنے لیے نہ سہی لیکن میرے لیے اتنی ہی ضروری ہو جتنی کہ میری یہ سانسیں۔" دوسرے پل اس کے کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگی' یہ سرگوشی ایک بار پھر گونج اٹھی' وہ کنفیوز نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہیلو......! میں کوئی جن بھوت ہوں کیا جو یوں سکتے میں آگئی ہو؟" اس نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ میر سب اس کے رد عمل پر حیران رہ گیا۔

"نن...... نہیں...... بب...... بٹ...... مم...... میں نے آ...... آپ کو خواب میں دیکھا تھا۔" اٹک اٹک کر وہ بمشکل کہہ پائی۔

"اچھا...... پھر پہچانا کیوں نہیں؟" وہ سرسری سے لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

"وہاں تو آپ بہت ڈفرنٹ لگ رہے تھے۔" وہ بے دھیانی میں بولی۔

"وہ کیسے؟"

"وہ...... وہ...... تو مجھے نہیں پتہ......" ہاتھ مروڑتی وہ نظریں جھکائے بولی۔ اس لمحے وہ خود بھی اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھی۔ اور اپنی بوکھلاہٹ پر مسلسل خود کو کوس رہی تھی۔

"او کے پھر ملاقات ہوگی۔" اس کی بے سرپیر کی باتوں سے اکتا کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے اوجھل ہوگیا۔

"جلاد' صیاد...... اونو......" دوسرے پل اس نے اپنے آپ کو سرزنش کی۔

"ہائے میرا سر......" سر پکڑ کر اب وہ دوبارہ کراہنے لگی۔ چند پل وہیں کھڑی رہی اور پھر سعید کے گھر کی طرف بڑھ گئی۔

راہداری سے گزرتے ہوئے یک دم ہی وہ ندا کی طرف بڑھ گئی کہ اس کا بھی حال احوال پوچھ لے۔

"ندا؟ کیا ہوا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟" کشش حسب عادت دائیں بائیں دیکھتی بے پروائی سے اپنے دھیان میں چلی جارہی تھی۔ جوں ہی وہ گیٹ عبور کرکے اندر داخل ہوئی سائیڈ پر بنے کچے فرش پر بیٹھی ندا پر نظر پڑی تو تیز تیز قدموں سے چلتی اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو سر درد کیسا ہے اب؟" اس کے پاس بیٹھتے ہوئے وہ فکرمندانہ لہجے میں اس سے استفسار کررہی تھی۔

"ارے...... ارے یہاں کیوں بیٹھ گئی ہو؟ اٹھو اندر چلو......" ندا نے اس کو نیچے بیٹھتے دیکھا تو مروتاً بولی۔

"کوئی بات نہیں' یہیں ٹھیک ہے' ویسے یہ اتنا تکلف کس خوشی میں نبھایا جارہا ہے؟" کشش اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں' یہ جگہ صاف نہیں تو میں......"

"صاف نہیں تو کیا ہوا تم بھی تو بیٹھی ہو ناں' میں نہیں بیٹھ سکتی کیا؟" کشش اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی بولی۔

"ہاں ہاں بیٹھ کیوں نہیں سکتی۔"

"تم یہ بتاؤ کہ یہ آنکھوں میں لالی' طبیعت خرابی کی وجہ سے ہے یا نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے۔" کشش اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی فرش پر بکھری کنکریوں کو ہاتھ میں بھر کر ہوا میں اچھالتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی' تو ندا نے اس کی طرف بغور دیکھا' نجانے کیوں ندا کو کشش سے ایک خاص انسیت تھی' دوری کے باوجود ان دونوں میں خوب دوستی تھی اور شاید اس کی وجہ کشش کی نیچر تھی' شوخ و شنگ سی' انوکھے خوابوں کے پیچھے بھاگنے والی' غیر سنجیدہ نیچر کے باوجود دوسروں کی تکلیف اور ایموشنز کو سمجھنے والی کشش بہت جلدی دوسروں کے دل میں اتر کر وہاں ڈیرے جمالیتی تھی' اس کے برعکس ندا اپنی سنجیدگی اور سمجھداری کی بنا پر دوسروں کو ایمپریس کرلیتی تھی لیکن

دونوں اپنے اپنے طریقے سے اپنے اپنے خوابوں کی تکمیل کے لیے جنونی تھیں اور یہی انڈر اسٹینڈ نگ ان کی دوستی کی ڈور کو مضبوطی سے باندھے ہوئے تھی لیکن آج نجانے کیوں ندا کو کشش سے بیزاریت محسوس ہورہی تھی اور اس لمحے ندا کو کشش کی موجودگی گراں گزر رہی تھی وہ جبری مسکان سے کام لے رہی تھی۔

"کیا ہوا؟" کشش نے اس کو یوں اپنی طرف دیکھتا پاکر سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھا۔

"کچھ نہیں غلط ٹائم پر سو کر طبیعت خراب کرلی اب بس سستی ہے۔" ندا بکھرے بالوں کو سمیٹ کر دوبارہ کیچر میں قید کرتے ہوئے کسلمندی سے بولی۔

"اچھا چلو اندر چلتے ہیں چائے پیتے ہیں۔" کشش وہاں سے اٹھتے ہوئے بولی اور اس کا ہاتھ کھینچ کر اس کو بھی اٹھانے لگی۔

"ہاں چلو......" ندا اٹھ کھڑی ہوئی اور کپڑے جھاڑتے ہوئے اس کے ہمراہ چل دی۔

"یہ بتاؤ کشش تمہارے اس ہیرو کا کیا بنا کوئی نام و نشان ملا اس کا یا نہیں؟" اس کے ساتھ چلتی ندا کن انکھیوں سے اس کو دیکھتے ہوئے کچھ کھوجتے ہوئے بولی۔

"ابھی تو اس کو ڈھونڈا ہی نہیں جب ڈھونڈوں گی تو مل ہی جائے گا......" کشش کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بولی اور بے اختیار اپنی کلائی کو دیکھا جہاں ایک انجانا لمس ابھی تک دمک رہا تھا۔

"کب ڈھونڈو گی؟ ویسے سنا ہے تمہارے لیے "کسی" کا پرپوزل آیا ہے۔" ندا شرارت سے اس کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

"کیا...... کس کا؟" کشش یک لخت اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور چلا کر بولی۔

"تمہیں نہیں پتہ کیا؟" ندا ٹٹولتی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"نہیں تو......" کشش کی حیرانی سوا تھی ندا نے چونک کر اس کو دیکھا۔

"دیکھا ایک خواب تو یہ سلسلے ہوئے
دور تک نگاہوں میں ہیں گل کھلے ہوئے......"

ندا نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے ہی تھے کہ صفی کی شوخی میں ڈوبی شرارتی آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا جو ہمیشہ کی طرح گنگناتے ہوئے خیام چچا کے پورشن سے نمودار ہوا تھا۔

یہ گلہ ہے آپ کی نگاہوں سے
پھول بھی اگر ملا تو فاصلے ہوئے

وہ ان دونوں کو دیکھتا اپنی مخصوص مسکراہٹ چہرے پر سجائے ان کے پاس آرکا تو کشش نے اس کی تال کے ساتھ تال ملائی تو جہاں اس کا فلک شگاف قہقہہ گونجا وہاں ندا نے لب بھینچ کر پرسوچ نظروں سے ان دونوں کو دیکھا۔

"واہ کزن کیا حاضر جوابی ہے سمجھدار ہوگئی ہو کیا؟" دونوں ہاتھ جینز کی پاکٹ میں ڈالتا وہ مسرور لہجے میں ایک نظر ندا کو دیکھ کر کشش سے مخاطب ہوا۔

"ہاہا ایسی ویسی مجھے تو سمجھداری پر ایوارڈ ملنا چاہیے اب۔" کشش نے بھی وہی شوخ طرز کلام اپنایا۔

"ویسے کزن سنا ہے کہ آج کسی نے مجھے خواب میں دیکھا اور......"

"ڈر گیا......" گنگناتے ہوئے صفی نے بھرپور نظروں سے ندا کو دیکھا تو کشش نے اس کی بات اچک لی۔ جس پر صفی کی بھی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی۔" صفی نے مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے خیالی رومال نچوڑا۔

"تم دونوں یہاں کھڑے ہوکر انگلشری کھیلو میں جارہی ہوں۔" ان دونوں کی شوخیاں طویل ہوتی جارہی تھیں اور اب ندا کی برداشت کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سخت الفاظ میں ان کو روکتی وہاں سے چلے جانا ہی بہتر سمجھا۔

کبھی کبھی منظر سے غائب ہوجانے میں ہی ہماری بھلائی ہوتی ہے۔ اپنا بھرم اور رشتوں کا مان قائم رکھنے کا یہ بہترین حل ہے کہ ہم لب سی لیں۔ وقتی طور پر ہی سہی لیکن

اس لمحے واک آؤٹ میں ہی ہماری بہتری چھپی ہوتی ہے۔ اس سے پہلے کہ صفی یا کشش کچھ کہتے ندا وہاں سے چلی گئی۔ صفی کی گہری نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا جبکہ کشش متعجب نظروں سے صفی کو دیکھ رہی تھی۔

"اس کو کیا ہوا؟" کشش کی نظروں میں سوال تھا جس پر صفی صرف کندھے اچکا کر رہ گیا۔

"کزن...... معاملہ کیا ہے؟" کشش ہنسنے لگی اور مشکوک نظروں سے اس کو گھورا۔

"معاملہ تو کچھ خاص نہیں...... بس یونہی ایک لمحے نے کچھ بدل دیا۔" صفی پرسوچ لہجے میں سنجیدگی سے بولا۔

"کچھ...... بدلنے سے اب "سب" کچھ بدلنے لگا ہے کیا؟" کشش مسکراتی نظروں سے اس کو دیکھنے لگی تو صفی کھسیانا سا ہنس پڑا۔

"ہاہاہا...... اس کا مطلب ہے تیر نشانے پر لگا ہے......" کشش اس کو دیکھتے ہوئے شرارت سے بولی۔ ندا کے خاموش رویے کی وجہ اب سمجھ آنے لگی تھی۔

"نشانے پر تو لگا لیکن زخمی بھی کر گیا۔" صفی مدھم مسکراہٹ کے ساتھ ذومعنی انداز میں بولا۔

"تیر بھی نشانے پر لگے اور کچھ گھائل بھی نہ ہو یہ تو ممکن نہیں ہوتا ناں ڈیئر کزن۔" کشش سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"ہاں یہ تو ممکن نہیں۔" صفی پرسوچ لہجے میں گویا ہوا۔

"ہاہاہا...... چلو بھئی آپ لگاؤ اب زخموں پر مرہم میں چلی۔" شرارت بھرے مخلصانہ مشورے کے ساتھ ہی وہ بجائے ندا کے پیچھے جانے کے واپس سعید کے گھر کی جانب بڑھنے لگی۔

"ارے ارے کہاں چلی اندر چلو ناں چائے پیتے ہیں۔" صفی جو ندا کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا یک دم اس کو روکنے لگا۔

"نہیں تم جاؤ میں مما کو کال کروں گی۔" کشش مسکراتے ہوئے بولی اور واپس چل دی نجانے کیوں لمحہ بھر کو اس کی سوچیں بھٹکتی ہوئی میرسب کے گرد گھومنے لگیں۔ دوسرے پل سر کو جھٹکتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی صفی کی نظروں سے اوجھل ہوئی تو وہ کچھ سوچ کر ندا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

※ ...... ※ ...... ※

"کشش...... کشش...... بیٹا یہ کیا کررہی ہو؟ کہاں جارہی ہو؟" اپنا سوٹ کیس گھسیٹتی کشش آگے بڑھتی جارہی تھی کہ اقبال نے اسے دیکھا اور حیرت سے پوچھنے لگے۔

"جا نہیں رہی چچا جی آرہی ہوں۔" وہ اسی مصروف انداز میں ان کی طرف دیکھے بنا بولی۔

"کہاں آرہی ہو؟" مدھم مسکراہٹ کے ساتھ وہ آگے بڑھے اور سوٹ کیس اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے استفسار کرنے لگے۔

"یہاں میرے ایک چچا ہوتے ہیں بہت ہی بے وفا سے ان کے پاس جارہی ہوں۔ ان کو احساس دلانے کہ ان کی ایک اور بھی بیٹی ہے جو بہت دور سے ان سے ملنے آئی ہے تو شاید وہ اپنی بزی روٹین سے تھوڑا سا وقت نکال کر اس بیٹی کا حال ہی پوچھ لیں۔" کشش نروٹھے لہجے میں اقبال کو دیکھتے ہوئے گلے کررہی تھی تو اس کے اس استحقاق پر اقبال کھل کر مسکرائے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ارے میری بیٹی...... یہ تمہارا گھر ہے آج سے بہت سارا ٹائم تمہارے نام چلو آ جاؤ۔"

"دیکھا میں نے صحیح کہا تھا آپ ایسے نہیں ماننے والے تھے زبردستی اپنا حق لینا پڑتا ہے۔" کشش ہنستے ہوئے بولی تو اقبال اس کی زبردستی پر سرشار دکھائی دینے لگے۔

"سیما...... سحرش دیکھو بیٹا کون آیا ہے۔" اقبال اس کو ہمراہ لیے ہال میں داخل ہوئے اور سیما اور سحرش کو آواز دی۔

"کشش آپی......" سحرش نے حیرت سے اقبال کے ہاتھ میں پکڑے سوٹ کیس کو دیکھا۔

"کیا ہے اب اتنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ سوٹ کیس میرا ہے۔ اب میں یہاں آ گئی جس کسی نے مجھے ملنا ہے وہ یہاں آ کر

ملے۔" وہ شاہانہ انداز سے کہتی آگے بڑھ کر سیما چچی کے گلے لگ گئی۔

"اینڈ آئی ہوپ' کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟" سحرش کی طرف مڑتے اس نے کن انکھیوں سے سائیڈ والے صوفے پر براجمان میرسب کو دیکھا جس نے اس کے آنے پر کسی قسم کے ردعمل کا کوئی اظہار نہ کیا تھا۔ اسی پوزیشن میں بیٹھا اپنے موبائل کو دیکھتا رہا تھا۔

"کسی میں اتنی جرات نہیں کہ میری بیٹی کے آنے پر اعتراض کرے۔"

"مما' پاپا کو دیکھا ہے کیسے بھتیجی کے آنے پر خوش ہو رہے ہیں۔" سحرش نے سیما کو دیکھا۔

"تم جلو اب بیٹھ کر۔" کشش' اقبال چچا کے پاس آتی ہوئی سحرش کو منہ چڑا کر بولی۔

"میں کیوں جلوں...... ذرا پاپا کو یہ تو بتاؤ ناں کہ آپ یہاں آئی کس کے کہنے پر ہو۔"

"اپنے کہنے پر آئی ہوں ناں...... ورنہ یہاں تو سب اتنے مصروف ہیں کہ اتنا نہ ہوسکا حال ہی پوچھ لیں۔" کشش پھر میرسب کی مصروفیت پر طنز کرتے ہوئی بولی۔

"مما میں ذرا باہر جارہا ہوں' شاید تھوڑا لیٹ ہوجاؤں۔" اس کی آمد کو مکمل نظر انداز کرتے میرسب سیما سے مخاطب ہوا اور ان کے جواب سے پہلے ہی وہاں سے چلا گیا۔

"سوری آپی...... بھائی ناں آج کل کچھ ڈاؤن ہیں۔ پلیز آپ مائنڈ نہ کرنا۔" سحرش خوامخواہ شرمندہ ہورہی تھی۔ سیما اور اقبال نے بھی اس سے نظریں چرائی تھی۔

"ہیں سوری کس بات کے لیے؟ تم فکر نہ کرو میں آ گئی ہوں دیکھنا تمہارے بورنگ بھائی کو بھی سدھار دوں گی۔" کشش دائیں آنکھ کا کونا دباتے ہوئے شرارت سے بولی تو سیما اور اقبال نے بہت دیر کا روکا سانس خارج کیا۔ تو کشش نے چونک کر ان کو دیکھا۔

"اور یہ کیا چچا اینڈ چچی کم آن یار ٹینشن نہ لیں۔"

"اوپس...... سوری سوری' آئی مین......" اپنی دھن میں انتہائی بے تکلفی سے بولتی کشش نے دوسرے پل اپنے آپ کو سرزنش کی۔

"آپ فکر نہ کریں اور آج کے بعد آپ دونوں بھی ذرا مسکرانا شروع کریں۔ اب کیا مجھے آپ کو یہ بتانا پڑے گا کہ زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں لیکن ہمیں ان کا مقابلہ کرنا چاہیے نہ کہ منہ بنا کر بیٹھ جانا چاہیے۔" کشش آج ان کو حیران کرنے کے درپے تھی۔

"اچھا دادی اماں...... جو آپ کا حکم......" سحرش مسکراتے ہوئے بولی جبکہ سیما اور اقبال ٹکٹکی باندھے اس پاگل سی کشش کو دیکھتے رہ گئے۔

"سو پرامس؟" کشش نے اپنا ہاتھ آگے کیا اور ان سے ہمیشہ خوش رہنے کا پرامس لینے لگی۔

"پکا پرامس......" سحرش نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"چچا اینڈ چچی...... آپ بھی پرامس کریں۔" کشش بضد لہجے میں بولی تو طوعاً و کرہاً سیما اور اقبال کو بھی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کرنا پڑا۔

...... ❀ ......

"بی جی...... کہاں تھیں آپ؟ مجھے یہ بتاؤ یہاں کے لوگ اتنے بے وفا کیوں ہیں؟ ایسے بھولتے ہیں جیسے ہم ہیں ہی نہیں۔" اقبال چچا کی طرف رہتے اس کو دوسرا دن تھا صبح صبح فریحہ کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تھی تو اٹھتے ہی بھاگ کر آئی اور ان سے لپٹ گئی۔ فریحہ' سیما کے ساتھ بیٹھی شاید کسی گمبھیر مسئلے کو ڈسکس کررہی تھیں' کیونکہ سیما کے تاثرات بہت سپاٹ تھے' فریحہ نے گرم جوشی سے اس کو گلے لگالیا۔

"میں یہاں ہی ہوں' تم بتاؤ یہاں کیا کررہی ہو؟" فریحہ اس کو پیار کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"مزے کی بات بتاؤں بی جی' میں سیما چچی اور چچا کو تنگ کرنے کے لیے یہاں آ گئی ہوں۔ زبردستی......" کشش شرارتی نظروں سے سیما کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"نہیں بیٹا ہم تنگ نہیں ہوں گے' فریحہ خالہ مجھے تو

فائدہ ہی ہوا کشش کے آنے کا' ہر وقت اپنے ہی بلے گلہ کیے رکھتی ہے اور کل سے میں نے چائے تک نہیں بنائی۔" سیما اس کی طرف دیکھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی تو فریحہ نے معنی خیز نظروں سے سیما کو دیکھا تو وہ نظریں چرا گئی۔

"جلدی سے فریش ہوکر آجاؤ پھر ناشتا ساتھ میں کریں گے۔" فریحہ' کشش کے کھلے بالوں کو سہلاتی ہوئی بولی تو وہ بھی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے کمرے سے نکلتے میرسب نے تیکھی ناگوار نظروں سے اس کو گھورا تھا۔

"ایک اور ڈراما آ گیا۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ اب اس کو شوخ' چلبلی اور ہنسنے ہنسانے والی لڑکیوں سے چڑ ہوگئی تھی۔ اور اب وہ ان کی ہلکی مذاق و شوخی کو ان کی عادت نہیں گردانتا تھا بلکہ "لغو' فراخانہ اوچھی حرکات" کہہ کر نا گواری سے سر جھٹک دیتا تھا۔ اس لمحہ بھی اچھلتی کودتی کشش اس کے اعصاب پر ناخوشگوار موسم کی طرح سوار تھی۔ چند پل وہاں رک کر بیزاریت سے سر جھٹک کر وہ سیما کی طرف بڑھ رہا تھا کہ کشش کی نظر اس پر پڑی۔ اس لمحے اس نے بھی دیکھا تو کشش کے لبوں پر معصوم سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ جس کا مطلب سلام کرنا تھا لیکن میرسب...... نے اس کی مسکراہٹ کا نجانے کیا مفہوم نکالا جو انتہائی نفرت سے منہ پھیر لیا۔

"اف یہ مسٹر تو بالکل ویسے ہی ہیں...... اب میں کیا کروں......" دوسرے لمحے کشش کی سوچیں پھر انجانی نہج بھٹکنے لگیں۔ نجانے کیوں کشش' جب بھی میرسب کو دیکھتی اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا مستقبل لہرانے لگتا۔ ظالم' صیاد' بہت ساری نفرت اور پھر...... اس نے جھرجھری لی۔

"یا اللہ یہ میں کیا سوچنے لگی ہوں۔" اپنی باغی ہوتی سوچوں کو کوستی ہوئی کشش نے اپنے سر پر خود ہی ایک چپت رسید کی اور تیزی سے واپس کمرے کی طرف بڑھ گئی ناشتے کے لیے دیر ہورہی تھی۔

...... ❀ ......

"او لال دوپٹے والی تیرا نام تو بتا' او کالے کرتے والی تیرا نام تو بتا' نام تو بتا' تیرا نام تو بتا' تم ہی میرے مندر' تم ہی میری پوجا' تم ہی دیوتا ہو......" آج پھر صفی کا ٹیپ ریکارڈر آن تھا اور وہ بنا کسی شرم و جھجک کے گنگنائے جارہا تھا۔

"ارے بھئی یہ کس نے جھوٹی خبر اڑائی تھی کہ "رفیع" اس دنیا سے کوچ کرگیا؟ کوئی جا کر ان کو بتاؤ کہ وہ ہمارے گھر میں سرگشت کررہے ہیں' آؤ اور ان کو لے جاؤ ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔" خیام عالمگیر کے کانوں میں صفی کی آواز پڑی تو وہ قدرے اونچی آواز میں بولے۔

"چچا جان اب آپ شرمندہ کررہے ہیں۔" دوسرے پل وہ راہداری میں لگی کیاریوں کو پھلانگتے خیام کے آنگن میں آ گیا اور ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے ان سے مخاطب ہوا۔

"ویسے برخوردار یہ شوق کہاں سے اپنالیا؟" خیام اخبار کا صفحہ پلٹتے ہوئے ایک نظر اس کی طرف دیکھتے استفسار کررہے تھے۔

"بس چچا جان یوں ہی...... کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ کاش میں بھی ایک سنگر ہوتا تو......"

"آج ہم سب لوگوں سے منہ چھپا رہے ہوتے اور تمہیں...... عالمگیر سرنیم سے عاق کردیتے۔"

"میں تو بھئی صاف مکر جاتی کہ تم میرے بھی کچھ لگتے ہو۔" ہاتھ میں ٹرے اٹھائے ندا اندر داخل ہوئی تو اس کی بات اچک کر شرارت سے بولی تو صفی نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی لیکن وہ اس کی طرف دیکھ ہی کہاں رہی تھی۔

"تم تو اب بھی مکر رہی ہو کہ میں تمہارا کچھ نہیں لگتا......" معنی خیز جملہ' شرارت بھری نظر' خیام کی موجودگی' ندا پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ تو اس نے خشمگیں نظروں سے اس کو گھورا۔

"اپنے لیے چائے کیوں نہیں لائی۔" صفی ٹرے میں رکھا چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا تو خیام نے چونک کر دیکھا تو ان کا قہقہہ بلند ہوا۔ جبکہ ندا منہ بسورتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا بنے گا اس ملک کا' ہر وقت ڈر' خوف' کبھی زلزلے کا' کبھی دہشت گردی کا' نجانے کب ہم پوری طرح آزاد ہوسکیں گے۔" خیام چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے نیوز پیپر ٹیبل پر رکھتے ہوئے تاسف بھرے لہجے میں بولے۔

"چچا جان میں تو کہتا ہوں' ہمیں پاکستان واپس انگریزوں کو دے دینا چاہیے ان سے کہتے ہیں اس کو اپنے ملک کے جیسا بنا کر دو ہمیں۔ ہم سے کچھ نہیں ہونے والا' ہمیں صرف اپنے بینک بیلنس کی فکر ہے۔" صفی چائے کا سپ لیتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟ ہم اپنا پاکستان کیوں دیں کسی اور کو...... تم جیسے لوگ ہی ناں اس دھرتی پر بوجھ ہو' صرف باتیں کرنا آتی ہیں۔" ندا ہاتھ میں چائے کا کپ لیے واپس آئی تو صفی کی بات پر ناگواری سے بولی۔

"میڈم میں سچ کہہ رہا ہوں...... ہمارے لیڈرز پہلے تو کوئی کام کرتے نہیں دوسرے اگر کچھ کرنے کی ٹھان ہی لیں تو عوام ان کو کرنے نہیں دیتی' تنقید اور صرف تنقید...... ہاں یہ صحیح ہے ہم صرف باتیں کرنا جانتے ہیں تو کیوں نہ ہم ان کو اپنا لیڈر بنالیں جو عوام کو قابو کرنا جانتے ہیں جو قانون بنا سکتے ہیں' صرف بنا ہی نہیں بلکہ ان پر عمل بھی کروانا جانتے ہیں۔" صفی اسی تحمل مزاجی سے بولتا اس کو مزید زچ کر گیا۔

"تو خود کو بدلو ناں...... تبدیلی چاہتے ہو لیکن خود کو بدلنا نہیں چاہتے' گھر کا نظام ٹھیک نہ ہو تو کیا اس کو دشمن کے حوالے کردیا جاتا ہے کہ آؤ ہمیں ہمارا گھر ٹھیک کرکے دو؟ ہمارے پاس کیا کچھ نہیں؟ ہمارے پاس دماغ نہیں' سمجھ نہیں' ہماری سب سے بڑی طاقت ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن ہم یہی بھولے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں اپنے گھر کو ان کافروں کے حوالے کردو۔ لعنت ہے ایسی سوچ پر۔" ندا نجانے کیوں اتنی تلخ ہوتی جارہی تھی۔

"یہ لو پانی......" صفی نے گلاس اٹھا کر اس کو دیا' خیام بھی ہکا بکا اس کو دیکھے جارہے تھے۔

"کیا ہوا بیٹا؟" صفی صرف بات ہی تو کر رہا تھا ناں۔" خیام تشویش زدہ نظروں سے اس کو دیکھتے گئے۔

"پاپا آج پاکستان کو صرف باتوں کی ضرورت نہیں ہے...... اور ایسی باتوں کی تو بالکل بھی نہیں ہے' آج پاکستان جس مشکل دور سے گزر رہا ہے' وہاں ہمیں صرف باتوں کی نہیں ہمت اور حوصلے کی بھی ضرورت ہے' اگر ہم کچھ کر نہیں سکتے تو کم از کم ایسی باتیں تو نہ کریں ناں' پاکستان ہمارا گھر ہے پاپا اور ہم اپنا گھر کسی کو دینے کا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ اچھی' پوزیٹو سوچ کے ساتھ اگر ہم اپنے گھر کو سنوارنے کی کوشش کریں گے تو کیوں نہ کامیاب ہوں گے؟" ندا نان اسٹاپ بولتی ان دونوں کو شرمسار کرگئی تھی۔

"تمہاری سوچ بہت اچھی ہے بیٹا بہت ہی اعلیٰ لیکن......"

"پاپا اچھی اور اعلیٰ سوچ کے بعد کسی 'لیکن' کی کوئی گنجائش کہاں رہتی ہے؟" ندا نے ابرو اچکا کر ان دونوں کو باری باری دیکھا۔

"اچھا بابا مجھے معاف کردو' مجھ سے غلطی ہوگئی۔ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں' آئندہ ایسی سوچ آئی تو اس کو جرمانہ بھرنا پڑے گا' آج ابھی اور اسی وقت تمہارے...... آئی مین ہمارے پاکستان کے بارے میں کسی قسم کی بھی نیگیٹو سوچ پر کرفیو لگ رہا ہے۔" صفی دوزانو نیچے بیٹھتا ہاتھ جوڑے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔ لیکن اس کے لہجے سے جھلکتا مسخرہ پن اس کو مزید تپا گیا۔

"اونہہ......" ندا نے اب کے خاموش ہوجانا ہی بہتر سمجھا' ویسے بھی اس وقت وہ کیسی لمبی چوڑی بحث کے موڈ میں نہیں تھی نہ ہی اس کے پاس ٹائم تھا۔ آج سب لوگوں کی دعوت تھی اور وہ صفورا کے ساتھ مل کر کچن میں ان کی ہیلپ کررہی تھی اور صفی بھی اس وقت ڈھٹائی کے موڈ میں تھا تو ابھی اس سے بحث بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہی ہوتا اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تو صفی کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

"کوئی تو بات ہے جو ندا یوں اکھڑے اکھڑے سے انداز کو اپنائے ہوئے ہے۔" صفی کی سوچ ندا کے تلخ کلامی کے گرد ہی گھوم رہی تھی۔

"چچی جان میری کچھ مدد چاہیے کیا؟" خیام کے پاس بیٹھے بیٹھے اب صفی اکتا گیا تھا۔ مسلسل پہلو بدل رہا تھا اور وہاں سے اٹھنے کے لیے پر تول رہا تھا' جیسے ہی خیام اپنے فون کی طرف متوجہ ہوئے صفی نے وہاں سے رفوچکر ہونے میں ایک سیکنڈ بھی نہ لگایا اور تیز تیز قدموں سے چلتا کچن میں جارکا...... اور شریر لہجے میں مصروف سی صفورہ چچی سے مخاطب ہوا۔

"ہاں بیٹا میں نے بریانی دم پر رکھ دی ہے تم ذرا انڈے چھیل کر سلاد بنادو۔" صفورہ بنا دیکھے بنا اس کی بھاری آواز پر غور کیے عجلت میں اس کو بتانے لگی تو اسٹول پر کھڑی ندا نے یکلخت پلٹ کر دیکھا تو صفی ہونقوں کی طرح صفورہ کی پیٹ کو گھورے جارہا تھا۔ ندا کی طرف نظر پڑی تو اس کی مضحکہ خیز مسکان نے اس کو مزید شرمندہ کردیا۔

"چچی جان......" صفی بھی ایک نمبر کا ڈھیٹ تھا زیادہ دیر شرمساری کے خول میں خود کو مقید نہیں رکھتا تھا۔

"چچی جان' میری پیاری چچی جان اتنا کام نہ کیا کریں کہ آپ کے احساسات ہی متاثر ہونے لگیں۔" چاپلوسانہ لہجے میں بولتا وہ دھلی ہوئی گاجر اٹھا کر چبانے لگا تو صفورہ نے ایک دم پلٹ کر دیکھا۔

"صفی تم ہو مجھے لگا اجیہ ہے۔" صفورہ دھیمی مسکان کے ساتھ بولیں۔

"کمال ہے چچی جان آپ کو میری اور اجیہ کی آواز میں کوئی فرق ہی نہیں محسوس ہوتا۔" صفی منہ بسورتے ہوئے روٹھے لہجے میں بولتا ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ تو اس کی اس حرکت پر ندا نے قدرے ناگواری اور کڑے پن سے اس کو دیکھا' اس کی نظروں سے جھانکتی بیزاری اور تلخی صفی کی نظروں سے چھپی نہ رہی۔ وہ مسلسل سوالیہ نظروں سے ندا کو دیکھ رہا تھا' ان کے درمیان آنا فانا پھیلی کشیدگی اور تناؤ کی وجہ کیا ہے؟ ندا کی اس سرد جنگ اور کھینچا تانی کی آخر وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ وہ سمجھ کر بھی نہ سمجھ پا رہا تھا اور ندا...... وہ مسلسل خاموش تھی۔ اس وقت بھی بظاہر کام میں بزی اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی لیکن بے چینی اس کے ہر ایک عضو میں گھر کیے ہوئے تھی۔

"ندا بیٹا! سب چیزیں تیار ہیں تم سلاد بنا کر ریسٹ کرو صبح سے لگی ہوئی ہو۔ میں فریش ہوکر چینج کرلوں۔ صفی بیٹا کچھ چاہیے کیا؟" صفورہ ندا کو کہتی صفی کی طرف پلٹی۔

"نا...... ناں...... نہیں تو......" صفی ندا کے رویے کے بارے میں سوچنے میں اس قدر محو تھا کہ چونک گیا' ندا نے بھی پلٹ کر دیکھا۔

"ندا کوئی ناراضگی ہے کیا؟" صفورہ کے جاتے ہی صفی ندا کے پاس جارکا۔

"ناراضگی وہ کیوں؟ ویسے بھی ناراض ہونے کے لیے کسی بات کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور ہماری تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔" ندا نے اجنبی نظروں سے اس کو دیکھا۔

"وہی تو پوچھ رہا ہوں ناں کہ بات کیوں نہیں ہوئی؟" وہ قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"اب مجھے کیا پتہ...... بس یوں ہی کشش کے آنے سے کچھ بزی دن گزر رہے ہیں ناں تو اس لیے ٹائم اتنا نہیں ہوتا مل بیٹھنے کا۔" ندا اس کی جھنجلاہٹ کو متحیر نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی اور پھر سے کام کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"صرف کشش کے آجانے سے...... کل اگر دو لوگ اور آگئے تو......" اس کے بودے' فرسودہ ایکسکیوز پر صفی چڑ کر بولا تو ندا کندھے اچکا کر رہ گئی۔

"سیدھی بات کرو کہ تم میری شکل نہیں دیکھنا چاہتی' یہ لولے لنگڑے بہانے نہ بناؤ۔" یک دم صفی غصے سے بولتا اس کو حیرت میں چھوڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا اور وہ وہاں کھڑی اس کے بارے میں سوچے جارہی تھی۔

"اونہہ...... جاؤ' مجھے کیا......" دوسرے لمحے وہ سر جھٹک کر ساری پلیٹیں ڈائننگ ٹیبل پر رکھ کر کچن سے نکل

گئی۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ خود بھی اپنے رویے کے بدل جانے کی وجہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اپنے غصے اور دن بدن بڑھتی جھنجلاہٹ کو کوئی بھی نام نہ دے پا رہی تھی۔ اپنی سوچوں کے گرداب میں پھنسی وہ اپنے روم میں آ گئی اور دروازہ لاک کرلیا۔

......❀......

"نہیں یہ قطعی ممکن نہیں ہے اور پلیز مما یہ دوبارہ نہ سوچیے گا۔"

"لیکن بیٹا...... یہ بھی تو سوچو کہ......"

"نہیں مما پلیز آپ مجھے مجبور نہ کریں میں آپ کی بات نہیں مان سکتا۔" کمرے کے وسط میں کھڑا وہ قدرے جھنجلا کر بولا۔

"دیکھو بیٹا ایک بات ہم نے تمہاری مانی اب تمہیں ہماری بات ماننی پڑے گی پھر اس کے بعد جو مرضی ہو کرنا۔" اب کی بار اقبال نے مداخلت کی۔

"پھر اس کے بعد جو مرضی کی گنجائش ہی کہاں رہ جائے گی؟" وہ ناگواری سے بولا تو اقبال نے سیما کو دیکھا۔

"میر سب بیٹا ایک بار سوچ تو لو......" سیما پھر بولی۔

"مما پلیز...... میں نے نہیں سوچنا اس بارے میں۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتی یہ بات آپ دونوں کے مائنڈ میں آئی کیسے؟ حد ہوتی ہے مما جس چیز سے میں نے چھٹکارا پایا آپ دوبارہ وہی میرے متھے ڈال دینا چاہتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں سوچوں۔" میر سب ان دونوں کو دیکھتے ہوئے اکتائے ہوئے تلخ لہجے میں ان سے پوچھ رہا تھا۔

"بیٹا ہم تمہارا بھلا ہی چاہتے ہیں اور گرنے کے ڈر سے کوئی چلنا تو نہیں چھوڑ دیتا۔" فریحہ سکندر کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے یکدم پلٹ کر ان کو دیکھا۔

"جن راستوں پر کانٹوں کے سوا کچھ نہ ہو وہاں بار بار قدم نہیں رکھے جاتے بی جی پلیز آپ لوگ مجھے مجبور نہ کریں۔"

"زندگی کا تو ہر راستہ مشکلوں اور آزمائشوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے یہاں تو قدم قدم پر مصیبتوں کا جال بچھا ہوتا ہے کس کس رستے کو چھوڑو گے؟" فریحہ اس کو بازو سے پکڑ کر صوفہ پر بٹھاتی ہوئی رسان سے بولی تو وہ لب بھینچ کر ان کو دیکھتا رہ گیا۔

"رستوں پر بچھے کانٹوں کو ہٹایا جاتا ہے بیٹا کانٹے دار جھاڑیوں کو کاٹ کر رستے کو ہموار کیا جاتا ہے کانٹوں کی چبھن کے ڈر سے کیا ہم پھولوں کے پاس جانا چھوڑ دیتے ہیں؟" فریحہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی اس سے استفسار کر رہی تھی۔

"جب دو انسانوں کی نیچر ایک جیسی ہو تو پہلا انسان ہو یا دوسرا کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ ان کی طرف دیکھے بنا تلخی سے بولا تو فریحہ نے سیما اور اقبال کو سوالیہ نظروں سے دیکھا لیکن ان کے چہروں پر مایوسی ناامیدی اور یاسیت بھرے تاثرات اس قدر واضح تھے کہ فریحہ کی سوچ کی گرہیں مزید مضبوط ہو گئیں۔

"میر سب بیٹا کوئی بھی تمہیں فورس نہیں کر رہا نہ ہی یہ رشتے زبردستی کے ہوتے ہیں تمہیں اپنے ماں باپ پر بھروسہ کرنا چاہیے ایک قدم پر ٹھوکر لگے تو دوسرے قدم پر خود بخود ہی ہزاروں سوچیں ساتھ ابھرتی ہیں ہم قدم ہوتی ہیں تم صحیح سوچ رہے ہو تمہارے اندیشے غلط نہیں ہیں لیکن ایک نیچر کے دو انسانوں کے دل بھی ایک جیسے ہوں یہ بھی تو ضروری نہیں ہوتا؟" فریحہ میر سب کو دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے نظریں غیر مرئی نقطے پر جمائے کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

"مجھے سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔" اس کو خود اپنی آواز اجنبی لگی۔

"کتنا وقت؟" سیما کی آواز پر اس نے اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا اور دونوں ہاتھوں سے بالوں کو پیچھے کرتا گہرا سانس لیا۔

"چھ مہینے۔" باری باری ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے میر سب بولا۔

"چھ مہینے؟ نہیں بیٹا دو دن کا ٹائم ہے تمہارے پاس۔ سوچ کر بتاؤ۔" فریحہ بولی تو میر سب کی نظریں ان پر جم گئیں۔

"جب آپ لوگوں نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو مجھے اس طرح رگیدنے کا کیا مطلب ہے پھر؟" میر سب تلخی سے بولتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں بیٹا ایسی بات نہیں ہے۔" کب سے خاموش بیٹھے اقبال صاحب کے لب ہلے۔

"ٹھیک ہے میں جلد ہی سوچ کر بتا دوں گا۔" بے اعتبار نظروں سے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا تو ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا لیکن بولنے کے لیے کسی کے پاس ایک لفظ بھی نہ تھا۔

......❀......

"بھری دنیا میں آخر دل کو سمجھانے کہاں جائیں
محبت ہو گئی جن کو...... وہ دیوانے کہاں جائیں
لگے ہیں شمع پر پہرے زمانے کی نگاہوں کے
زمانے کی نگاہوں کے......"

کشش جب سے پاکستان آئی تھی کبھی کہیں دعوتیں تو کبھی کہیں...... لیکن آج خیام اور صفورہ نے پکا ارادہ کیا تھا کہ سب کی دعوت ان کے ہاں ہوگی وہ اسی تیاری میں صبح سے مصروف تھیں اور ابھی کھانا کھا کر سب ہال میں جمع تھے۔ صفی سب کے پرزور اصرار پر اپنی آواز میں ایک دل سوز غزل سنا رہا تھا۔ اس لمحے اس کی آواز کا جادو اتنا پر اثر تھا کہ سب لوگ پلک جھپکے بنا اس کو سن رہے تھے۔

جنہیں جلنے کی حسرت ہے وہ پروانے کہاں جائیں
محبت ہو گئی جن کو وہ دیوانے کہاں جائیں......
بھری دنیا میں آخر دل کو سمجھانے کہاں جائیں
سنانا بھی جنہیں مشکل چھپانا بھی جنہیں مشکل
سنانا بھی جنہیں مشکل چھپانا بھی جنہیں مشکل......
ذرا تو ہی بتا اے دل وہ افسانے کہاں جائیں
محبت ہو گئی جن کو وہ دیوانے کہاں جائیں

لہجے کی گھمبیرتا اور لفظوں کی معنی خیزی پر سب کے لیے پیس میں ٹرائفل ڈالتی ندا نے چونک کر اس کو دیکھا تو اس کی نظریں اسی پر جمی تھیں ندا کے چہرے پر پھیلی الجھن اور تذبذب نے صفی کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دی۔

"نظر میں الجھنیں دل میں ہے عالم بیقراری کا
نظر میں الجھنیں دل میں ہے عالم بیقراری کا
ہے عالم بیقراری کا......"

صفی نے داہنی آنکھ کا کونا دبایا تو ندا نے شپٹا کر ادھر ادھر دیکھا اور دوبارہ ٹرائفل کی طرف متوجہ ہو گئی لیکن دھڑکنوں میں پھیلے انتشار نے ایک بار پھر اس کو مضطرب کر دیا تھا۔

"واہ...... واہ...... چل کزن اٹھ جا اور اب لگ جا لائن میں......" سب نے تالیاں بجا کر داد دی۔ تو کشش جو ندا کی ہیلپ میں لگی ہوئی تھی ٹرائفل کی پلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پرجوش انداز میں بولی تو صفی کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھا۔

"اف او...... وہ کل میں نے بائی چانس نیوز سن لی تو وہاں لڑکوں کی ایک لمبی لائن لگی تھی جو شاید کسی سنگنگ کمپٹیشن میں انٹری مارنے کے لیے وہاں آئے ہوئے تھے۔" کشش نے اب لگ جا لائن میں کی ڈیفینیشن دی تو صفی نے کڑے تیوروں سے اس کو گھورا تو وہ ہنستی چلی گئی۔ کونے میں چپ چاپ بیٹھے موبائل پر کینڈی کرش کھیلتے میر سب نے اس کی ہنسی کو بڑی گہری نظروں سے دیکھا تھا لیکن دوسرے پل نظریں واپس سکرین پر جما دیں۔ جبکہ ایک دل ایسا بھی تھا جس نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔

"ایک گلاس ٹھنڈا پانی بھی لے آؤ۔" کشش سب کو باری باری ٹرائفل کی پلیٹس تھما رہی تھی میر سب نے اپنی پلیٹ پکڑی اور تحکم بھرے لہجے میں بنا اس کی طرف دیکھے بولا تو اس کے اس سپاٹ انداز پر صرف کشش نے ہی نہیں باقی سب نے بھی ایک نظر اس کو دیکھا تھا۔

"اوکے باس۔" کشش اسی انداز میں بولی تو صفی کی

معنی خیز آہم پر کشش بھی ہنسنے لگی۔ جبکہ میرسب کے ساتھ ساتھ دو اور آنکھوں میں بھی شک کی شمعیں روشن ہونے لگی۔ میرسب نے تو سر جھٹک دیا لیکن ان دو آنکھوں میں پھیلے شک نے اس دل کو متزلزل سوچوں سے بھر دیا تھا۔ صفی کی زیرک نگاہوں نے اس اضطراب کو منٹوں میں جانچ لیا تھا اس نے ایک گہرا سانس لیا اور ایک سوچ نے اس کو تقویت بخشی تو دلکش مسکراہٹ کے ساتھ وہ وہاں سے اٹھا تو ان نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

''پانی کیا کنوئیں سے بھرنا تھا؟'' کشش کچن میں کھڑی صفی کے ساتھ نجانے کون سے راز و نیاز کر رہی تھی میرسب نے پانی لانے کو بولا ہے اس کے دماغ سے ہی نکل گیا۔

''او مائی گاڈ...... آئی ایم رئیلی سوری...... وہ میں بھول گئی۔'' کشش نے یک دم گلاس اٹھا کر کولر سے بھرنے لگی۔ میرسب کو دیکھتے ہی نہ جانے کیوں وہ بوکھلا جاتی تھی۔

''نو تھینکس اب پیاس نہیں رہی۔'' کشش نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا تو وہ بے تاثر لہجے میں بولتا واپس پلٹ گیا۔

''اف یار یہ کیا چیز ہے۔'' گلاس واپس رکھتے ہوئے رکا سانس خارج کرتے ہوئے کشش بولی اسی لمحے ندا بھی کچن میں داخل ہوئی تو صفی کو وہاں دیکھ کر ٹھٹکی۔

''چیز جو بھی ہے ویسے ایک بات ہے۔'' ندا کے ٹھٹکنے کو دونوں نے نوٹ کیا صفی شرارت سے بولا۔

''کیا؟'' کشش میرسب کے بی ہیور پر حیران ہو رہی تھی اور ندا کی خاموشی پر الجھ رہی تھی۔ جبکہ صفی کے چہرے پر پھیلی معنی خیز مسکان نے ان دونوں کو چونکا دیا تھا۔

''یہ چیز جو بھی ہے ناں تمہارے آئیڈیل سے کافی میچ ہو رہی ہے...... ہے ناں ندا؟'' صفی شریر لہجے میں بولتا ندا کو انوالو کرنے لگا تو ندا نے حیرت سے اس کو دیکھا جبکہ کشش کے تاثرات نا سمجھی والے تھے۔

''کیا مطلب......؟'' کشش اچنبھے سے بولی۔

''مطلب...... ندا پلیز ذرا اس کو مطلب سمجھانا۔'' صفی مکمل طور پر ندا کی طرف متوجہ ہوا۔

''ہم...... مجھے کیا پتہ کیا مطلب ہے۔'' ندا کترا کر ٹرے میں رکھی پلیٹیں ٹیبل پر رکھنے لگی۔

''مطلب یہ مائی سویٹ کزن کہ یہ جو مسٹر میرسب صاحب ہیں ناں ان کا نک نیم ''سڑیل'' ہے اور یہ اتنی جلدی کسی سے ایمپریس بھی نہیں ہوتے تم بھی تو پچھلی طرح ''سڑیل'' سے بندے کی منتظر ہو ناں؟ تو کیوں نہ قسمت آزمائی کی جائے؟'' صفی ہنستے ہوئے شرارت سے بولا تو ندا نے چونک کر اس کو دیکھا۔

''اف توبہ نو تھینکس تم اپنا آئیڈیا اپنے پاس رکھو۔ یہ تو چند پل نہیں برداشت ہوتا۔'' کشش نے پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بے پروائی سے سوچے سمجھے بغیر میرسب کے بارے میں کہا۔

''اور خبردار جو نیکسٹ ٹائم تم نے میرے آئیڈیل کے لیے کوئی بھی غلط ورڈ یوز کیا تو۔'' دوسرے لمحے کشش نے ''سڑیل'' لفظ پر غور کیا تو صفی کو وارن کرنے لگی جبکہ وہ ہنستا چلا گیا۔

''ویسے یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔ پہلے آئیے پہلے پائیے اور بعد میں نہ پچھتائیے۔'' صفی مسلسل اس کو زچ کیے جا رہا تھا۔

''تم پہلے خود تو پالو پھر مجھے مشورہ دینا۔'' کشش معنی خیز نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

''میں تو پا ہی لوں گا۔ یہ تو دو منٹ کا کام ہے۔'' صفی کا قہقہہ ندا کو عجیب سا لگا۔ ''لیکن مجھے تمہاری فکر بھی ہے ناں۔''

''میری فکر نہ کرو بس اپنے کام سنوارو روز نہ دیر نہ ہو جائے کہیں دیر نہ ہو جائے۔'' کشش گنگناتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گئی جبکہ ندا ہونقوں کی طرح کھڑی ان دونوں کو دیکھے جا رہی تھی۔ اور کچھ سمجھنے کی کوشش میں مسلسل سر ہاں نا میں ہلا رہی تھی۔ کشش کے جاتے ہی صفی نے ندا کو دیکھا۔

کے رستے میں آ کھڑا ہوا تو ندا نے متعجب نظروں سے اس کو دیکھا۔

''ویسے ایک بات ہے ندا میں نے نوٹ کیا ہے پچھلے چند ہفتوں سے تمہارا رنگ کافی کالا کالا سا ہو رہا ہے۔'' آنکھوں میں شرارت لیے بظاہر سنجیدہ لہجے میں نظریں اس پر جمائے صفی بولا۔

''جیسی بھی ہوں اچھی ہوں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔'' وہ رخ موڑ کر بولی۔

''جیسی بھی ہو اچھی لگتی ہو اسی لیے تو فکر ہو رہی ہے ناں۔'' وہ زیر لب بڑبڑایا تو ندا یک لخت پلٹی وہ سر کھجانے لگا۔

''اتنا نہ جلا کرو کہ کالی ہو جاؤ کہ بہت اچھی لگنے لگو۔ میرا دل بہت نازک ہے ویسے تم جو سمجھ کر کالی ہوئی جا رہی ہو ناں وہ صرف ایک مس انڈر اسٹینڈنگ ہے۔'' دو قدم کا فاصلہ مٹاتے ہوئے وہ اس کے پاس کھڑا گھمبیر لہجے میں اس کو حیرتوں کے سمندر میں دھکیلتا چلا گیا۔

''آں......'' ندا کی تو قوت گویائی ہی سلب ہو چکی تھی۔

''سچ کہہ رہا ہوں...... تم بھی سچ بولو جل رہی تھی ناں؟'' مسکراہٹ دباتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا تھا۔

''ہم...... میں بھلا کیوں جلوں گی؟'' وہ اس کی قربت سے پزل ہو رہی تھی ہاتھ کی مدد سے اس کو پیچھے دھکیلا تو یک دم صفی نے اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''صفی...... یہ کیا بدتمیزی ہے چھوڑو میرا ہاتھ......'' اس کے پرزور لمس نے اس کی دھڑکنوں کو اتھل پتھل کرنا شروع کر دیا تو اپنے تاثرات چھپاتے وہ قدرے سخت لہجے میں بولی۔

''بدتمیزی کون سی بدتمیزی؟ ارے ہم پیار کرنے والے تو بدتمیز نہیں۔'' صفی مزید قریب ہوتا ہوا بولا۔ اس کے بدلتے تیور اور موقع کے گانوں سے ندا عاجز آ چکی تھی۔

''صفی......!'' وہ اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔

ایک ہاتھ میں ہو جاتے ارمان تمہارے ٹھنڈے۔'' کشش کی انٹری پر ندا نے یک دم اپنا ہاتھ کھینچا اور باہر نکل گئی۔

''بہت بری ہو کزن ابھی اس نے نظریں جھکائی تھیں ابھی ہی اقرار بھی کرتی...... ہمیشہ غلط ٹائم پر نازل ہوتی ہو۔'' کشش کی شرارت پر صفی بدمزہ ہوا تھا۔

''ویسے کزن اس نے نظریں جھکائی نہیں اٹھائی تھیں۔'' کشش ہنستے ہوئے بولی تو صفی کے فلک شگاف قہقہے پر اپنے کمرے کی طرف بڑھتی ندا نے پلٹ کر دیکھا تو اس کے چہرے پر بہت دلکش آسودہ مسکراہٹ بکھر گئی مطمئن دل کے ساتھ قدم اٹھاتی وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ لیکن یک دم ہی دل میں ایک انجانا سا دوسا ابھرا اور پھر بیزار ہو گئی۔

❀

بلال اور آنسہ کی اچانک آمد نے عالمگیر پیلس میں ہلچل مچا دی تھی۔ کسی کو یقین نہ آ رہا تھا کہ ان دونوں نے اپنی آمد کو راز رکھا ہوا تھا۔ سب سے زیادہ خوش کشش تھی۔

''بھئی ہمارا تو سرپرائز کا کوئی پروگرام نہیں تھا یہ تو میرسب کا آئیڈیا تھا کہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ایک تو فلائٹ کا ٹائم ایسا تھا کہ آدھی رات کو سب کی نیند خراب ہو جاتی دوسرا ہمیں بھی میرسب کا آئیڈیا پسند آیا کہ اچانک وارد ہو کر سب کو چونکا دیتے ہیں۔'' بلال سب کے درمیان بیٹھے اپنے سرپرائز کی وضاحت دے رہے تھے تو میرسب کے نام پر بہت سی نظریں اس کی طرف اٹھیں جو چہرے پر دھیمی مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا۔

''واہ بڑی بات ہے یہ بندہ مسکرانا بھی جانتا ہے۔'' بلال کے ساتھ بیٹھی کشش کی نظریں بھی میرسب کی طرف اٹھی تھیں۔ اتنی نظروں کو اپنی طرف دیکھتے پا کر میرسب نے لب بھینچ لیے تو کشش نے بھی نظروں کا زاویہ بدلا اور گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی لیکن سوچوں کے حصار میں میرسب کی ذات ہی تھی وہ اس کے لیے اپنی فیلنگز کو سمجھ نہیں پا رہی تھی ان کشمکش میں اس خواب کا بھی

عمل دخل تھا' اس کا آئیڈیل اور میرسب...... کا کیا تعلق ہے؟ یہ اس کے لیے پہیلی تھی جس کو جب جب اس نے سلجھانے کی کوشش کی مزید الجھن کا شکار ہوئی' اس کے دل میں میرسب کے لیے اس طرح کی فیلنگز نہیں تھیں لیکن اس کے اندر بہت گہرائی میں میرسب کے حوالے سے کچھ ایسا تھا جو اس کو چونکانے لگا تھا' کچھ ایسا تھا جو سامنے نہیں آرہا تھا' جو اس کو "ہاں اور نا" کے دوراہے پر کھڑا کررہا تھا۔

"بلال بھائی کیا پروگرام ہے' پہلے چائے پئیں گے یا کھانا کھائیں گے؟" آمنہ کمرے میں داخل ہوئی اور بلال کو مخاطب کرکے پوچھا۔

"پہلے چائے پئیں گے اور وہ بھی اپنی بیٹی کے ہاتھوں کی۔" بلال' کشش کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو کشش نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"اٹ مینز پاپا' آپ یہاں صرف میرے ہاتھ کی چائے پینے آئے ہیں' مجھے مس نہیں کیا؟" کشش ان کی طرف دیکھتی منہ بسورتی ہوئی لاڈ بھرے لہجے میں ان سے پوچھنے لگی۔

"نہیں بیٹا' آپ کو ہی مس کیا' چائے کا تو بس بہانہ ہے۔" بلال ہنستے ہوئے بولے۔

"اور سنائیں بھابی سب خیریت ہے ناں؟ اور یہ حویلی میں دیوار کیسی ہے؟" مصنوعی جلے بھنے انداز میں کہتے ہوئے آنسہ' سیما کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

"کوئی ناراضگی نہیں بھابی بس یہ ضروری لگی تو......" سیما سر جھکائے مدھم لہجے میں بولی تو میرسب نے لب بھینچ کر خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا۔

"مما میں چائے بنا لاتی ہوں۔ سب پئیں گے ناں؟" کشش اٹھ کھڑی ہوئی اور باآواز بلند سب سے پوچھنے لگی۔

"ہاں...... ہاں سب پئیں گے۔" آمنہ نے جواب دیا اور آنسہ اور سیما کے پاس خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔ کشش نے سوالیہ نظروں سے میرسب کو دیکھا لیکن وہ متوجہ نہ تھا تو چند پل وہاں کھڑے رہنے کے بعد کشش کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"چچی جان سحرش کہاں ہے؟" دروازے میں کھڑی کشش سیما سے پوچھنے لگی۔

"کپڑے پریس کررہی ہے۔" سیما دھیمی آواز میں بولیں تو وہ سر اثبات میں ہلا کر باہر نکل گئی۔

"سب خیریت ہے ناں اقبال بھائی! یہ دیوار کہیں کسی رنجش کا نتیجہ تو نہیں؟" آنسہ' اقبال کی طرف دیکھتے ہوئے ان سے استفسار کررہی تھیں۔

"نن...... نہیں بھابی ایسی کوئی بات نہیں۔" اقبال سر جھکائے شرمندہ سے بولے۔

"اگر ایسی کوئی بات نہیں ناں تو پھر کل ہی اس دیوار کو گرا دیں۔" بلال تحکم بھرے لہجے میں میرسب کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"کیا خیال ہے میرسب بیٹا؟"

"جی تایا جی جیسا آپ ٹھیک سمجھیں۔" میرسب' اقبال اور سیما کے شرمندہ انداز پر ندامتوں میں گرتے ہوئے بولا۔

"ویری گڈ بیٹا' آپ سے اسی فرمانبرداری کی توقع تھی ویسے ایک بات ہے۔" بلال' اقبال' سیما' آمنہ اور آنسہ کو دیکھتے ہوئے شگفتہ انداز میں بولے تو سب نے سوالیہ نظروں سے ان کو دیکھا۔

"ہمارے بچے ناں ہم سے زیادہ سمجھداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ کشش نے یہاں آتے ہی محسوس کرلیا کہ یہ دیوار یہاں نہیں ہونی چاہیے اور میرسب نے اس کو ہٹا دینے کا کہہ کر اپنی سمجھداری کا ثبوت دیا ہے۔" بلال جوش سے بولتے یہ بھی بھول گئے کہ آنسہ نے ان کو منع کیا تھا کہ کشش کا نام نہ لیں کہ وہ ان کو یہاں کے حالات بتاتی رہتی ہے لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا' کسی اور نے تو نوٹ نہیں کیا لیکن کشش کے نام پر میرسب کے ماتھے پر بل ضرور پڑ گئے تھے' وہ سب اپنی باتوں میں مصروف ہوگئے تو میرسب چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔ اپنے پورشن کی طرف بڑھتے دماغ میں آئی ترکیب پر

اک آسودہ سی مسکراہٹ سجائے تھی۔

......❀......

چائے کا پانی کھول رہا تھا اور ابلتے بلبلوں پر نظریں جمائے وہ گہری سوچوں میں گم تھی اور اس کی سوچوں کا محور کون تھا وہ بے خبر تھی' لیکن کچھ تھا جو اس کی بے چینی میں اضافہ کررہا تھا' کچھ تھا جو اس کی سوچوں کے رخ موڑ رہا تھا' کیا اس کی تصوراتی دنیا میں تراشا ہوا پتھر دل حقیقت میں میرسب کے روپ میں سامنے آیا ہے' جس کی نفرت اس کے لیے چیلنج ہے؟ جس نے اس کی سوچوں کو متزلزل کیا ہے' کیا وہ میرسب ہے؟ اس نے اپنے دل کو ٹٹولا' وہاں جذبوں کی ٹھنڈی' میٹھی' دلکش پھوار تھی' نہ ہی قوس قزاح کے رنگ...... وہاں تو صرف اضطراب تھا' بے چینی تھی' انجانی کھوج تھی' لیکن اس سب میں میرسب کہاں فٹ ہوتا؟ اس کو سامنے پاکر شناسائی کا احساس کیوں ہوتا ہے' کیوں ایسا لگنے لگا ہے کہ اس خواب کا کوئی مقصد تھا' کیا میرسب اس چیلنج کا حصہ ہے' کیا میری اس انجانی محبت میں اتنی طاقت ہوگی کہ وہ کسی نفرت کا مقابلہ کرکے فتح قرار پاسکے؟ لاتعداد سوال اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے جارہے تھے اور وہ وہاں کھڑی سوچوں میں گھیری ہوئی تھی۔

"جب چائے بن جائے تو......" بھاری مردانہ آواز پر کشش چونکی تھی' میرسب دروازے میں کھڑا نظریں اسی پر گاڑے نجانے کب سے وہاں براجمان تھا۔

"تو میری بات سن لینا میں باہر لان میں ہوں۔"

"آں...... ج...... جی؟" پتہ نہیں اس نے واقعی ہی سنا نہیں تھا یا حیرت اتنی تھی کہ سمجھ نہ سکی۔

"جب چائے بنالو تو میری بات سن لینا' میں باہر لان میں...... انتظار کررہا ہوں۔" میرسب ایک ایک لفظ کو چبا کر بولا تو وہ سر اثبات میں ہلا کر چائے کی طرف متوجہ ہوئی' اس پر ایک کڑی نظر ڈال کر وہ وہاں سے چلا گیا۔

"میرسب نے مجھ سے کیا بات کرنی ہوگی؟" وہ زیر لب بڑبڑائی...... سب کو ہال میں چائے سرو کرکے اب وہ لان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جوں جوں وہ آگے بڑھ رہی تھی اس کی الجھنوں میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔

"آ...... آپ نے مجھے کیوں بلایا؟" اس کی طرف پشت کیے وہ فون پر کسی سے محو گفتگو تھا' اس کی آہٹ پاکر بھی وہ نہ پلٹا تو کشش نے بالآخر خود ہی اس کو متوجہ کیا۔

"لو کے بعد میں کال کرتا ہوں۔ اللہ حافظ۔" وہ ایڑیوں کے بل گھوما' ایک نظر اس کو دیکھا اور فون بند کردیا۔

"آپ نے کیا بات کرنی تھی؟" وہ شاید الفاظ ترتیب دے رہا تھا' اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بہت واضح تھے۔

"دیکھیں کشش...... آپ مجھے جانتی ہیں اور نہ ہی میں آپ کو' ہمارا تعلق بہت سرسری سا رہا ہے' اگر کہا جائے کہ ہم صرف ناموں کی حد تک ایک دوسرے کو جانتے ہیں تو قطعی غلط نہ ہوگا۔" میرسب نے تلے الفاظ میں بول رہا تھا اور کشش اس کے لہجے میں الجھی لاتعداد سوالوں کے جواب ڈھونڈنے کی کوشش میں نظریں اس پر جمائے سن رہی تھی۔ نجانے کیوں ایک بار پھر اس نے اپنے آپ کو سمندر کی لہروں میں بھیگتے ہوئے محسوس کیا تھا۔

"میرے دوستوں کی لسٹ بہت محدود ہے' میں کسی سے فری نہیں ہوتا' میری نیچر ہی ایسی ہے۔" کشش ابھی تک الجھن کا شکار تھی سمجھ نہ پارہی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

"ہاں مجھے کچھ کچھ اندازہ ہے کہ آپ الگ نیچر کے بندے ہیں اور جلدی فری نہیں ہوتے۔" اس کے خاموش ہونے پر کشش نے کہا تو میرسب نے ایک نظر اس کو دیکھا' اس لمحے وہ کوئی لاابالی' شوخ' شریر' الہڑ سی کشش نہیں ایک سنجیدہ اور سمجھدار لڑکی لگ رہی تھی۔

"کشش آپ اس رشتے سے انکار کرسکتی ہیں؟" مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے میرسب نے دوٹوک الفاظ میں اس کو وہاں بلانے کا مدعا بیان کیا۔

"تم میرے لیے اتنی ہی ضروری ہو جتنی کے میری سانسیں...... ایک پل کو مجھے لگا...... یہ زندگی ختم ہورہی ہے۔" لہروں کے بے تحاشا شور کے ساتھ گھمبیر' فسوں خیز

لہجہ ایک بار پھر اس نے چاروں طرف توجہ لگا۔ ... اس نے متعجب نظروں سے اس کو دیکھا' اس کی بات پر کشش کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

''کک...... کیا مطلب؟'' دھک دھک کرتی دھڑکنوں کو ڈپٹتے ہوئے وہ بمشکل پوچھ پائی۔

''مطلب مجھے نہیں پتہ بس پلیز آپ انکار کردیں۔'' وہ انتہائی بے بسی سے مضطرب لہجے میں جھنجلا کر بولا۔

''ایک پل کو مجھے لگا...... یہ زندگی ختم ہورہی ہے......''

کشش کے کانوں میں اس سرگوشی نے پھر رس گھولا' تو خود بخود ہی اس کی پلکیں جھک گئیں۔

''میں یہ کسی سے نہیں کہہ سکتا تھا اس لیے مجھے آپ کا سہارا لینا پڑا' کیا میں امید رکھوں کہ آپ ایسا کریں گی؟'' میرسب بہت پر امید نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''مجھے انعام میں کیا ملے گا پھر؟'' مدھم مسکان کے ساتھ کشش شوخ لہجے میں بولی۔

''آپ نے ایسا کردیا تو منہ مانگا انعام۔'' میرسب بنا سوچے وعدہ کر بیٹھا۔

''پکا پراس؟'' کشش نے بے ساختہ اپنا ہاتھ آگے کیا تو میرسب نے چونک کر اس کے شوخ انداز کو دیکھا۔ لمحہ بھر کو اس کے ماتھے پر ناگوار شکنیں ابھری لیکن دوسرے پل اس نے خود کو نارمل کرکے کشش کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا۔

''تھینک یو سو مچ کشش! آپ نے میری بہت بڑی پریشانی دور کردی۔'' میرسب مطمئن انداز میں بولا۔

''ویسے آپ کو اتنا تھینکس کہنے کی ضرورت نہیں۔'' کشش بے پروا انداز میں بولی اور جھک کر گھاس کو نوچ کر مٹھی میں بھر کر کھڑی ہوئی تو میرسب نے حیرت سے اس کی اس حرکت کو دیکھا۔

''میں نے پہلے ہی انکار کردیا تھا۔'' مٹھی میں بھری گھاس کو ہوا میں اچھالتے ہوئے اس نے انکشاف کیا تو اپنے سر پر پڑتے گھاس کے تنکے جھاڑتے ہوئے میرسب نے چونک کر اس پاس کی گرل کو دیکھا۔

''ریئلی......؟'' میرسب کی حیرت ساتویں آسمان کو چھونے لگی تھی۔

''جی بالکل......'' نجانے کیوں وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی' میرسب کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

''تو آپ کے انکار کا رزلٹ کیا نکلا۔'' میرسب ٹٹولتی نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''انکار کا رزلٹ ایک بڑا سا ''کراس''۔'' کشش نے ہنستے ہوئے ہوا میں کراس کا نشان بنایا تو میرسب کے چہرے پر ابھرنے والی مسکراہٹ بہت بے ساختہ تھی۔

''پھر بھی تھینکس! آپ جاؤ کسی نے دیکھ لیا تو...... شاید آپ ایزی نہ فیل کریں۔'' یہ وقت شاید پل پل چونکنے کا تھا۔ ایک بار پھر کشش نے وہی فکر اور وہی محبت اس کے لہجے میں محسوس کی تو اس کی پلکوں پر منوں بوجھ آ گرا' دل اس کی محبت کی آنچ میں سلگنے لگا۔

''میرسب بھا......'' وہ وہیں کھڑی سوچوں میں گم تھی۔ یہ خواب کی تعبیر ہے کیا؟ کیا میرسب ہی وہ ہے' جس کے لیے مجھے اپنی محبتوں کو آزمانا ہے؟ لیکن یہ تو...... جا رہا ہے...... میرسب اس کو خیالوں میں گم دیکھ کر اس سے پہلے وہاں سے چل پڑا' تو کشش نے اسے آواز دی تو ''بھائی'' کہتے کہتے لب بھینچ لیے۔

''پہلی بار میں نے آپ کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے' کیپ سمائلنگ آل ویز......'' کشش معصوم سے انداز میں اس کو کہہ رہی تھی تو وہ سر اثبات میں ہلا کر آگے بڑھ گیا اور کشش کے خوابوں' سوچوں اور محبتوں کے در وا ہوتے چلے گئے۔ ایک بار پھر وہ اس خواب میں جا کھڑی ہوئی' آنکھوں کو میچے وہ خود کو بھیگتا ہوا محسوس کررہی تھی۔

......❀......

''بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں۔'' ''دل'' کی بربادی کے آثار نظر آتے ہیں۔''

''اف صفی کبھی تو سیدھی بات کرلیا کرو' ہر وقت گانے...... اور یہ دل نہیں گھر ہے۔''

''دل ہی تو گھر ہے ناں میڈم اور تمہیں کیا پرابلم ہے؟ تنی اچھی تو میری آواز ہے اور سونے پہ سہاگہ سر بھی اتنے اچھی لگ جاتے ہیں کہ......''

''ہاں ہاں کبھی اپنے اس سر کو ہمارے کانوں سے بھی تو سنو۔ پتہ چل جائے گا کتنی اچھی ہے۔''

''ویسے خیریت؟ آج صبح صبح کیا مرچیں چبائی ہیں یا زہر ملی بوٹی پھانک کر آئی ہو؟''

''صبح صبح ماشاءاللہ...... ذرا ایک نظر گھڑی پر ڈالو۔''

''سوا ایک...... آہم جب جاگو وہ صبح ہی ہوتی ہے۔ ب مابدولت سے مزید بحث نہ کی جائے جلدی سے ناشتا حاضر کیا جائے۔ ویسے یہ تم کیا کررہی ہو؟''

دوپہر ہورہی تھی اور صفی ابھی اٹھا تھا' نیند پوری ہوچکی تھی اس لیے صفی شوخ و شنگ آواز میں گنگناتا کچن میں داخل ہوا تھا' آج کشش نے سوچا تھا کہ وہ سب کے لیے سیم چکن بنائے گی۔ اس لیے اس نے ندا کو بھی شامل کرلیا تھا۔ اس وقت چکن کو مصالحہ لگا رہی تھی اور ندا اس کی ہیلپ کررہی تھی۔ صفی کو دیکھتے ہی وہ رخ موڑ گئی' تبھی اس کو دل کی بربادی کے آثار نظر آئے تھے۔

''اچھا کشش تم مصالحہ لگا لو چکن میں' میں کچھ دیر تک آتی ہوں۔'' ندا اس کو مکمل نظر انداز کرتی ہوئی کشش سے بولی اور باہر کی طرف بڑھنے لگی۔ دروازے تک پہنچ کر رکنا پڑا کیونکہ دونوں پٹ پر بازو پھیلائے دروازے کے بیچوں بیچ صفی کھڑا خشمگیں نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔

''میں یہاں ناشتے کے لیے کھڑا ہوں اور تم کہاں جارہی ہو؟''

''یہ ناشتے کا نہیں کھانے کا ٹائم ہے مسٹر۔'' ندا نے ابرو اچکا کر اس کو دیکھا۔

''اوکے پھر کھانا ہی کھلاؤ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔'' وہ مصالحہ جو لہجے میں بولا۔

''میں کیوں کھلاؤں؟'' ندا اس کے تحکم انداز پر تلملا کر رہ گئی۔

''تم کیوں نہ کھلاؤ گی؟'' صفی نے تیز نظروں سے اس کو گھورا۔

''نوکر نہیں ہوں میں۔'' وہ بھی اسی لہجے میں بولی۔

''نوکر ہوتی تو کہتا بھی نہ' چلو شاباش......'' صفی نے پھر تحکمانہ انداز اپنایا۔

''میں تو نہیں کررہی اور ہٹو تم راستے سے۔'' ندا ضدی لہجے میں بولی۔

''کراؤں گی تو تم ہی ورنہ کوئی بھی نہیں۔'' صفی ہٹ دھرمی سے کہتا دونوں ہاتھوں کو جینز کی پاکٹس میں ڈالے سائیڈ پر ہوا اور ایک گہری نظر ندا پر ڈالی اور اس سے پہلے کہ ندا وہاں سے نکلتی صفی پلٹا اور اس کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

''کیا ہوا؟'' ندا وہیں کھڑی اس کے رویے کو سوچے جارہی تھی کہ کشش نے اس کے کندھے کو تھپتھپا کر متوجہ کیا۔

''کک...... کچھ نہیں۔'' لمحہ بھر کو ندا بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی اور لڑکھڑاتی آواز میں بولی اور باہر جانے کے لیے قدم بڑھا دیے۔

''ندا......'' کچن ٹاول سے گیلے ہاتھ خشک کرتی کشش نے اس کو پکارا تھا' اس کے قدم رک گئے لیکن پلٹ کر نہیں دیکھا۔

''کیا بات ہے سب ٹھیک ہے ناں؟'' کشش گھوم کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور متفکرانہ لہجے میں اس سے دریافت کرنے لگی۔

''ہاں...... ہاں سب ٹھیک ہے۔'' ندا پھیکی مسکان ہونٹوں پر سجاتے ہوئے بولی' کشش نے ٹٹولتی نظروں سے اس کو دیکھا۔

''تمہارے اور صفی کے درمیان سب ٹھیک ہے ناں؟'' کشش نے سب ٹھیک ہے ناں کی وضاحت کی تو ندا نے ٹپٹا کر اسے دیکھا۔

''ندا تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہے' جس کی وجہ سے تم صفی کی فیلنگز کو ایکسیپٹ نہیں کرپا رہی ہو۔'' ندا خاموشی سے اس کو دیکھنے لگی دل میں بہت سارے سوال تھے وہ الجھن

کی صورت اس کے چہرے سے عیاں ہو رہے تھے اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی کشش پھر بولی تو ندا بے چینی سے ہاتھ مروڑنے لگی۔

"نن...... نہیں کشش ایسی بات نہیں بس یونہی۔"

"کوئی مسئلہ ہے کیا؟" کشش کے لہجے سے جھانکتے خلوص پر ندا اپنی سوچ پر شرمندہ سی ہو رہی تھی۔

"نہیں کشش کوئی مسئلہ نہیں۔" کشش کا ہاتھ تھام کر وہ دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کو یقین دلانے لگی۔

"ندا تم شاید...... چچا جان اور راجیہ کی بات پر اپ سیٹ ہو۔" کشش نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو ندا نے یک لخت بے ساختہ نظریں چرائیں تو کشش ہنسنے لگی۔

"پگلا رائے کریزی گرل ندا...... ان لوگوں نے جسٹ ایک بات کی تھی؛ جس میں نہ میں شامل تھی نہ ہی صفی...... اور تم تو جانتی ہو ناں صفی جیسا "لنگو" میرا آئیڈیل کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔" کشش نے جھک کر اس کو دیکھا اور شرارت سے بولی تو ندا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہم دوست ہیں پاگل انسان صرف دوست۔ ویسے ہی دوست جیسے تم اور میں ہیں۔ بس صفی کی محبت تمہارے لیے ہے۔ صرف تمہارے لیے اس خاص محبت کا کوئی بھی حصہ دار نہیں ہے اور میں تو بالکل بھی نہیں ہوں۔ صفی میرا ایک پیارا سا دوست ہے یوں مانو ایک بھائی سے کسی طور کم نہیں۔ تم اس خوامخواہ کی غلط فہمی کو دل سے نکالو اور چلو اس کے لیے ناشتا بناؤ اور دے کر آؤ اس کو۔" کشش اس کا دل صاف کرتے ہوئے تحکم آمیز لہجے میں بولی تو ندا کا دل اطمینان سے بھر گیا۔ اس نے گہرا سانس لیا اور محبت بھری نظروں سے کشش کو دیکھا۔ ایک پل میں اس نے خود کو اپنی گھٹیا سوچ کو ہزار بار ملامت کیا جس نے خوامخواہ دل بیزار کر رکھا تھا۔

"ٹھیک ہے ناں...... سب کلیئر ہو گیا؟" کشش نے کھوجتی ہوئی نظروں سے اس کے پُرسوچ چہرے کو دیکھا۔

"ہاں...... تھینک یو کشش اینڈ آئی ایم سوری۔" ندا شرمندہ سی بولی۔

"جاؤ جاؤ معاف کیا۔" کشش شاہانہ انداز میں بولی تو دونوں کھلکھلا کر ہنس دیں۔

"اب ٹائم نہیں ویسٹ کرو جلدی سے صفی کے لیے ناشتا بنا کر دے آؤ صبح سے کچھ نہیں کھایا اس نے بھوکا ہوگا بیچارہ۔ میں سحرش کی طرف جا رہی ہوں ان سب کو شام کی انویٹیشن دینے۔" وہ شرارتی نظروں سے ندا کو دیکھتے ہوئے بولی۔

آج اس کی چال میں کچھ نیا پن تھا ایک جھجک تھی شرم تھی ایک لمحہ کو رک کر اس نے اپنے آپ کو سرزنش کی۔ انجانی سی خوشی سرمستی اور بے قراری کو اتنا obvious ہونے سے روکا لیکن دھڑکنوں نے بھی آج اودھم مچائے رکھنے کی قسم کھا رکھی تھی نٹ کھٹ شرارتی بچے کی طرح آج وہ من مانی پر اتری ہوئی تھیں۔ بالآخر تنگ آ کر اچھل پھل ہوتی دھڑکنوں کو بمشکل سنبھالتے وہ قدم بڑھاتی اقبال چچا کے حصے میں داخل ہو گئی تھی۔

***

کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ خالہ؟ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔" آنسہ انتہائی ناگواری سے فریحہ سکندر کو دیکھتے ہوئے بولی تھیں۔

"کیوں...... کیوں ممکن نہیں ہے کیا برائی ہے اس میں؟" فریحہ سکندر اسی پُرسکون لہجے میں بولی۔

"میں نے کب کہا برائی ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا بلال آپ کیوں نہیں بول رہے؟ آپ اس بارے میں قطعاً نہیں سوچ سکتے بلال۔" آنسہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایسا کیا کہے کہ یہ معاملہ جو آناً فاناً شروع ہوا تھا کسی طور ختم ہو جائے۔ بلال تسلسل سر جھکائے بیٹھے گہری سوچ میں گم تھے۔

"سعید بھائی پلیز......" آنسہ حقیقتاً پریشان ہو رہی تھیں۔

"آنسہ تم ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچ کر تو دیکھو۔" فریحہ دھیمی آواز میں اس کو سمجھانے لگی تھیں۔

"میں کیا سوچوں فریحہ خالہ کیا آپ لوگ اسی لیے

ہمیں پاکستان آنے کا کہہ رہے تھے؟ لیکن یاد رکھنا میں کسی صورت اپنی بیٹی کی شادی ایک طلاق یافتہ مرد کے ساتھ نہیں ہونے دوں گی اس کے ساتھ میری بیٹی کا کوئی جوڑ نہیں اور آپ سب یہ بات کان کھول کر سن لیں اور معاملے کو یہاں ہی ختم کریں۔" آنسہ اچھے خاصے تلخ لہجے میں بولیں تو سب نے ہی اپنی اپنی جگہ پہلو بدلا۔

"دیکھو آنسہ......"

"نہیں سعید بھائی اب بس یہ بات یہیں ختم ہو گئی ہے اب کچھ بھی دیکھنے سننے کی ضرورت نہیں۔"

"آنسہ...... پلیز سن تو لو سعید کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟" بلال آنسہ کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"بھتیجے کی ہی سائیڈ لیں گے ناں اور کیا کہیں گے۔" آنسہ رخ موڑ کر بولی۔

"کشش کو میں نے کبھی اپنی بیٹی سے کم نہیں سمجھا۔ بہر حال جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔" سعید سنجیدگی سے آنسہ اور بلال کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔

"تم لوگ خوامخواہ بدمزگی پیدا کر رہے ہو آنسہ میرا سب گھر کا لڑکا ہے اور نہایت شریف پڑھا لکھا اور سلجھی ہوئی عادات کا مالک ہے جو کچھ بھی ہوا ہماری آنکھوں کے سامنے ہوا اور تم اور بلال بھی اس سب سے بے خبر نہیں تھے۔" بالآخر فریحہ نے مداخلت کی۔

"ایک دم سے فیصلہ سنانے سے بہتر ہے پہلے اچھی طرح جانچ پڑتال کر لو کشش سے پوچھ لو...... اس رشتے میں ہر طرح سے تم لوگوں کا ہی فائدہ ہے اپنی بیٹی نظروں کے سامنے رہے گی ہر بات کا پتہ ہے نہ کوئی اور جھنجٹ نہ کوئی ذمہ داری...... ہر پہلو پر غور کرو۔" فریحہ آنسہ کو دیکھتے ہوئے ان کو بہت سے دوسرے پہلو سے آگاہ کر رہی تھیں۔

"ہم سمجھ رہے ہیں خالہ آپ کی بات یقیناً صحیح ہے نہ ہمیں آپ کے خلوص پر کوئی شک ہے لیکن شاید کشش راضی نہ ہو اس رشتے کے لیے...... اور ہم اپنی بچی کو فورس نہیں کر سکتے۔" آنسہ نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے تھے لیکن اس سے پہلے ہی بلال بول اٹھے تو آنسہ کو مجبوراً چپ رہنا پڑا۔

"میں بھی یہی کہہ رہی ہوں مل بیٹھ کر مشورہ کر لو اس طرح تلخ کلامی سے تو حالات بے قابو ہی ہوتے ہیں ناں۔" فریحہ پُرمسرت لہجے میں بولتی سعید کو دیکھنے لگی جو لب بھینچے نظریں جھکائے بیٹھے تھے۔

"سعید بھائی معاف کر دیں اچانک اتنی بڑی بات نے حواس چھین لیے تھے۔" آنسہ نے اپنے تلخ رویے کی معافی مانگ کر بڑے پن کا ثبوت دے ہی دیا تو بلال مسکراتی نثار ہوتی نظروں سے اس کو دیکھنے لگے آنسہ کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ یہ معاملہ ہی ایسا تھا کہ اس کا تلخ ہو جانا جائز تھا لیکن آنسہ کی اپنے بھائی کے ساتھ بدکلامی پر بھی دل ہی دل میں برہم ہو رہے تھے اور شرمندگی محسوس کر رہے تھے لیکن آنسہ نے معافی مانگ کر ان کے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا تھا۔

"فریحہ خالہ آپ ہی کشش سے بات کر لیں۔" بلال نے فریحہ کو ذمہ داری سونپی تو آنسہ نے چونک کر بلال کو دیکھا جو اس کو نظروں ہی نظروں میں خاموش رہنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

"ٹھیک ہے میں بات کروں گی۔" فریحہ نے ہامی بھری اور یوں کچھ دیر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ان چاروں کی یہ محفل برخاست ہو گئی۔

***

"کشش آپی...... ویلکم بیک!" کشش سحرش کو بلانے گئی تو اس نے گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔

"ویسے آپی آپ کو یاد ہوگا آپ یہاں رہنے کے لیے آئی تھیں ادھر سے اپنا بوریا بستر سمیٹ کر...... یہاں تو کیا آپ تو ہمیں وہاں بھی نظر نہیں آتی۔ ناٹ فیئر آپی۔ تایا جی اور تائی جی کے آنے سے تو آپ ہمیں بھول ہی گئی ہیں۔" سحرش روٹھے لہجے میں اس کے واپس جانے کا گلہ کر رہی تھی۔

"جی نہیں، بھولی نہیں، بھول گئی ہوتی تو ابھی یہاں نہ

آپی، تم زیادہ اوراسمارٹ نہ بنا کرو۔" کشش ہنستے ہوئے اس کے سر پر چپت مارتے ہوئے بولی تو سحرش اپنی چالاکی پکڑے جانے پر کھلکھلا کر ہنس دی۔

"ویسے آج رستہ کیسے بھول گئی؟" سحرش ابھی بھی چالاکی سے باز نہ آئی اور شرارت بھرے انداز میں کشش کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"تم کو رستہ دکھانے کے لیے مجھے یہاں آنا پڑا...... چچی جان کدھر ہیں؟" خشمگیں نظروں سے سحرش کو گھورتے ہوئے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے کشش نے سیما کے متعلق پوچھا۔

"اندر کمرے میں ہیں بیٹے کی خدمت کررہی ہیں۔" سحرش مسکراتے لہجے میں بتایا۔

"ہیں کیا مطلب؟" کشش نے حیرت سے سحرش کی طرف دیکھا۔

"چل کر خود ہی دیکھ لیں۔" سحرش مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تو کشش لمحہ بھر کو ٹھٹکی اور...... نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ چلتی سیما کے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔

"مما دیکھیں آج پھر بڑے بڑے لوگ آئے ہیں۔" سحرش نے کمرے کا دروازہ کھولا اور سیما کو بتانے لگی تو کشش نے خطرناک تیوروں سے اس کو گھورا اور سیما کی طرف بڑھی جو کمرے میں رکھے صوفے پر بیٹھی تھی اور نیچے رکھے بہت سارے کشنز پر میرسب ہاتھ میں آئل کا کپ پکڑے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ صبح سے اس کی طبیعت خراب تھی، سر درد اور بدن ٹوٹ رہا تھا، تو سیما اس کے سر میں آئل کی مالش کررہی تھیں۔ کشش اور سحرش کے آنے پر بھی وہ اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا جبکہ سیما کے ہاتھ لمحہ بھر کو رکے اور شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ انہوں نے کشش کو دیکھا۔ ان کی طرف بڑھتی کشش لمحہ بھر کو جھجکی اور پھر اسی اعتماد سے ان سے ملنے لگی۔ یک لخت میرسب نے ایک نامانوس سے لمس سے چونک کر آنکھیں واکیں، جھکنے سے کشش کے دوپٹے کا پلو میرسب کے چہرے پر آگرا تھا، اس سے پہلے کہ وہ کسی قسم کے ردعمل کا اظہار کرتا کشش نے دوپٹہ کھینچ لیا تھا۔ لیکن میرسب کے بالوں سے بہتی تیل کی دھاریں دوپٹہ پر اپنی نشانی چھوڑ گئی تھی۔ ڈیپ ریڈ شفون کے دوپٹے کے درمیان تیل کے دھبے واضح نظر آرہے تھے۔ جن کو کشش نے دل وجان سے اپنایا تھا، لیکن سیما نے تاسف بھری نظروں سے اس دوپٹے کو دیکھا۔

"بیٹا تم وہاں سے سحرش کا دوپٹہ لے لو یہ میں ابھی دھو دیتی ہوں، پھر نشان پکا ہوگیا تو اتنا خوبصورت دوپٹہ خراب ہوجائے گا۔" میرسب کے بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے سیما کشش سے کہنے لگیں۔

"یہ نشان پکا ہی تو کرنا ہے چچی جان، کشش ان کی طرف دیکھتے ہوئے من ہی من میں بولی۔

"جاؤ نا کشش، کیا سوچ رہی ہو؟"

"نہیں چچی جان کوئی بات نہیں، میں کرلوں گی۔" اس کے جواب پر میرسب نے اس کو دیکھا تو وہ دوپٹہ کو ہاتھ میں دبوچے عجیب سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بیٹھی تھی، میرسب نے استعجابیہ نظروں سے اس کی پلکوں کے ارتعاش اور چہرے کے تغیر وتبدل کو دیکھا تھا لیکن وہ اس قوس قزاح کی وجہ نہ سمجھ پایا تھا۔ نہ ہی ایسی کوئی خواہش اس کے دل میں ابھری تھی۔

"چچی جان میں آج سب کی دعوت کررہی ہوں تو اس کے لیے آپ کو انوائٹ کرنے آئی ہوں، شام کو سب مل کر کھانا کھائیں گے۔ ٹھیک ہے ناں؟" کشش، سیما سے مخاطب ہوئی تو میرسب نے بھی اس کی طرف دیکھا۔

"اگر کوئی گفٹ دینا چاہے تو لاسکتا ہے مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" کشش، سحرش کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولی۔

"سوری کشش، میری طبیعت خراب ہے اس لیے میں معذرت چاہوں گا۔" میرسب اٹھتے ہوئے بولا۔

"طبیعت خراب ہے تو آپ نے کون سا دو گھنٹے کا سفر کرکے آنا ہے، اب تو وہ دیوار بھی ہٹادی گئی ہے، بس یہاں [illegible] وہاں تک ان کو جانا ہے ناں۔ [illegible] کے بڑھتے قدم رکے تھے۔ سیما اور سحرش نے پہلے ایک دوسرے کو اور پھر کشش کو دیکھا تھا۔

"کبھی کبھی یہاں سے وہاں تک کا سفر بھی مشکل سے کٹتا ہے۔ بہرحال مسئلہ وہاں جانے کا نہیں، طبیعت کی خرابی کا ہے پھر بھی میں کوشش کروں گا سب میں شامل ہوسکوں۔" میرسب پلٹے بغیر بولا اور اس کا جواب سنے بنا وہاں سے نکلتا چلا گیا، تو اس کے آدھے ادھورے اقرار پر کشش کی بے ساختہ مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔ جس کو سحرش نے بڑی گہری نظروں سے دیکھا تھا۔

"اچھا میں چلتی ہوں اب، بہت سارا کام باقی ہے اور ٹائم بہت کم ہے۔ سحرش تم آرہی ہو ناں ساتھ؟" یک دم ہی کشش عجلت کا شکار ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں ذرا ٹھہر کر آجاؤں گی۔" سحرش محبت پاش نظروں سے اس کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"تمہارا ذرا ٹھہر اگر کھانے کے ٹائم پر ہوا ناں تو سارے برتن تمہیں دھونے پڑیں گے یاد رکھنا۔" کشش اس کو وارننگ دیتے ہوئے بولی تو سحرش کھلکھلا کر ہنس دی، جبکہ سیما مسلسل سوچتی، کھوجتی نظروں سے کشش کو دیکھے جارہی تھیں۔

"میک شیور...... میرسب...... بھی سب میں شامل ہو...... اوکے۔" سحرش، کشش کو دروازے تک چھوڑنے آئی تو کشش کی مدھم رازدرانہ سرگوشی پر متعجب نظروں سے اس کو دیکھا۔

"کیوں؟" بے اختیار سحرش کی زبان سے نکلا۔

"اس لیے کہ ان کو بھی تو پتہ چلنا چاہیے ناں کہ ان کی [illegible] کزن صرف اوٹ پٹانگ باتیں کرنا نہیں کوکنگ کرنا بھی جانتی ہے۔" کشش ہنستے ہوئے بے پروائی سے بولی تو سحرش نے الجھتی نظروں سے اس کو دیکھا۔

"ہاہا...... بس بس اب دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالو اور جو کہا ہے وہ کرنا۔" سحرش کی بے یقین نظروں سے شپٹا کر کشش اس کو ڈپٹتے ہوئے بولی۔

[illegible] اب مسکرانا شروع کردیا ہے۔" جاتے جاتے کشش نے پلٹ کر سحرش کو دیکھا۔

"ہاں یہ تو نوٹ کیا ہے میں نے اور مما نے بھی کہ بھائی اب چینج ہورہے ہیں۔" سحرش مدھم پرسوچ انداز میں بولی۔

"آہم...... فکر نہ کرو ان شاءاللہ وقت کے ساتھ ساتھ سب ٹھیک ہوگا۔" کشش اس کو تسلی دیتی ہوئی بولی۔

"کشش آپی......" کشش آگے بڑھی تو سحرش کی آواز پر یک دم رک گئی پلٹ کر دیکھا تو چہرے پر الجھن کے تاثرات لیے ہاتھ مروڑتی وہ کھڑی تھی۔

"کیا بات ہے؟" کشش کو تشویش لاحق ہوئی۔

"کشش آپی آپ سے ایک بات کہوں کیا آپ مانیں گی؟" سحرش اس کے پاس آئی تو کشش نے تعجب سے اس کے اضطرابی چہرے کو دیکھا۔

"ہاں...... کیوں نہیں بولو...... کیا بات ہے؟"

"پلیز آپی اگر آپ کو اچھا نہ لگے تو بھی مجھ سے ناراض نہ ہونا...... بس اگنور کردینا۔" سحرش مسلسل الجھی ہوئی تھی۔

"اوکے ٹھیک ہے لیکن بات کیا ہے؟"

"کشش آپی کیا آپ ہمیشہ یہاں رہ سکتی ہیں ہمارے گھر میں...... ہمارے ساتھ؟" سحرش ہاتھ مروڑتی دھیمے لہجے میں بول رہی تھی اور کشش پر جیسے کسی نے قوس قزاح کے رنگ انڈیل دیے ہوں۔

"میں تو یہاں ہی ہوں میں نے کہاں جانا ہے بھلا......" کشش مسکراتے ہوئے بولی۔

"سچ کہہ رہی ہیں آپ؟" سحرش نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"بالکل سچ۔"

"بھائی سے بات ہوئی آپ کی؟" سحرش حیرت میں مبتلا ہوتی جارہی تھی۔

"کشش...... اب دیر ہورہی ہے، جلدی آجانا تم......" کشش اس کے سوال کو نظر انداز کرتی ہوئی بولی۔

"بھائی اچھے لگے ناں آپ کو؟" سحرش کے دو ٹوک

سوال پر کشش کے سینے میں ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔
"شام کو جلدی آ جانا۔" کشش بمشکل بولی اور پلٹ گئی۔
"میں جانتی ہوں تو صرف اتنا کہ میر سب میری دنیا کا ایک بہت اہم حصہ ہیں وہ...... وہ ہستی ہیں جو اس خلا کو پر کریں گے جو نجانے کب سے خالی پڑا ہے...... میر سب وہ انسان ہے جو میرے خوابوں کو تعبیر دے گا...... اور میں وہ ہوں جو میر سب کی بے رنگ زندگی کو اپنی محبت کے رنگوں سے رنگ دوں گی' ان کو وہ خوشی دوں گی جو ان سے چھین لی گئی ہے۔ ان کی ہنسی لوٹاؤں گی' ان کا مقام ان کو واپس دلاؤں گی۔" وہ بہت پرعزم انداز میں سوچے جا رہی تھی۔ لیکن سراسر غلط فہمی کا شکار تھی...... بہت بڑی غلط فہمی کا...... اور نجانے اب اس کا تاوان اس کو کیسے بھرنا پڑے گا۔ خوابوں کی قربانی دے کر یا اپنی محبت کی...... انجانی محبت کی۔

❋ ...... ❋ ...... ❋

"تو تمہاری کیا مرضی ہے؟" شام کی دعوت کے بعد فریحہ نے کشش سے بات کرنے کی ٹھانی تھی اور اس وقت وہ دونوں بیٹھی تھیں۔
"آنسہ اور بلال نے یہ ذمہ داری مجھے دی ہے کہ میں تم سے بات کروں میں کسی کی سائیڈ نہیں لے رہی ہوں' نہ ہی تمہیں کنوینس کر رہی ہوں کہ تم میر سب کے پرپوزل کے لیے ہاں کرو۔" کشش مسلسل خاموش تھی' تو اس کے سنجیدہ پرسوچ چہرے کو دیکھتے ہوئے فریحہ پھر بولیں۔
"سب حالات تمہارے سامنے ہیں' میر سب کا گزرا ہوا کل بھی اور آج بھی۔ تمہیں چھ سات مہینے ہو گئے ہیں یہاں سب کے درمیان تو کچھ نہ کچھ عادتوں کا بھی اندازہ ہو ہی گیا ہوگا ناں؟" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے دوستانہ لہجے میں بولی تو کشش بس ایک نظر ان کو دیکھ کر رہ گئی۔
"میں تمہیں سمجھا نہیں رہی ہوں کشش نہ ہی میر سب یا اس کی فیملی کے گن گا کر تمہیں مجبور کر رہی ہوں کہ تمہیں ہاں میں جواب دینا پڑے' میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہارے خوابوں کی دنیا بہت الگ اور عجیب و غریب سی ہے لیکن چندا کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں جو صرف دیکھنے کے لیے ہوتے ہیں' جب وہ آنکھوں میں بسے ہوں صرف تبھی سہانے لگتے ہیں' جب وہ حقیقت کا روپ دھار کر ہماری زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں ناں تو ان کو برقرار رکھنے کے لیے روح کو گھائل کرنا پڑتا ہے' یہ سفر اتنا آسان نہیں ہوتا گڑیا! وہ خواب جو حقیقت میں ڈھلنے کے بعد اپنا دم توڑ دیں ان کو صرف آنکھوں میں ہی بسا رہنے دو' وہاں ان کی عمر بہت لمبی ہوگی...... زندگی گزارنے کے لیے کبھی کبھی الگ رستوں کا بھی انتخاب کرنا پڑتا ہے' وہ منزل شاید وہ نہ ہو جو ہمارے خوابوں کا حصہ تھی لیکن وہ یقیناً وہ منزل ہوگی جو ہمیں خوشی دے گی اور ہمارے لیے بہتر ہوگی اور ان شاء اللہ ہمیشہ کے لیے ہوگی......" فریحہ اس کے مضطرب چہرے پر نظریں جمائے بول رہی تھیں' وہ ہاتھوں کو مروڑتے ہوئے مسلسل بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔
اس لمحے وہ عجیب سی کشمکش اور شش و پنج میں مبتلا تھی۔
"کیا آپ اس رشتے سے انکار کر سکتی ہیں۔" یک دم ہی کشش کی سماعتوں میں میر سب کی التجا گونجی۔
"مطلب مجھے نہیں پتہ' بس پلیز آپ انکار کر دیں۔" دوسرے لمحے الجھن بھرے جھنجلائے لہجے نے اس کو چونکایا۔
"کیا سوچ رہی ہو کشش؟" فریحہ اس کو مسلسل سوچوں میں ڈوبے دیکھ رہی تھیں۔
"آپ کیا مشورہ دیں گی بی جی؟" کشش نے خاموش نظروں سے اس کو دیکھ کر سوال کیا۔
"بات میرے مشورے کی نہیں تمہاری مرضی اور خوشی کی ہے بیٹا...... ہر انسان اپنی سمجھ اور تجربے کی بنا پر مشورہ دیتا ہے۔ میں کوئی مشورہ دیے بغیر صرف تمہاری مرضی جاننا چاہتی ہوں۔" فریحہ نے اپنا دامن بچایا۔
"اور مما پاپا کی کیا مرضی ہے؟"
"بلال تو خاموش ہے شاید اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے...... اس نے یہی کہا کہ پہلے تم سے بات کریں پھر اس

کے بعد ہی فیصلہ ہوگا اور......"
"اور مما......؟" فریحہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کشش آنسہ کی رائے کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔
"وہ شاید اتنی خوش نہیں' لیکن وہ ماں ہے ناں اور تم اس کی اکلوتی بیٹی ہو اس لیے ہزار وسوسے' خدشے ہوں گے اس کے دل میں۔" فریحہ نے حقیقت بیان کی تو کشش لب بھینچ کر رہ گئی۔
"لیکن وہ بھی صرف میر سب کے پاسٹ کی وجہ سے گھبرا رہی ہے' سیما اور اقبال سے تو کوئی پرابلم نہیں اس کو۔" کشش کی پریشان حال صورت دیکھ کر فریحہ بولی تو کشش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"ٹھیک ہے آپ مما اور پاپا کو بتا دو کہ مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔" طویل خاموشی کے بعد کشش کے منہ سے نکلے الفاظ نے فریحہ کو صحیح معنوں میں چونکا دیا تھا۔
"کیا میں اس اقرار کی وجہ جان سکتی ہوں؟" فریحہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے اس سے استفسار کر رہی تھی تو کشش ایک خاموش نظر ان پر ڈال کر سر جھکا گئی۔
"بولو بیٹا اس وقت تم ایک دوست سے بات کر رہی ہو' ایک بہت مخلص دوست سے' بتاؤ مجھے؟" فریحہ کو کشش کے اقرار نے حیرت میں ڈال دیا تھا اور وہ جاننا چاہ رہی تھی کہ کشش نے لمحوں میں ایسا فیصلہ کیسے کر لیا؟ کیا ریزن ہو سکتا ہے؟ میر سب کا اب کا رویہ ایسا نہیں' جس سے یہ اندازہ لگاتی کہ شاید کشش کا اقرار میر سب کی کسی پیش قدمی کا نتیجہ ہے' پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ فریحہ مسلسل الجھن کا شکار ہو رہی تھیں۔
"پر آپ کسی کو بتاؤ گی نہیں؟" بہت جھجکتے ہوئے کشش بولی۔
"نہیں میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔" فریحہ نے متعجب نظروں سے اس کے چہرے پر بکھرے رنگوں کو دیکھا تھا۔
"نہیں...... سوری بی جی' میں نہیں بتا سکتی۔" یک دم ہی کشش نے کسی راز کو افشا کرنے کا فیصلہ بدل کر فریحہ کو مزید متذبذب کا شکار کر دیا تھا۔ پھر فریحہ کے لاکھ جتن کے باوجود بھی کشش اپنے "نہیں' سوری بی جی" کو اوکے بتاتی ہوں۔" میں نہ ڈھال سکی۔ تو مجبوراً فریحہ اس کا اقرار لے کر آنسہ اور بلال کے پاس چلی گئیں۔

❋ ...... ❋ ...... ❋

اور پھر...... قسمت کے فیصلے کے آگے اس کو سر نگوں کرنا پڑا' جتنا ہی وہ مطمئن پرسکون دکھائی دے رہا تھا' اندر سے اتنا ہی تلملایا ہوا آگ بگولہ' جھنجلایا ہوا اور نجانے کون کون سی کیفیات میں اس کا دل ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا...... پہلا ایمپریشن جو اس کا پڑا تھا وہ ایک 'دھوکے باز اور وعدہ خلاف' کا تھا جو محبت کے پیرہن اس جذبے کو ہوا دے رہا تھا جس میں سوائے کڑواہٹ' تلخی اور ان چاہے ساتھ کے کچھ نہ تھا' جتنا وہ اس کے بارے میں سوچتا' اس کی رگیں تن جاتیں' خون کھولنے لگتا' بے چینی' اضطراب' غصہ اس درجے حاوی ہوئے کہ عالم بے بسی میں ہاتھ کا مکا بنا کر دیوار پر دے مارا' یہ بھی نہ سوچا کہ وہ مٹی کا بنا انسان ہے...... جس کو چوٹ لگنے سے تکلیف ہوتی ہے' کوئی آئرن مین نہیں۔ ابھی ابھی سحرش' اجیہ اور ندا ہنستی کھلکھلاتی مٹھائی کی پلیٹ لیے اس کے کمرے میں آئی تھیں اور بم پھوڑ کر اس کا منہ میٹھا کروا کر کشش کے ساتھ اس کی بات طے ہونے کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔ اس اچانک کی "خوشخبری" نے اس کے حواس چھین لیے تھے۔ مسلسل دانت پیس پیس کر دھوکے باز' وعدہ خلاف اور نجانے کون کون سے القابات سے اس کو نوازتا جا رہا تھا۔ باہر سے سب کے قہقہوں' مبارک بادی کی گونج' ہنسی مذاق اس کو زہر لگ رہا تھا' وہ وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا' لیکن وہاں سے نکل کر جانے کا رستہ ان سب سے آگے سے گزرتا تھا اور ایک بار پھر اس میں اپنوں کی خوشیوں کو روند کر' کچل کر وہاں سے فرار ہونے کی ہمت نہ تھی۔ پھر وہ کیسے اتنا بڑا فیصلہ کر لیتا اکیلے...... کیسے سب کی آنکھوں کو ایک بار پھر آنسوؤں سے بھر دیتا؟
کشش نے اس کے بھروسے کو توڑا تھا' اس سے وعدہ خلافی کی تھی ورنہ آج اس کی سوچیں باغی نہ ہوتیں' ایک بار پھر نفرت کا ابال اس کے دل میں ابھرا اور اس کے اندر دور

تک سرایت کر گیا۔ اس نے گہرا سانس لیا' سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی کے گلاس کو اٹھا کر غٹا غٹ حلق میں اتارا اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیے۔ دل تو آمادہ نہ ہو رہا تھا لیکن آج ہی صفی اور ندا کی بات بھی طے ہونا قرار پائی تھی تو اس کو ان کی خوشیوں میں شریک ہونا تھا۔ وہ بوجھل قدموں کو گھسیٹتا خراماں خراماں چلتا ان سب میں شامل ہونے کے لیے باہر نکل آیا تھا۔

……❀……

"ندا…… ندا…… ندا سو گئی ہو کیا؟" رات کا نجانے کون سا پہر تھا' کتنے ہی دنوں بعد آج وہ سکون کی نیند لینے کے ارادے سے بستر پر آ کر لیٹی تھی' پہلے تو صفی کے میسجز' کالز نے اس کو سونے نہ دیا' بمشکل ان سے جان چھڑا کر ابھی وہ نیند کی وادیوں میں کھوئی جا رہی تھی کہ مدھم سرگوشی میں اس کو پکارا جانے لگا سوتے جاگتے ذہن میں 'ندا…… ندا' کی پکار سن کر اس نے کسمسا کر پہلو بدلا۔ تھکان اس قدر تھی کہ آنکھیں چاہنے کے باوجود بھی نہ کھل رہی تھیں۔

آج ہی میرسب اور کشش کی شادی ہوئی تھی' سارا پروگرام آناً فاناً طے ہوا تھا کیونکہ بلال کو واپس لندن جانا تھا اور وہ جانے سے پہلے اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہ رہے تھے اور پھر سب کی رائے بھی یہی تھی' یوں ایک ہی میٹنگ میں سب کچھ طے کر لیا گیا اور بمشکل چار ہفتوں میں ہی سب کچھ ہو گیا اور سب سے زیادہ ذمہ داری ندا پر پڑی تھی کشش کی شاپنگ کی' بازاروں کے چکر کاٹ کاٹ کر وہ خود گھن چکر بن چکی تھی اور پھر باقی کاموں میں بھی وقتاً فوقتاً اس کو گھسیٹا جاتا رہا تھا۔ پھر بھی آج ندا نے اپنی تھکاوٹ کم کرنے کا تھوڑا سا انتظام کر ہی لیا تھا۔

"ندا…… ندا" پکار بڑھتی جا رہی تھی اور جب وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تو پکارنے والے نے ہاتھوں کا استعمال کیا اور اس کو جھنجوڑ ڈالا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی…… نیند سے بھری' سرخ آنکھوں کو بمشکل کھول کر دیکھا…… تو دنگ رہ گئی' دوسرے لمحے ساری نیند اڑن چھو ہو گئی' سرہانے رکھے دوپٹے کو اٹھا کر گلے میں ڈالا اور یک لخت چاروں طرف دیکھا کہ کوئی اور جاگ تو نہیں رہا۔

"کشش تم…… اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟" آواز دباتے ہوئے حیرت سے دوچند لہجے میں ندا آج کے دن کشش کی وہاں موجودگی کا سبب جاننے کو بیقرار ہوئی جا رہی تھی اور وہ دلہن بنی بھاری لہنگے اور دوپٹے کو سنبھالتی وہاں کھڑی تھی' ایسے میں ایک ندا کیا کوئی بھی اس کو وہاں دیکھتا تو حیرت کے سوانیزے تک پہنچ جاتا کوئی معمولی بات نہ تھی۔

"شش…… زیادہ حیران نہ ہو……" کشش نے سرگوشی کی۔

"تمہارا دماغ تو درست ہے ناں کشش؟" ندا اس کو بازو سے پکڑے باہر کی طرف بڑھتی ہوئی مدھم مگر جھنجلائے انداز میں اس کو ڈانٹ رہی تھی۔

"کچھ چاہیے تھا تو میرسب کو کہتی یوں باہر نکل کر آنے کی کیا ضرورت تھی؟" ندا کمرے سے باہر اس کو کھڑا کرتی اس کے حلیے کی طرف اشارہ کرتی اب قدرے بلند آواز میں پوچھنے لگی۔

"وہ مسٹر تو سو گئے۔" کشش ہنستے ہوئے انتہائی بے پروا انداز میں بولی تو ندا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا…… کسی گڑبڑ کے خدشے نے اس کے دل کو دھڑکایا۔

"کشش……؟" ندا نے چونک کر اس کو دیکھا۔

"تم باہر کیوں آئیں اس وقت اب منہ سے پھوٹو گی کچھ؟" ندا کی تو نیند نجانے کہاں غائب ہو گئی تھی اور اس کی جگہ اب ٹینشن نے لے لی تھی۔

"تمہیں یہ بتانے کے لیے کہ سب ویسے ہی ہے جیسے میں نے سوچا تھا۔" کشش انتہائی خوشی اور پرجوش لہجے میں بولی۔

"کیا مطلب؟" ندا کا دل تھر تھر کانپنے لگا۔

"مطلب…… میرسب کمرے میں آیا' کچھ دیر کھڑا رہا پھر دراز اوپن کیا' یہ نکال کر میری طرف پھینکا……" کشش نے دوپٹہ کے نیچے سے ہاتھ نکالا اور ایک ویلوٹ کی ڈبیہ نکال کر اس کے سامنے کی جس میں ایک انتہائی نفیس سونے کا بریسلٹ تھا۔ ندا اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے کبھی کشش کو دیکھتی اور کبھی اس بکس کو……

"اور…… بولا کہ چینج کر کے سو جاؤ…… اور خود سو گئے تو میں یہاں آ گئی کہ تم کو بتاؤں کہ مجھے وہ مل گیا جس کی مجھے تلاش تھی۔"

"اف اللہ…… کشش تمہیں اندازہ بھی ہے یہ کیا ہے؟ پاگل لڑکی…… تم…… اف…… کشش……" ندا اس کی خوشی اور اس پاگل پن پر فکرمند ہوئی لیکن کشش…… وہ تو یوں خوش ہو رہی تھی جیسے…… نجانے کون سا خزانہ اس کے ہاتھ لگا ہو۔

"سنو کشش…… ابھی جاؤ کمرے میں' چینج کر کے ریسٹ کرو' دیکھو تو کتنے دنوں سے ریسٹ نہیں کیا' بیمار نہ ہو جاؤ' ابھی کل کا فنکشن بھی باقی ہی اور خبردار اگر یہ سب کسی اور کو بتایا تو…… یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے…… اور تم اب کوئی اوٹ پٹانگ حرکت نہیں کرو گی' صبح بات ہو گی' جاؤ اب……" ندا متفکرانہ لہجے میں اسے موقع کی نزاکت سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اوکے بابا جاتی ہوں ناں……" وہ منہ بسورتی آگے بڑھ گی۔

"ٹھہرو میں چلتی ہوں۔" دوسرے لمحے ندا کو اس کی معصومیت پر پیار آنے لگا اور رہ رہ کر میرسب کی حرکت پر غصہ لیکن وہ کچھ نہ کر سکتی تھی۔

"نہیں…… بس اوکے…… میں چلی جاؤں گی' سوری تمہاری نیند ڈسٹرب کی…… جیسے ہی میرسب نے آنکھیں بند کیں میرے دل میں آیا کہ میں جلدی سے تم کو بتا دوں' اس لیے آ گئی۔" کشش مدھم انداز میں بولی تو ندا نے آگے بڑھ کر اس کو گلے لگا لیا۔

"جاؤ اب آرام کرو اور یہ راز ہی رہنا چاہیے…… اوکے۔" ندا اس سے الگ ہوتی ہوئی بولی تو وہ اثبات میں سر ہلا کر پلٹ گئی۔ لیکن اب ندا مسلسل الجھن اور بے چینی کا شکار ہو رہی تھی' کشش کی معصومیت' ناسمجھی اور میرسب کا رویہ…… اس پر حاوی ہو رہے تھے نجانے اب یہ فیصلہ کون سی تباہی لے کر آنے والا تھا؟ بہت سی سوچوں نے اس کو اپنے حصار میں لے لیا' یہی سوچتے سوچتے نجانے کب نیند نے اس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

……❀……

پھر اس کے خواب پورے ہونے لگے۔ وہ خواب…… جو پورے نہ ہوتے تو زیادہ اچھا ہوتا' وہ حقیقت کا روپ دھار کر میرسب کی شکل میں اس کے سامنے آئے تھے اور کشش' نادانی کی انتہا پر تھی' لاابالی پن عروج پر تھا' وہ سمجھ نہیں رہی تھی کہ میرسب کے رویے کا نتیجہ کتنا گھمبیر ہو سکتا ہے' کب تک وہ یہ سب برداشت کر پائے گی؟ وہ یہ نہیں سوچ رہی تھی کہ جب اس کی برداشت کرنے کی ہمت نے دم توڑا تو پھر؟ میرسب تب تک نہ بدلا تو؟ کشش پاگل پن چھوڑنے پر تیار نہ تھی اور میرسب اپنا رویہ بدلنے کے حق میں نہ تھا…… جتنی وہ اس مسئلے کو مذاق میں اڑاتی میرسب کی جھنجلاہٹ میں اضافہ کرتی…… ندا کے کہنے پر اس نے اپنے اور میرسب کے تعلق کو کسی پر ظاہر نہ کیا تھا اور کشش کی خوشی دیکھ کر کوئی اندازہ بھی نہ لگا سکتا تھا کہ اس کی خوشی کی نوعیت کیا ہے' ندا اس کو سمجھا سمجھا کر جب تھک گئی تو بالآخر اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر خاموشی اختیار کر لی۔

……❀……

ندا اور صفی کی شادی کے ہنگامے شروع ہو گئے تھے۔ چار مہینے گزر چکے تھے کشش اور میرسب کو ایک کمرے میں اجنبیوں کی طرح رہتے ہوئے' ان کی زندگی عجیب ڈھب سے گزر رہی تھی۔ کشش اپنی نادانی' کم عقلی اور پاگل پن کے باعث خوش تھی اور میرسب اس کے ان ڈراموں سے چڑ کر اس سے مزید دو قدم دور ہی ہوا تھا اور ایک ندا تھی جو ہر وقت اس کے لیے دعاگو تھی۔

"میں نے کتنی بار منع کیا ہے میری چیزوں کو ہاتھ نہ لگایا کرو اور پلیز یہ میری بیوی بننے کی ایکٹنگ نہ ہی کرو تو اچھا ہوگا۔" ندا کی مایوں کا فنکشن تھا' کشش نے بلیک لونگ ڈریس' جگنوؤں اور موتیوں سے بھرا تھا زیب تن کیا تھا' ڈیپ ریڈ چوڑی دار پاجامہ اور دوپٹہ' نفاست سے کیا گیا میک

اپ، سرخ چوڑیاں، رول ہوتے بالوں میں چمکتی بندیا، اس لمحے وہ سراپا حسن بنی آئینہ کے سامنے کھڑی تھی اور ہاتھ میں مردانہ بلیک کرتا اٹھائے اپنے برابر رکھ کر نجانے کیا اندازہ لگا رہی تھی کہ اس کے ہونٹوں پر دل موہ لینے والی مسکراہٹ نے کمرے میں داخل ہوتے میرسب کو چونکا دیا تھا۔ لمحہ بھر کو اس کا دل ایک انجانی لے پر دھڑکا اس کے قدم وہیں جم گئے دھڑکنوں کی اتھل پتھل پر جھنجلاتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے پاس آ کھڑا ہوا تو کشش نے ایک شرمگیں نگاہ اس پر ڈالی اور نظر جھکا گئی دوسرے لمحہ میرسب نے لب بھینچ کر اس کو دیکھا اور اپنا کرتا اس کے ہاتھ سے چھین کر شعلہ اگلتا اسی برق رفتاری سے وہاں چلا گیا اور کشش گنگ کھڑی دیکھتی رہ گئی۔ پہلی بار ایسا ہوا کہ میرسب کے ہتک آمیز رویے پر کشش کے اندر کہیں بہت دور گہرائی میں بہت مدھم سی کچھ چٹخنے کی آواز اس کی سماعت میں گونجی۔ جس نے پہلی بار کشش کو خاموشی میں مقید کر دیا۔ اس کی شوخی کو نگل لیا۔ پہلی بار اس کو اپنی "سج دھج" فضول لگی اس کا جی چاہا اس بناؤ سنگھار کو تہس نہس کر دے۔

"کشش آپی...... کدھر ہیں، تیار ہو گئیں کیا؟ ندا آپی کہہ رہی ہیں جلدی آئیں آپ نے ان کی ہیلپ کرنی ہے۔" دروازہ کھٹکھٹا کر سحرش اندر داخل ہوئی۔

"ہاں بس...... آئی دو منٹس میں، یہ دوپٹہ سیٹ کر لوں آتی ہوں۔" حلق میں اٹکے آنسوؤں کے گولے کو نگلتے ہوئے بمشکل وہ بولی۔

"او مائی گاڈ آپی۔"

"کیا ہوا؟" کشش یک دم پلٹی تھی۔

"ماشاء اللہ آپ بہت بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" سحرش اس کے پاس ہوتی اس کی ہیلپ کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں بس ٹھیک ہی لگ رہی ہوں، کچھ اتنی خاص نہیں۔" کشش لہجے کو بشاش کرتے ہوئے بولی۔

"جی نہیں، آپ بیسٹ لگ رہی ہیں، بہت زیادہ پیاری۔" سحرش پرجوش لہجے میں اس کی تعریف کر رہی تھی، لیکن وہ آج خوش نہ ہو پا رہی تھی، بمشکل اپنی مسکراہٹ کو چہرے پر سجا پائی۔

"چلو ندا کے پاس......" کشش نے آخری نگاہ آئینے میں ابھرتے اپنے سراپا پر ڈالی اور سحرش کو کہتی وہاں سے نکل گئی۔

"کیا بات ہے؟" وہ ندا کی تیاری میں اس کی ہیلپ کر رہی تھی اور مسلسل اس کو چھیڑ رہی تھی۔

"کون سی بات؟" ندا کی جیولری جو اس نے آج پہننی تھی سائیڈ پر رکھتے ہوئے اس کے ہاتھ رکے اور سوالیہ نظروں سے اس نے ندا کو دیکھا۔

"جب سے آئی ہو نوٹ کر رہی ہوں، وہ شوخی اور ہنسی غائب ہے جو تمہاری ذات کا حصہ تھی۔ سب کے جانے کے انتظار میں تھی اور وقت گزرنے کے بھی کہ شاید مجھے ایسا لگا ہو لیکن نہیں آج حقیقت میں تمہاری ٹون بدلی ہوئی ہے، تو بتاؤ کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں۔" نظریں چراتے ہوئے بہت کوشش کے باوجود لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش واضح تھی جس نے ندا کو بے چین کر دیا۔

"کشش...... بتاؤ کیا ہوا؟" ندا اٹھ کر اس کے پاس آئی اور متفکرانہ لہجے میں اس سے دریافت کرنے لگی۔

"میرسب نے ڈانٹا۔" نظریں جھکائے ہوئے وہ مدھم لہجے میں بولی۔

"تو! یہ کون سی نئی بات ہے؟ وہ ہمیشہ تمہیں ڈانٹتے ہی ہیں ناں۔ اب اس میں منہ بنانے کی کیا بات ہے؟" ندا ٹٹولتی نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے بظاہر بے پروائی سے بولی۔

"نہیں کوئی بات نہیں، بس ویسے ہی......" کشش نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا تو بھرایا لہجہ اور جھلملاتی آنکھیں، چہرے پر نامعلوم اداسی کا بسیرا اور پھیکی مسکان، ندا کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"بہت اچھی لگ رہی ہو۔" ندا دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھامتے ہوئے شوخ انداز میں بولی تو کشش نے ڈبڈبائی نظروں سے اس کو دیکھا تو نجانے کیوں آنسوؤں کا بند ٹوٹ گیا، یک دم ہی اس نے اس کے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو آزاد کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو ندا کو معاملے کی گھمبیرتا کا احساس ہوا۔ یقیناً اب میرسب نے کچھ ایسا بولا ہوگا جو کشش جیسی لڑکی سے بھی برداشت نہ ہو سکا ورنہ پچھلے چار مہینوں سے کشش نے میرسب کی ہر ڈانٹ کا تذکرہ اتنے کھلے دل اور بشاش لہجے میں چٹخارے لگا لگا کر کیا تھا کہ ندا بمشکل اپنی ہنسی روک پاتی تھی، یا شاید ندا اور صفی...... کو دیکھ دیکھ کر کشش اب اس ڈانٹ سے اکتا چکی تھی، اب کچھ الگ کرنے کے لیے دل مچلنے لگا تھا۔ نجانے کیا بات تھی؟ ندا مسلسل سوچ رہی تھی۔

"کشش ایک بات پوچھوں؟" نجانے کیا سوچ کر ندا نے کشش کو مخاطب کیا تو اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم نے میرسب بھائی سے کیوں شادی کی؟ آئی مین...... انہوں نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ شادی نہیں کرنا چاہتے اور شاید تم لوگوں کی بات بھی ہوئی تھی۔" ندا کے الفاظ پر کشش نے متعجب نظروں سے دیکھا، آس پاس جیسے کسی نے بم پھوڑا ہو۔ جس سے اس کے جذبات کے پرخچے اڑ گئے ہوں آنکھیں پھاڑے وہ ندا کی طرف بے یقینی سے دیکھے جا رہی تھی۔

"پھر تم نے کیوں ہاں کی؟ میں جانتی ہوں میرسب بھائی شاید تمہاری آئیڈیل پرسنلٹی ہیں لیکن کسی کی ناپسندیدگی کے باوجود اپنی زندگی داؤ پر لگا دینا کیا یہ صحیح فیصلہ تھا؟" اس کے زرد پڑتے چہرے پر نظر جمائے ندا مزید گویا ہوئی تو کشش کو اپنی ذات اندھیروں میں گم ہوتی محسوس ہوئی۔

"کیا آپ اس رشتے سے انکار کر سکتی ہیں؟ مطلب مجھے نہیں پتہ، بس آپ انکار کر دیں۔" ایک ذورا بجھی تھی اور اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس کا دل عجیب انداز میں دھڑکا تھا۔

"کشش؟" ندا نے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بغور دیکھتے ہوئے اس کو پکارا۔

"تم دونوں بے وفا ہو، ہمیشہ مجھے الگ کر دیتی ہو اور پھر اپنی نجانے کون کون سی باتوں میں لگ جاتی ہو۔" کشش نے اس کی طرف دیکھا، کچھ بولنے کے لیے الفاظ ترتیب دے رہی تھی کہ اجیہ کمرے میں داخل ہوئی اور روٹھے لہجے میں بولتی چلی گئی۔ ندا نے گہرا سانس لے کر اجیہ کو دیکھا اور کشش اپنے زرد پڑتے چہرے کو چھپانے کے لیے رخ موڑ گئی۔

"کیا ہوا؟" ان دونوں کو خاموش، افسردہ دیکھ کر اجیہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"کچھ نہیں، دو دن میں میری رخصتی ہے ناں تو اس لیے دو سہیلیاں ذرا ایموشنل ہو گئیں۔" ندا نے ہنستے ہوئے بات بنائی۔

"تو تم نے کون سا سات سمندر پار جانا ہے، یہاں سے وہاں تک کا ہی تو سفر ہے۔" اجیہ مسخرے پن سے بولی۔

"میں ابھی آتی ہوں۔" کشش کہتی ہوئی باہر نکل گئی، اجیہ نے تو اس کے بھرائے ہوئے لہجے کا کوئی نوٹس نہ لیا لیکن الجھتی سوچوں کے ساتھ ندا کی نگاہوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔

......❀......

میرسب کمرے میں داخل ہوا تو ٹھٹک کر رک گیا، وہ جو کچھ دیر پہلے بھی سنوری ہوئی تھی، فنکشن شروع ہونے سے پہلے ہی سادہ سے کاٹن کا سوٹ زیب تن کیے دھلے چہرے اور بالوں کو کیچر میں مقید کیے براجمان تھی، میرسب لمحہ بھر کو رکا اس کی بھیگی پلکیں، سرخ ناک صاف ظاہر کر رہے تھے کہ وہ روتی رہی ہے۔ اس کا مضمحل و مضطرب انداز اس کی اندرونی کیفیت کی عکاسی کر رہا تھا۔ میرسب کی موجودگی پر اس کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ جو میرسب کے کمرے میں داخل ہوتے ہی لاکھوں بہانے بنا بنا کر اس سے بات کرنے کی کوشش کرتی تھی آج اس کا پلٹ کر بھی نہ دیکھنا میرسب کے لیے کافی حیران کن بات تھی۔ پانچ

منٹ کے کام پر اس نے پندرہ منٹس صرف کیے لیکن نتیجہ صفر ہی رہا۔ وہ ٹس سے مس ہوئی نہ کسی قسم کے ردعمل کا اظہار کیا تو مجبوراً میرسب کو وہاں سے جانا پڑا۔ اور اپنا سارا دھیان اس کمرے میں چھوڑ کر میرسب باہر نکل گیا۔ اور پھر...... ندا کی شادی کا ہر اک فنکشن اس نے اسی سادگی اور خاموشی سے اٹینڈ کیا۔ اس کے اس بدلتے انداز کو ندا کے ساتھ ساتھ میرسب نے بھی خاص طور پر نوٹ کیا تھا لیکن وہ ...... ان کی سوالیہ نظروں کو نظر انداز کرتی مسلسل خاموشیوں کی زد میں تھی۔

...... ❀ ......
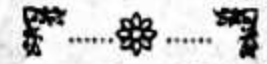
موسم بدل چکا تھا' دسمبر اپنی سرد ہواؤں' ٹھٹھراتی شاموں کے ساتھ وارد ہو چکا تھا' سوکھے زرد پتے ہر طرف بکھر پڑے تھے۔ باہر پھیلی افسردگی' ویرانی اور بیزاری اندر تک سرایت کر رہی تھی' دن کے وقت تیز دھوپ کے باوجود فضا میں پھیلی خنکی خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیتی تھی' موسم ٹھہر سا گیا تھا' نہ کوئی ہلچل' نہ رگوں میں منجمد ہوتے خون کی روانی کا کوئی انتظام' اس ٹھہرے ہوئے موسم میں پھیلی یاسیت اور بے بسی نے اس کی ذات کو بھی اپنے آہنی شکنجے میں دبوچ رکھا تھا۔ شام کی خنکی عروج پر تھی اور اس ٹھٹھراتی شام میں آنکھوں میں نمی' صبیح پیشانی پر پرسوچ سلوٹیں مضمحل و مضطرب تاثرات کے ساتھ ویلوٹ کی ریڈ شال شانوں پر لپیٹے' کافی کا بڑا سا مگ دونوں ہاتھوں میں دبائے اس کی گرماہٹ کو محسوس کرتی وہ برآمدے کے وسط میں لگے رنگین پلر سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ ویران اور بنجر آنکھوں سے اس آنگن میں ان بکھرے پتوں کے ساتھ وہ اپنے خوابوں کی کرچیاں بھی دیکھ رہی تھی' امید کی ان کرنوں کو کھوج رہی تھی' جو نجانے کب سے رستہ بھٹک رہی تھیں' رہ رہ کر اپنی ناسمجھی' بے وقوفی اور پاگل پن پر غصے سے زیادہ شرمندگی نے اس کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ کیا وہ اتنی بے وقوف ہے کہ اتنا کلیئر انکار' کو کوئی اور ہی رنگ دے کر......"

"اف یہ میں نے کیا کر دیا......" اس کی ریڑھ کی ہڈی میں پھیلی سنسناہٹ نے اس کو ایک بار پھر عجیب سے احساسات سے دوچار کر دیا۔ اعصابی دباؤ نے ایک بار پھر اس کو زیر کر دیا' تو ذہن...... پھر ایک انجانی نہج پر بھٹکنے لگا' لیکن اب اس انجانے سفر پر ہمراہ کوئی خواب نہ تھا۔ صرف اس کی اپنی ذات تھی' تنہا' خوابوں سے عاری' یک دم ہی تیز ہوا سے اڑتے پتوں کی سرسراہٹ نے اس کی محویت کو توڑ کر اس کی سوچوں کو منتشر کر دیا تھا۔ ہر طرف اندھیرا اچھل رہا تھا' اس نے چاروں طرف دیکھا' خاص طور پر دسمبر کی شاموں کا منظر ہمیشہ ہی اس کو اپنی گرفت میں لے لیتا تھا۔ اس لمحے بھی ڈھلتا سورج اس کی بے چینی میں اضافہ کرنے لگا' گہرا سانس لے کر وہ واپس اندر جانے لگی تو الوداعی نظر اس منظر پر ڈالی تو یک دم اس کی نظر اس اکیلے پرندے پر پڑی جو ہمیشہ ہی پیچھے رہ جاتا تھا اور ہمیشہ ہی اس کی سراسیمگی اور بے چینی میں اضافہ کر دیتا تھا۔ وہ تب تک اس پر سے نظر نہ ہٹا پاتی تھی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتا تھا۔ ابھی بھی وہ مبہوت کھڑی اس پر نظریں جمائے ہوئے تھی' چند لمحوں بعد وہ پرندہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا وہ خراماں خراماں چلتی اندر کی جانب بڑھ گئی تو ایک فیصلے نے بھی اس کے ساتھ قدم اٹھائے' افسردہ مسکراہٹ اور تھکن سے نڈھال وجود کے ساتھ وہ اس فیصلے سے قدم سے قدم ملا کر چلی تھی۔

...... ❀ ......
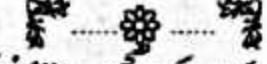
"تمہیں لگتا ہے کہ ایسا کرنا صحیح ہے؟" صفی کی ناراضگی کے باوجود ندا ضد کر کے وادی کاغان کا ہنی مون ٹرپ ادھورا چھوڑ کر واپس آ چکی تھی اور یوں واپسی کی دو وجوہات تھیں' پہلی یہ کہ کشش عالمگیر پیلس چھوڑ کر واپس یوکے جا رہی تھی اور دوسرا ندا "نیو ایئر" اپنوں کے ساتھ سیلیبریٹ کرنا چاہ رہی تھی جیسے ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ لیکن کشش کی وجہ سے صفی کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر وہ واپس آ چکی تھی اور اب کشش کے سامنے کھڑی تھی جو چھت پر بنی منڈیر سے ٹیک لگائے کھڑی نیل پالش کھرچ رہی تھی۔

"کشش...... تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں ناں۔" ندا

اس کے انداز پر جھنجلاتی ہوئی بولی۔

"کیا پوچھا ہے......؟" کشش مسکراتے ہوئے بولی۔

"تم کیوں جا رہی ہو...... ہم سب کو چھوڑ کر...... میرسب بھائی کو چھوڑ کر؟" ندا روہانسی انداز میں اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"تم سب لوگوں کے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔ بہت یاد کروں گی۔" پھیکی مسکان کے ساتھ وہ لاپروا انداز میں بولتی ندا کو چونکا گئی۔

"کشش......"

"ارے چھوڑو ناں یار' یہ بہت بورنگ ٹاپک ہے' تم بتاؤ کیسا رہا ہنی مون؟" اس کی بات سنے بغیر کشش شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"کشش پلیز بی سیریس' یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔" ندا بے بسی سے بولی۔

"تو کیا کروں...... جا کر میرسب کے پاؤں پکڑوں کہ مجھے اپنا لو؟" کشش اس کی طرف دیکھتے ہوئی تلخی سے بولی۔

"کیا تم میرسب بھائی سے پیار نہیں کرتی؟" ندا نے تحیر آمیز لہجے میں اس سے پوچھا۔

"کرتی...... تھی......" کشش نے "تھی" پر زور دیا' اور رخ موڑ گئی۔

"کشش غلط کر رہی ہو...... ایک بار پھر...... چھ مہینے پہلے تک تو میرسب بھائی تمہارے آئیڈیل تھے۔ تمہیں ان سے پیار تھا' ان کو بدلنے کی سعی کر رہی تھیں' اس وقت بھی وہ ویسے ہی تھے جیسے آج ہیں پھر اب ایسا کیا ہو گیا کشش؟ اور میرسب بھائی تو وہ انسان ہیں ناں جو تمہارے آئیڈیل تھے؟ صرف باتیں کیں تھیں تم نے...... بڑی بڑی باتیں...... خوابوں کی باتیں...... اور جب خواب پالیے تو ان کو گنوانے کا خیال کیونکر آیا کشش؟" ندا نے اس کو بازو سے پکڑ کر رخ اپنی طرف کر کے سوال کیا۔

"میں نے ہر بات کو ہنسی مذاق میں اڑایا ندا' ہر بات کو اپنے خوابوں کا حصہ سمجھ کر برداشت کیا...... میں خوش تھی ندا کہ میرسب بالکل ویسے ہی ہیں جیسے میں نے اپنے لیے ساتھی کی خواہش کی تھی' لیکن پچھلے چھ مہینے سے میں ایک پتھر کے ساتھ سر ٹکراتی رہی ہوں ندا...... انہوں نے اپنے تک پہنچنے کے ہر رستے پر کانٹے بچھا رکھے ہیں ندا...... میں ان سے علیحدگی نہیں لیکن کچھ عرصہ کی دوری چاہتی ہوں...... شاید میں تھک گئی ہوں تم یوں سمجھ لو اپنی انرجی

کچھ باتیں یاد رکھنے کی

- ماں سے بہترین کوئی دوست نہیں۔ ماں ماں بھی ہوتی ہے اور اولاد کی بہترین دوست بھی۔
- اپنے آنسوؤں کو سنبھال کر رکھنا یہ تنہائی کے ساتھی ہوتے ہیں۔
- کسی کو بھی رُلانا مت کیونکہ اگر تم نے کسی کو رلایا تو کل کو تم کو بھی کوئی ضرور رلائے گا۔
- جسم پر لگے ہوئے زخموں کا علاج تو ہو سکتا ہے لیکن دل کے زخموں کا علاج ناممکن ہے۔
- دنیا کے اس بازار میں سب چیزیں تو خریدی جا سکتی ہیں لیکن ماں باپ' بہن بھائی' دوستی اور محبت ایسا رشتہ ہے جو بازار سے نہیں خریدا جا سکتا۔
- زندگی بہت کم ہے' دوسروں سے نفرت کی بجائے محبت کرنا سیکھو۔
- اگر کسی کو خوشیاں نہیں دے سکتے تو اسے دکھ بھی مت دو۔
- دوسروں کی خامیوں پر نظر رکھنے سے بہتر ہے کہ انسان اپنے اندر اچھائیاں پیدا کرے تاکہ وہ بھی دوسروں کی نظروں میں معتبر بن جائے۔
- دوستی بہت پاکیزہ رشتہ ہے اس پر کیچڑ مت اچھالو۔
- رات کو سونے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیا کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں موت آ جائے کیونکہ موت کسی کا انتظار نہیں کرتی۔

ایمان زہرا شیرازی...... چکوال

واپس لانے کے لیے اپنی بیٹریز ریچارج کرنے کے لیے جارہی ہوں...... اس وقت یہ گیپ ضروری ہے ندا اس لیے بغیر کسی ایموشنل بلیک میلنگ کے مجھے جانے دو...... تم میری ٹینشن نہ لو اپنی نئی زندگی کو اچھے سے انجوائے کرو۔" رسان سے بولتی کشش اس کو بہت عجیب لگ رہی تھی بظاہر مطمئن اور مضبوط لیکن اس کے لہجے کی ٹوٹ پھوٹ بہت واضح تھی اور ایسا آناً فاناً کشش بدل گئی اور اس کی وجہ کیا ہے ندا سمجھ نہ پارہی تھی۔ چند خاموش پل اس کے درمیان گزرے اور پھر بنا کچھ کہے کشش وہاں سے سیڑھیاں اترتی ندا کی حیرت میں ڈوبی نگاہوں نے اس کا تعاقب کررہی تھیں۔

❊ ...... ❊ ...... ❊

"تم نے...... کشش میرب عالمگیر ایسا سوچا بھی کیسے؟ کہ تم...... اتنی جلدی آزاد ہوسکتی ہو؟ تمہارے دھوکے اور وعدہ خلافی کی سزا ختم ہوگئی ہے کہ تم یہاں سے چپ چاپ نکل جاؤ گی اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا؟" پچھلے کئی دنوں سے وہ چھپ چھپ کر پیکنگ کررہی تھی اس کا ارادہ خاموشی سے وہاں سے چلے جانے کا تھا آج بھی صبح سے میرب غائب تھا تو موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنی چیزیں سمیٹنے میں مصروف تھی تب ہی میرب کمرے میں داخل ہوا تھا۔ بازو پکڑ کر اس کو سیدھا کیا اور ایک جھٹکے سے چھوڑنے پر وہ بمشکل سنبھلی تھی۔

"آ...... آپ...... کو کیسے پتہ چلا؟" وہ تھوک نگلتے ہوئے اٹک اٹک کر بولی۔

"جیسے بھی پتہ چلا...... لیکن تم یہاں سے نہیں جاسکتی کان کھول کر سن لو اور ذہن میں بٹھا لو اس بات کو۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے میرب تحکم آمیز لہجے میں بولتا کشش کو دنگ کر گیا لمحہ بھر میں ایک خوش فہمی نے اپنے پر پھڑپھڑانے شروع کیے لیکن یک لخت کشش نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو "دوبارہ" کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونے سے بچایا۔

"ایک دھوکے باز اور وعدہ خلاف کو کیوں روکنا چاہتے ہیں؟" دوسرے پل وہ سنبھل کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

"میں نہیں جانتا......" وہ اب جھنجلاہٹ کا شکار ہورہا تھا۔

"کبھی کچھ جانتے بھی ہیں آپ؟ نہ آپ یہ جانتے تھے کہ میں انکار کیوں کروں نہ یہ جانتے ہیں کہ یہاں کیوں رکوں تو مسٹر میرب کشش آپ کی کوئی بات جس کا آپ کو خود بھی علم نہ ہو ماننے کی پابند نہیں میری غلطی ہے میں مانتی ہوں میں نے آپ کی بات کو غلط سمجھا آپ کو اپنا آئیڈیل مان لیا تھا میں خواب سجانے والی عجیب عجیب خوابوں کے پیچھے بھاگنے والی لڑکی تھی۔ نجانے کب کیسے میرے خوابوں کی منزل بدل گئی میرب۔"

تیکھے تیز اور اجنبی لہجے میں بولتی بولتی یک دم ہی وہ دھیمے بے جان لہجے میں بولی۔ میرب نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی...... نجانے وہ کیسا پل تھا میرب کمرے میں داخل ہوا تھا تو بالکل سامنے آئینے سے جھانکتے سجے سنورے اس کے عکس نے اس کو مبہوت کردیا تھا اس کے قدم وہیں جم گئے تھے وہ اس کا فیورٹ بلیک کرتا اٹھائے چہرے پر نکھار دھنک کو مات دیتے رنگ...... دل پگھلانے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے وہ اس لمحے اس کو اپنے ساتھ انجمن کررہی تھی میرب کا دل باغی ہونے لگا تھا ان دھنک رنگوں پر اس کا حق تھا وہ اس کو اپنے اندر سمو لینے کے لیے آگے بڑھا لیکن کشش کے متوجہ ہونے پر ایک سیکنڈ میں اس نے اپنے اپنی قابو ہوتی دھڑکنوں اور منہ زور ہوتے جذبوں پر بند باندھ کر اس کی تلخی سختی اور ہتک آمیز لہجے میں لوٹ آیا تھا اور پھر گزرتے ہر پل میں میرب کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا تھا لیکن ہمت ناپید تھی اور پھر کشش کا رویہ بھی دن بدن روکھا پھیکا اور حیران کن ہونے کی وجہ میرب کی رہی سہی ہمت بھی دم توڑ دیتی ندا نے کشش کے یو کے واپس جانے کے راز سے اس کو آگاہ کرکے اس کی جو درگت بنائی تھی اس نے آج پھر میرب کی ہمت بندھائی تھی اور...... اب......

"مجھے آپ سے محبت نہیں ہے...... نہ ہی میں نے کبھی آپ کے بارے میں اس طرح سوچا ہے نہ ہی میرا ایسا کوئی پروگرام ہے......" کشش میرب کو ٹکٹکی باندھے دیکھتے پاکر نروس ہونے لگی یک دم گھبرائی ہوئی اور جو منہ میں آیا بولتی چلی گئی۔ میرب نے چونک کر اس کو دیکھا اس کے الفاظ پر غور کیا اور ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا...... کشش آنکھیں پھاڑے اس کو دیکھتی رہی۔

"اف...... شکر ہے یہ ہنستے نہیں ورنہ اتنی ڈیشنگ ہنسی مجھے تو......" اپنی سوچ پہ سرخ چہرے کے ساتھ کشش رخ موڑ کر سوٹ کیس کی زپ بند کرنے جھک گئی۔ بے ہنگم انداز میں دھڑکتے دل کو بمشکل قابو میں کیا۔

"آئی ایم سوری کشش۔" اس کی متعجب نظروں نے اس کی ہنسی کو بریک لگائی تھی۔ دوسرے لمحے وہ اپنا درمیانی فاصلہ مٹا کر اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔ اپنی پوروں سے اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے بولنے لگا اور کشش اس کے لمس پر اچھل پچھل ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اس کے اس روپ پر حیران ہوئی جارہی تھی۔

"آئی ایم سوری کشش...... پلیز تم نہ جاؤ ناں......" وہ بسورتا کسی چھوٹے بچے کی طرح اس کو روکنے کی کوشش کررہا تھا اور کشش پھٹی پھٹی نظروں اور گنگ ہوتی زبان کے ساتھ اس کو دیکھے جارہی تھی۔

"م...... میں...... پھر کسی غلط فہمی کی بنا پر کوئی فیصلہ نہیں کرسکتی۔" یک دم ہی اس کے ہاتھ کی گرفت سخت ہوئی تو کشش نے چونک کر اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو کھینچا۔

"غلط فہمی کون سی غلط فہمی؟ میں سچ کہہ رہا ہوں میں نہیں چاہتا کہ تم جاؤ۔"

"کیوں؟" کشش اس کی بات پوری سنے بغیر جھٹ سے بولی۔

"کشش نہ جاؤ ناں...... یہ کیا ہر بات پہ کیوں...... کیوں کرتی رہتی ہو۔" سر کھجاتے ہوئے میرب نے بے بسی سے کہا۔ کشش اتنی نادان بھی نہ تھی کہ اس کے انداز آنکھوں میں دھنک رنگوں اور اس کے لمس میں پھیلی بیقراری نہ سمجھ پاتی لیکن دل وہ ضدی بچہ تھا جو لفظوں سے بہلتا ہے اگر میرب نہیں چاہتا کہ کشش عالمگیر پلیس اور میرب کو چھوڑ کر جائے تو اس کو وجہ بتانی ہوگی۔ کشش ہٹ دھرمی سے سوچتی اس کے سامنے سے ہٹ گئی اس کے سیریس بے لچک تاثرات میرب کی بوکھلاہٹ میں اضافہ کررہے تھے۔

"کشش...... دیکھو تو نیو ایئر اسٹارٹ ہونے کو ہے پلیز اس سال کی ساری تلخیوں کو یہاں ہی چھوڑ کر نئے سال میں نئے سفر کا آغاز کرتے ہیں میں نے تمہیں پہچاننے میں غلطی کی...... اب معافی مانگتا ہوں مجھے لفظ ادا کرنے نہیں آتے کشش......" میرب دوسرے پل دوبارہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اس کے دونوں شانوں پر اپنے مضبوط ہاتھ رکھے اور انتہائی بے بسی سے بولا اپنی غلطی کی معافی مانگی تو کشش نے مسکراتی نظروں سے اس کے اس انداز کو دیکھا۔

"اچھا تم بتاؤ میں کیا بولوں؟ میں وہی بولنے کی کوشش کروں گا۔" اس کی مسکراتی نظروں اور چہرے پر پھیلے دھنک رنگوں نے میرب پر واضح کردیا کہ کشش اس کی ہے۔ اس کو چھوڑ کر نہیں جائے گی تو خود بخود اس کا لہجہ مسکرانے لگا اور ایک شرارت در آئی آنکھوں میں...... کشش کے لیے میرب کا یہ انداز کافی حیران کن اور فرحت بخش تھا پہلی بار وہ اس کی مسکراتی آنکھیں اور شوخ لہجے کو محسوس کررہی تھی۔

"ہاہاہا...... میرب عالمگیر جی رہنے دیں آپ......" کشش کترا کر گزرتی اعتماد سے بولی۔

"تو تم نہیں جارہی ہو ناں......" میرب ایک بار پھر اس کے قریب ہوا اور بھرپور نظروں سے اس کی آسودہ ہنسی کو دیکھا۔

"تم نہ جاؤ تو وعدہ تمہارے سارے خوابوں کو سچ کروں گا ان کو دھنک رنگ سے رنگ دوں گا۔" اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے قدرے جھک کر گھمبیر آواز اور فسوں خیز لہجے میں اس کی سرگوشی نے اس کے کانوں میں رس گھولا تھا۔ اس کے لہجے سے جھانکتی محبت کی آنچ نے

اس کی پلکوں پر منوں بوجھ گرادیا تھا' شرگین مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تو میرسب نے بھی اطمینان بھرا سانس لیا۔

''مم...... میں ابھی آتی ہوں۔'' کتنے ہی فسوں خیز لمحے یوں ہی چپ چاپ گزرنے یک دم کشش اس کے ہاتھوں میں دبے اپنے ہاتھوں کو چھڑاتی ہوئی عجلت میں بولتی باہر کی جانب لپکی۔

''کہاں جارہی ہو؟ ابھی بارہ بجنے والے ہیں اور میں یہ پل تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔'' میرسب کے لہجے میں جھانکتی بے قراری پر وہ لمحہ بھر ٹھٹکی' پھر باہر کی جانب بڑھی تو میرسب بھی اس کے پیچھے ہی لپکا۔

''صفی کو اطلاع دینے کے یہ پلان تیج رہا۔''

''کیا مطلب کون سا پلان؟'' میرسب چونکا تو کشش جو بے خیالی میں بول گئی دانتوں تلے زبان دبالی۔

''کشش...... کی بچی تمہاری تو میں نے جان نکال لینی ہے اب۔ مجھے کیوں بدنام کررہی ہو۔'' صفی نجانے کہاں سے نمودار ہوا تھا۔ اس کے تلملاتے ہوئے لہجے اور ندا اور میرسب کی ہونقوں کی طرح کی شکلیں کشش کھلکھلا کر ہنسی...... کتنے دنوں بعد اس کی ہنسی میں وہی لاابالی پن جھانک رہا تھا۔ وہی شوخی اس کی ذات کا حصہ تھی۔ ان تینوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

''تمہاری وجہ سے ہمارا ہنی مون خراب ہوا ہے اس کا بدلا تو میں لوں گا۔'' صفی دانت پیستا ہوا بولا۔

''میرسب بھائی' کشش کہیں نہیں جارہی ہے یہ سارا ڈرامہ اس نے میرے ساتھ پلان کیا تھا آپ کو سدھارنے کے لیے اور ساتھ میں میری بیچاری ندا کو بھی شامل کیا۔'' ندا نے چونک کر خون خوار نظروں سے صفی کو گھورا جس نے اس کو بھی اس راز سے بے خبر رکھا تھا تو اس کی نظروں میں جھانکتے غصے کو دیکھتے ہوئے صفی نے جالا کی سے ندا کو مکھن لگایا' میرسب نے گھور کر کشش کو دیکھا لیکن آج کشش کے چہرے پر کھلکھلاتے ہنسی کے فوارے اس کو ڈرائے نہیں لگے' کشش خوش تھی کہ بالآخر اس نے اپنے خوابوں کو دھنک رنگوں سے سجالیا۔ نیا سال اس کی زندگی میں بھی ایک نیا رنگ لے کر آیا ہے' گھڑیال نے بارہ کا گھنٹہ بجایا' کشش نے میرسب کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں محبتوں کے دیپ روشن تھے' وہ خراماں خراماں چلتی اس کی طرف بڑھی کہ اب وہی تو اس کی منزل تھی اس کے ہمراہ اب اس نے خوابوں کے تاج محل تک کا سفر طے کرنا تھا۔

''چلو ندا ہم ابھی چلتے ہیں...... ہنی مون پر۔'' صفی نے بات مکمل کی تو میرسب کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا...... ندا نے جھینپ کر پہلے ان دونوں کو اور پھر صفی کو دیکھا۔ تو اس کی شرارت پر رخ موڑ کر چل دی۔ ان کے خوابوں نے اپنی اپنی منزل پالی تھی۔ فضا میں گونجتی پٹاخوں کی آواز میں ان کی جلترنگ ہنسی کے ساتھ دلنشین سرگوشیاں بھی شامل تھیں۔

''ہیپی نیو ایئر......'' میرسب نے سرگوشی کی تو کشش نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ خود سپردگی کے اس انداز پر نثار ہوتے میرسب نے اس کے گرد بازو کے حصار کو تنگ کیا کہ اب یہی تو اس کی منزل تھی۔ یہاں ہی اس نے اب عمر گزارنی ہے۔

''ہر غلط فہمی نقصان دہ نہیں ہوتی' کبھی کبھی غلط فہمی کی آڑ میں کیے گئے فیصلے بھی فائدہ مند ثابت ہوجاتے ہیں۔'' اس کے ہمراہ چلتی کشش نے اس کی بات پر چونک کر اس کو دیکھا۔

''اگر اس وقت میں انکار کی وضاحت کرتا تو...... آج ان خوابوں میں کوئی بھی رنگ نہ ہوتا۔'' مسکراتے ہوئے میرسب نے اپنی بات کی وضاحت دی تو کشش اس کی تائید میں سر ہلائی۔ باتیں کرتے وہ دونوں آگے بڑھتے جارہے تھے' بہت سی گتھیاں سلجھاتے ہوئے نئے رستے پر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے منزل کی جانب بڑھ رہے تھے۔